مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
کے فکر انگیز خطبات کا مجموعہ

خطباتِ علی میاں

جلد چہارم

تہذیب و معاشرت
تشکیلِ کردار

مولوی محمد مسعود میاں ندوی

دار الاشاعت

Copyright Reserved

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف خانی، دارالاشاعت کراچی

طباعت : اکتوبر ۲۰۰۰ء، جمی آرٹس پرنٹنگ پریس کراچی۔

ضخامت : 448 صفحات

..... ملنے کے پتے .....

[illegible]

..... بیرونِ ملک ملنے کے پتے .....

[illegible]

فہرست عنوانات

تقدیم	۷
صحابہ کی حجیت	۱۵
اصول روایت	۱۹
سماع و عنعنہ کی بحث	۲۱
اسلامی ممالک میں دینی تعلیم اور اس کے اسباب	۲۳
مصر میں دینی تعلیم کا تاریخی و تعلیمی جائزہ	۲۳
اسلام میں تاجر اور تاجر کی زندگی کا تصور	۲۵
ایک انسان کو تجارت، درس کے لئے کتنا وقت دینا چاہئے	۵۵
فن حدیث اور اس کی تاریخ	۲۳
[illegible]	۷۷
تحمل حدیث	۷۸
اسلامی قوانین کی خصوصیت و اہمیت	۸۳
[illegible]	۹۷
[illegible]	۱۰۱
[illegible]	۱۰۵
[illegible]	۱۰۷
[illegible]	۱۰۹
[illegible]	۱۱۰

صفحہ نمبر	عنوان
۹۰	
۹۰	
۱۰۸	
۱۰۸	
۱۱۰	
۱۱۰	
۱۱۳	
۱۱۳	
۱۱۹	
۱۲۰	
۱۲۰	
۱۲۰	
۱۲۱	
۱۲۳	
۱۲۱	
۱۲۱	
۱۲۱	
۱۲۲	
۱۲۲	
۱۲۳	
۱۲۳	
۱۲۳	

عنوان	صفحہ
ملک کے لئے دوسرا خطرہ	۱۳۵
اسلام ہی رہنمائی کرسکتا ہے	۱۳۶
ملک کے لئے تیسرا اہم خطرہ	۱۳۶
اس خطرے کا علاج	۱۳۷
شروع اللہ کے نام سے	۱۳۹
رشتوں کے ٹوٹنے سے زندگی پر برے اثرات	۱۴۹
واقعات سے سبق لینے کی ضرورت	۱۵۳
طبقۂ اشرافیہ کے خاص امراض اور ان کی شفا	۱۶۳
خواص کے ساتھ خصوصی معاملہ	۱۶۳
زہد پاکباز اور اشتراکیت	۱۶۴
شرفاء کی بستیوں میں فلاکت کیوں؟	۱۶۵
تاریخی بستیوں اور اونچے خاندانوں کی خاص بیماریوں اور کمزوریاں	۱۶۷
اتحاد واتفاق کے لئے بڑی قربانی	۱۶۷
حضرت ابوبکرؓ کا اسلام	۱۶۷
شریعت پر عمل نہ کرنے کی بے برکتی	۱۶۸
عربوں سے عبرت لیجئے!	۱۶۹
ما تعبدون من بعدی	۱۷۱
عالم عربی کا اصل خطرہ اسرائیل یا مرد و نصیر؟	۱۸۱
ایک تاریخ ساز اور جدید آفریں واقعہ	۱۸۱
عربوں کا ذوق سلیم	۱۸۲
سب سے بڑا خطرہ قلب و ضمیر کی غفلت	۱۸۳
خود اپنی ہی بنیادی غلطیاں	۱۸۳

عنوان	صفحہ
خدا موجود و حاضر ہے	۱۸۵
ثابت شدہ حقائق سے چشم پوشی	۱۸۶
قرآن کا اعجاز	۱۸۷
5 ارب کا انعام کا چیلنج	۱۸۷
انسانی تجربات محض اتفاق	۱۸۸
تاریک اور اہم مرحلہ	۱۸۷
قوی ضمیر پر ثبوت حاوی	۱۸۸
فتح اور کامیابی معیار نہیں	۱۸۸
اصل معیار	۱۸۹
استعمار سے نفرت	۱۸۹
عجیب منطق	۱۹۰
بے شمار مردہ ضمیر	۱۹۰
جانوروں سے بدتر	۱۹۲
قیامت سے کیا مراد ہے	۱۹۲
اللہ کا عذاب	۱۹۲
آنحضرتؐ کی ہدایت	۱۹۳
غفلت، جہالت اور لاپرواہی کا انجام	۱۹۳
اسلامی عقیدے کا اشتراک	۱۹۴
ایک مسلمان قوم کا احتساب	۱۹۴
احتساب اور اس کے ذرائع	۱۹۵
امت کی زندگی	۱۹۶
ناشاد و ناکام کی آبادی سے عبرت و موعظت	۱۹۷
زوال پذیر قوموں کی سختیوں سے بچنے	۱۹۸

عنوان	صفحہ
فاتحین اور حکمرانوں کی ایک غلطی	۲۹۹
عرب فاتحین اور ان کا امتیاز	۳۱۹
اصل آبادی کو نظر انداز کرنے کی غلطی	۳۰۰
ہندی مسلمان	۳۰۱
امیین کی عرب حکومت کی غلطی	۳۰۱
غلط فہمی کا ازالہ ہونا ہے	۳۰۲
صوفیائے کرام کا کارنامہ	۳۰۳
نکاح ایک عظیم الشان مسلسل عبادت	۳۰۷
وہ عبادتیں جن سے غفلت ہوتی ہے	۳۰۸
بڑی بڑی عبادتیں اور فرائض اس وقت تک عبادت رہتے ہیں جب تک آدمی ان میں مشغول ہے	۳۰۸
جسمانی و بدنی عبادت	۳۰۹
عجیب و غریب عبادت	۳۱۰
شریعت کا اعجاز	۳۱۰
شریعت محمدی اب بھی ہو سکتی ہے اور اس کی حکومت قائم	۳۱۱
محبوب سنت	۳۱۳
بسم اللہ کی ثواب	۳۱۳
حیات علی میں خواص امت کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں	۳۱۵
صالح دل کے لئے ضروری چیزیں	۳۲۹
تبلیغی جماعت کا کارنامہ	۳۳۳
ازدواجی زندگی کے دو سنہرے خطوط	۳۳۷
تیسرا خط پڑھنے نہ پڑھنے کا ہے	۳۳۷

عنوان	صفحہ
وقت کا تقاضا کیا ہے؟	۲۳۰
ایک بے سابقہ اور بے وقت مہم	۲۳۱
قرآنی حق "آبرانی اور باپ کی خوشی"	۲۳۷
[illegible]	۲۴۰
[illegible]	۲۴۲
[illegible]	۲۴۵
[illegible]	۲۴۸
[illegible]	۲۵۰
[illegible]	۲۵۲
[illegible]	۲۵۴
[illegible]	۲۵۶
[illegible]	۲۵۸
[illegible]	۲۶۰
[illegible]	۲۶۲
[illegible]	۲۶۳
[illegible]	۲۶۵
[illegible]	۲۶۶
[illegible]	۲۶۸
[illegible]	۲۷۰
[illegible]	۲۷۲
[illegible]	۲۷۳
[illegible]	۲۷۵
[illegible]	۲۷۶
[illegible]	۲۷۸
[illegible]	۲۷۹
[illegible]	۲۸۰

صفحہ	عنوان
۲۸۰	
۲۸۰	
۲۸۲	
۲۸۳	
۲۸۵	
۲۸۷	
۲۸۷	
۲۸۸	
۲۹	
۲۹۵	
۲۹۵	
۲۹۷	
۲۹۷	
۲۹۸	
۲۹۹	
۳۰۰	
۳۰۱	
۳۰۲	
۳۰۵	
۳۱۳	
۳۲۳	

صفحہ	عنوان
۳۲۳	
۳۲۴	
۳۲۵	
۳۲۶	
۳۲۷	
۳۲۸	
۳۲۹	
۳۳۰	
۳۳۱	
۳۳۲	
۳۳۳	
۳۳۴	
۳۳۵	
۳۳۶	
۳۳۷	
۳۳۸	
۳۳۹	
۳۴۰	
۳۴۱	
۳۴۲	
۳۴۳	
۳۴۴	
۳۴۵	
۳۴۶	
۳۴۷	
۳۴۸	
۳۴۹	

	۲
	۲۵۹
	۲۵۵
	۲۷
	۲۷۲
	۲۷۳
	۲۷۷
	۲۸۲
	۲۸۵
	۲۸۷
	۲۹۲
	۳۰۲
	۳۰۷
	۳۰۸
	۳۱۹
	۳۲۰
	۳۲۷
	۳۳۶
	۳۴۳
	۳۴۳
	۳۴۵
	۳۴۹

عنوان	صفحہ
رسائل یکجائی	۳۷۹
رسائل تبلیغیہ کا کام	۳۸۰
ایک ہندوانی سوال	۳۸۰
حاتم تا نانک کا خاتمہ	۳۸۱
دعوت حق	۳۸۲
رفاہی خدمات عبادت ہے	۳۸۵
دینا طاغوت نہیں	۳۸۵
صالح معاشرتی انقلاب کی ضرورت	۳۸۷
اصلاح کا آغاز	۳۸۹
امت کی مسلکی مذہبی بنیادیں	۳۹۱
زمانہ کا تخلیقی خلا	۳۹۳
مذہب کا فیشن	۳۹۳
اسلامی نشاۃ ثانیہ کی صدی	۳۹۴
مسلمانوں کے تقاضے کیا ہیں	۳۹۵
تاریخ مذاہب اور دعوت و رسالت سے عبارت ہے	۴۰۰
دنیا کو مذہب کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے	۴۰۱
اسلام اور خدمت خلق	۴۰۵
انسان کی فطرت میں عشق و محبت کا عنصر	۴۰۹
اسلام نے جہاں سیاست و خلافت کی ضرورت بتائی	۴۰۹
ایک مشہور ضرورت جو شوق تعلم کا مرکز بن گئی	۴۱۰
عالم اللہ اور ان کی خدمت	۴۱۰
ماں کی فطرت میں عشق و محبت کا عنصر	۴۱۱

عنوان	صفحہ
"صلوات" کی بے مثل محبت بھری داستان ۔ قرآن مجید	
اس پر سلام ہو جو پیدا ہوا	۴۱۳
اس کی مری آمد سے کھلا چمک اٹھا	۴۱۶
حج بیت اللہ جو حسن کی تفسیر بن گیا ہے	۴۱۹
ہدایت کے قبس نور ہیں سکانات کی بیداں وسعتوں میں	۴۲۱
عمل و علم کے پرستاروں کے مخالف فرد افعات	۴۲۷
جاں نگم فائدہ ہے اور انسانوں کا نام ہے	۴۳۰
حمت خداوندی کا تو جہ [illegible] ہیں ہمارا مقصد	۴۳۱
معاشرہ اسلامی کلیہ کی بنیاد	۴۳۳
سزا کی بھی ہوتی ہیں بھی	۴۳۴
حدا ۱۰۰ بکاروں [illegible] یکا ہے	۴۳۶
شتوں کے تو رسے زندگی پر برا اثر	۴۳۷
ہماری موجودہ حالت	۴۳۸
ورت مرد اور عورت کی مساوی	۴۳۸
[illegible] یاں کی میزان	۴۴۰
واقعیہ پسند حقائق دنیا	۴۴۰
قرآن کا مطالعہ	۴۴۱
حسن اور حقیقت	۴۴۲
حقیقت کی دائمی تاثیر	۴۴۲
دنیا کی تعمیر اور ایمان	۴۴۳
کامیابی اور ناکامی کی میزان	۴۴۴
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن	۴۴۵

عنوان	صفحہ
اسلامی ریاست	۲۲۵
قرآن مقدس سے	۲۲۶
بلند و بالا عمارتیں	۲۲۷
کیا یاد	۲۲۷
مسائل کی تہیں	۲۲۹
حدیث سے پیروی	۲۲۹
تاریخ حقیقت	۲۲۹
خاندان [illegible]	۲۲۹
سلاطین [illegible]	۲۲۹
[illegible]	۲۲۹
[illegible]	۲۲۹

انتساب

خطابت علی میاں صدر چہارم کا انتساب میں اپنی مادر علمی
جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے بانی، قائد تحریک ختم نبوت
محدث اکبر حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ
کے نام نامی منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جس کی
بے لوث مخلص انتھک خدمات کے ثمرہ میں آج چار دانگ عالم میں
فرزندان گلشن بنوری دین اسلام کے ہر محاذ و میدان میں اپنی خدمات
کا علمی و عملی نمونہ پیش کر رہے ہیں!

محمد عثمان میاں غفرلہ عنہ

خطبات کی اہمیت

قال رسول اللہ ﷺ

علیکم بمجالسۃ العلماء وسماع کلام الحکماء فان اللہ تعالیٰ یحی القلب بنور الحکمۃ کما یحی الارض بوابل السماء المصر (الدیلمی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

اہل علم کی مجلس اور اہل حکمت کا کلام سننے کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ دل کو حکمت و دانائی کے نور سے ایسا زندہ کرتا ہے جیسا کہ زمین کو موسلا دھار بارش سے

مولوی محمد اسحاق خان صاحب سلمانی

خامہ فرسائی

[illegible]

[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [

اصلاح معاشرہ کی اہمیت

اسلامی ممالک میں ذہنی کشمکش اور اس کے اسباب

[illegible]

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وجمیع من تبعھم باحسان و دعا بدعوتھم الی یوم الدین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم O یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

[illegible]

ہے اس مجدد میں لکھے تھے تو ہو ساتھ شاعر کیں ہے یا ہم ہیں ہیں ہیں ہیں
ہیں طاس ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہیں ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے
ہے ہے

آخر میں کچھ اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس سے متعلق آج تک جو بھی نظام تعلیم ہمیں ملا ہے اور ہم نے اس کے متعلق آج تک کسی نے نہیں کہا ہے مغربی نظام تعلیم کے اثرات کے بارے میں اس سے بہتر تجزیہ اور کوئی نہیں کر سکتا ہے اور یہ مغربی حقیقت کس طرح ہماری زندگی میں

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

انہوں نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ فرعون نے اپنی حرکت سے خواہ مخواہ اپنے خلاف ناپسندیدگی پیدا کی اور اپنے لئے کئی مشکلات پیدا کیں۔ آج تک مختلف ادوار میں دنیا میں جو بھی تعلیم رائج ہوئی ہے تعلیم بدلی جاتی ہے اور ہر نئے دور کی نئی ضروریات کے مطابق نئے نئے تعلیمی نظام بنائے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ ہر نئی حکومت اپنے ساتھ اپنے ہی نظام تعلیم لاتی ہے اور ہر نئی حکومت کے ساتھ ہی نئی نئی تعلیمی پالیسیاں بنتی ہیں اور ان کے ساتھ ہی نئی نئی یونیورسٹیاں قائم ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی مغربی نظام تعلیم سے ہمارے ملک کا نظام تعلیم بری طرح متاثر ہوا ہے۔

ہر ایک ملک کو اس کا اپنا ہی نظام تعلیم کرنی چاہئے اور اس کو اپنا ہی نظام تعلیم اپنانا چاہئے۔ ہمارے کہ اس نئی کشمکش سے بچانا چاہئے۔ ہمارے کہ اس نئی کشمکش کے شروع ہونے سے پہلے پھر دوبارہ اپنی اصلی اور قوت عمل والے نظام تعلیم کی طرف لوٹ جائیں۔ ملک کی تعمیر میں، ملک کو مستحکم رکھنے میں، ریاست کی حفاظت میں جو توانائیاں صرف ہونی چاہئیں ان میں صرف ہوتی ہیں جیسے جون ہمارے کہ کا خاتمہ اخلاق کس کا فکر العقل طبیعیات کس کا فلسفہ جیسے غالب کا نظریہ ہے۔

میں اس جامعہ سے وابستہ ان سبھی ہمارے معاصرین کے رابطہ میں رہنے اسلامی تعلیم پہلے اپنائے گئی اس لئے کہ کسی مفکر سلام سے اس بات سے ہے وہ سوچ نظام تعلیم سے بھی مطمئن تھا وہ اسلامی ملکوں میں اس نظام تعلیم کے بلند ہونے سے ہر سال ہر سال رہتا تھا وہ آزاد ہو تو شاید مطالبہ اس کا کرتے اب سے پہلے نظام تعلیم بدلا جائے اس لئے کہ انہوں نے ہمارے نوجوانوں سے ان کی خودی کو بالکل کچل کر رکھ دیا ہے

تعلیم کے تیر سے میں دل اس کی خودی کو
بچوں سے فقط نر و جدھر چاہے پھیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلم پرسنل لا کی صحیح نوعیت اور اہمیت

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا
ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ
ونشہد ان لا الہ الا اللہ ونشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ
اللہ تعالی بالحق بشیرا و نذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

حضرات! اب سے پہلے میں نے جن موضوعات پر اپنی گفتگو پیش کی ہے وہ خطبہ جمعہ تھا، جس میں کچھ دیر کے لئے خطبہ کے مقصد سے ہٹ کر دوسری باتوں میں مشغول ہوا اور مسلسل اپنے مخصوص خیالات پیش کیے، اس غیر روایتی اور غیر رسمی طریقہ کی تبدیلی کی ایک خاص وجہ تھی، وہ یہ کہ جب سے ملک پاپوخطبہ و صدارت کی افادیت اور اہمیت کو ختم کرنے کی جو منظم کوشش ہوئی ہے اس کی تاریخ کا جائزہ لیا ہے، میں نے محسوس کیا ہے کہ اس مہم کا ایک بڑا حصہ خطبہ جمعہ کی اصل روح کو ختم کرنا ہے، اس لئے ضروری ہوا کہ اس کی اصل روح کو باقی رکھتے ہوئے اس کے ساتھ کچھ ایسی باتیں بھی شامل کر دی جائیں جو وقت کا تقاضا ہیں اور جن کی ضرورت ہر جمعہ کو محسوس ہوتی ہے، اور حالات میں تغیر کی وجہ سے پیدا ہونے والی سنگینی کو کم کیا جا سکے، اس لئے شاید اس میں بھی حکمت الٰہی کا کچھ دخل ہو کہ اس سال میں تازہ حالات کے تعلق سے جمعہ کے خطاب کا بڑا حصہ خطاب عام ہوا۔

حضرات! آج بھی مسلمانوں کے اندر جو مختلف قسم کے انتشار اور کمزوری کا باعث ہیں ہیں، اس کا جائزہ لیا جائے تو اس کے اسباب اور محرکات میں سب سے بڑا سبب قومی یا ملی شخصیت کا ضائع ہو جانا ہے، اور اس کے بعد دوسرا سبب ملی اور قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں اسلامی تعلیمات سے انحراف اور بے توجہی ہے، اور یہ دونوں باتیں ہمارے اندر اس لئے پیدا ہوئی ہیں کہ ہم نے اپنی قومی اور ملی زندگی کے ہر شعبہ میں اور ہر معاملہ میں اپنی ملی اور قومی شخصیت کو بھلا دیا ہے، اور اس کی جگہ مغربی تہذیب و تمدن، مغربی طرز فکر اور مغربی طرز زندگی کو اختیار کر لیا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر سے ملی

[illegible] تحقیق کی بنیاد [illegible] عبارت خشک پر ہوتی ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] تحقیق [illegible] کیں [illegible]

[illegible] مسلمان [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible]

آ ی سے مختلف نظا ت پ شغل ے ر ے میں ملکوں ت ب ں اور اس سے
ز د ر ے ے ج ی ں ب س کہ د و آ ی ج و ط ف د ت ا ں ن ی ا ف ا ظ ت و ا ی ہ
ن ل ں ں ہ و ی چ ے گ ی و ہ ش گ و ا ج ا ت ے ر ف ر ے ں ں د ہ گ و ب ہ ت ا ہ ی
ف ا ں ں ی ں ن ل ا ر ے ں ں ا ر ن ہ ا ں ا ف د و م آ ے ر ہ ا ج ا ہ ں ں ا ہ ا ں ا ف د ی ہ
ش ر ج ا ے ی ہ ا ی آ ہ د ہ ل ہ ا ر ی ح ر ں ں ا ں چ ی ز و ں ی ں ت ظ ر ا ر ا ں پ ی ھ ی ں ر ے و ا ی
آ ں ا ں و ہ ا ں ہ ا ر ے پ ا س ح ق ا ر ھ ے پ ی ا ر و ہ ا ے ے ا ص و ر ق ی ں پ ا ے س ل ا ں و ں ے ے ف د
ا ی ا ے ت د ب ا ر د و ں ا ف ت ا ر ک ی و ہ ک ی ف ی ت پ ی ا ہ و ئ ی خ ا ص ب ے س ا ف ا ں و ں ے ا ے ے ص و ص ی ں
ط ل ے ے ل ے ک ھ ی ط ر ح ے ہ ے ج ڑ ا ہ ا ں ہ ا ں ے ت ا ں ے ے ب ے ب ط ل ک ش ں ں ہ ں
ک ی ں آ ل ا و ل ا ں ا ں ں ں ں ج ی ں ک ی ف ی ت ں ی ں ے ا ں ے ا ں ے ے
ا ے ا ں ں ر ے ں ی ں ی ے ا ں ے ف ص ل ں ں ا ہ ے آ پ ے س ل ا ں و ں ے پ ر ع ل ا
ش ں ی د ل ی ے ے د و ہ ہ م ں ل ا پ ر ف ص ہ ک ے ہ ں ی ں ج ی ں ا ں ا ہ ے ا ا ا ا ر ا ر ہ ہ
ہ و ل ی ں ے ے ک ے س ل ا ں پ ر ع ل ں ں ی ں ہ ے ؟

ا ہ و ر ی ی ہ ا ر و ں ب ا ت ں ہ ے ے ک ں ا س ا م ے ا ہ و ک ھ ل ا ج ے ا ں ا ے ے ر
ف ا ے ں ں ا ں ا ف ے ا ر ا ں ں ں ر ج ی ا ہ ے ا ر ں ں ے ی ا ف ے ب ے ا ے ے ں ں ک ہ ا ی
ت ہ ے ے ں ا ں ا آ ہ د ہ ے ے ا ہ ے ں ں ں آ ہ د ی ر ف ی ق ا ی ک ا ی ا ص ا ں
ک ر ا ی ا ے ے ا ں ا ت ے ک ر و ں ں ں ں ا س ا ک ا ف ا ں ں ں ے ا ر ں ں ں ں ں ں ں
ہ و ں ر ن د گ ی پ ر ط ے ے ا ی ا ں ا ں ں ے ی ف ہ ے ا ی ک ا ں ا ں ے ے ں ں ے ی ں ں ں
ں ں ہ ر ں ں ں ں ں ں ں

ن دیہ سے ہیں ہاں سے کل دلوں میں خیال ہاں سے کا معلم ہیں ان سے ہاں و ظلم
ط تے ہے ہاں ہے اپنے سے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے

ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے ہاں ہے

اسلام میں اجتماعی اور انفرادی زندگی کا تصور

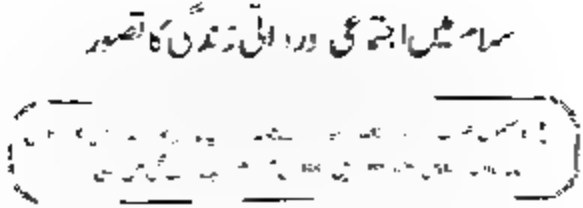

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد
وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد فاعوذ بالله من
الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم يايها الذين امنوا ادخلوا في
السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشيطان انه لكم عدو مبين

واقعات ۔ بزرگوں کی کرامات، علمی نکتے سننے کے لئے ۔ تو بفضلہ خدا کا شکر ہے یہ چیزیں ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہیں، علمی ہر کسے سے ہمارا تعلق ہے دوسری ملکوں میں جاتا ہوتا ہے، یورپ، امریکہ کی سطح کے مطابق ان کی اکیڈمی کی سطح کے مطابق تقریریں کرنی ہوتی ہیں مگر میں اس وقت آپ سے صاف صاف اور کھری کھری باتیں کرنا چاہتا ہوں، بہت ذمہ داری اور یا حساس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اسلام ایک ضابطہ حیات ہے اس میں استثنا ہے ہی نہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ عبادات میں تو آپ مسلمان رہیں مگر معاملات میں بگڑ جائیں آپ کو یہ معاملہ دوسرے کا نہیں ہے کہ ملکی قانون پر عمل، میں SOCIAL LIFE داری کا مظاہرہ کریں، جس طریقہ سے چاہیں رہیں، جس طرح آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں باپ بھائی بہن کے حقوق ادا کرنا بیوی کے حقوق ادا کرنا پڑوسیوں کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا دوسرے قانون و دستور اور ضابطہ حیات کی پابندی کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ادخلوا فی السلم کافۃ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، قرآن کا یہ ارشاد ہے کہ لفظ اسلام کی جڑ سلم کا استعمال کیا، یہ کل ۱۰ اسلام کے اصلی حروف ہیں سلم کا مطلب ہے SURRENDER سرنڈر یعنی سپردگی ۔ اسلام سوا کچھ نہیں ہے سلم یعنی ہماری مصلحت، ہماری خواہش، ہمارا نظریہ، ہماری روایات، ہمارا طرز قدیم، ہماری تاریخ یہ چیزیں کوئی سند نہیں ہیں، ہم خدا کے بندے ہیں۔ اسلام کو بخشش دین کے ماننے والے ہیں، رسول کے ماننے والے ہیں، اسلامی فرمائیں کو، اسلام طریقہ بندگی کو قبول کرنے والے ہیں اور اس کے تمام شعبوں کے ساتھ تعلق رکھیں، محفلوں اور جلسوں میں باتیں کہی جاتی ہیں وہ باتیں جو دل کو خوش کرنے والی ہیں معلومات میں اضافہ کرنے والی ہیں، خطیب کے دھاک بٹھانے والی ہیں ان کا رعب بٹھانے والی ہیں، وہ کہی جاتی ہیں مگر روزمرہ کی باتیں، عملی باتیں کم کہی جاتی ہیں۔

میں نے اپنی تقریر کے آغاز میں جو آیت پڑھی تھی اس کی تشریح آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ قرآن کا پیغام آپ کے ذہن میں اتر جائے اپنی زندگی میں انقلاب آ جائے آپ کی فکر اور سوچ بدل جائے، اسی لئے میں بار بار یہ فقرہ دہرا رہا ہوں کہ مسلمان سو فیصدی مسلمان بن جائیں، ننانوے مسلمان نہیں، ننانوے مسلمان، بروقت مسلمان ہر جگہ مسلمان،

[illegible] جواب دیا۔ [illegible]

ایک بات کہنا چاہتا ہوں، [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہے۔ [illegible] ہے کہ [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] اسلام میں [illegible] ہے [illegible] اللہ [illegible] پر [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

ن تقلیدی جذبہ

آج اسلامی تہذیب میں مداخلت ہو رہی ہے ہمارے پرسنل لا پر حملے ہو رہے ہیں، یہ ایک طرف کی بات ہے جو ہمیں مل رہی ہے کیونکہ ہم نے وہ اسلام کے تقاضے ہیں وہ ہمیں پشت ڈال رہی ہیں ترجیحات شروع کر دی ہیں ہم خود اس میں ترمیم کرتے ہیں۔ ہم خود عمل نہیں کرتے۔ دوسروں سے کہتے ہیں

ہم مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک سلام اور رکن کی حیثیت سے صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم نے حکومت کو اس کا حق دیتے ہیں۔ مداخلت و اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے قانون جو الاصل خدا کا قانون ہے جس پر کہا ہے ہمارے لئے ہیں اس میں کسی قسم کی ترمیم یا رد و بدل کرے

اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر عوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ایک المناک حقیقت

اور

اس کے ازالہ کے لئے امکانی جدوجہد

(PERSONAL LAW) ...

UNIFORM CIVIL CODE ...

INFERIORITY COMPLEX ...

IDEALS AND VALUES ...

کرنے کی صلاحیت اور اس کی نظام پر ضرورت بلکہ تعاون اختیار کرنے پر بلکہ اس نشین بنانے کی اکثر ممالک اور بیشتر مدت حیات میں مصروف رہنے والے مفکرین اور مقننین اور مجتہدین کوشش نہیں کی تھی۔ اقتدار ملنے پر نیچے سے اوپر تک ملک کی صلاحیت بنانے اور ہر عہدہ میں اس کی ضرورت پر نوجوان اہل تعلیم یافتہ طبقہ کا اضافہ، بحال کرنے کی تنظیم مناسب اور ضروریات اور صلاحیت کے مطابق کوئی عام منصوبہ تجویز یا وضع نہیں چلائی گئی۔ کچھ انفرادی، نجی کوششیں ہوئیں اور کچھ محدود و ناکمل اقدامات ضرور ہوئے ہیں (مثلاً حسن علی قدوائی کا کارنامہ کہ جو کچھ بھی ہے) لیکن اس وقت کا ایک عام میدان اور منصوبہ کوششوں کا موضوع نہیں بنایا گیا ہے۔ اس کا نتیجہ حکمران طبقہ میں تعلیم یافتہ بڑی تعداد (بالخصوص UNIVERSITIES کے پروفیسروں، دانشگاہوں کے ذمہ داروں اور دوسرے اہم مناصب پر فائز رہنے والوں کے) نہ صرف اسلام کی شناخت، اس کی صلاحیت پیدا کرنے بلکہ صحیح جگہ کے بارے میں بھی گمراہی نہیں تو متزلزل و مشکوک نظر آتے ہیں۔ اور جب یہ طبقہ منصب قیادت، منصب حکومت پر متمکن ہو جاتا ہے تو وہ سیکولرزم (SECULARISM) علمانیت ہی کو مشکلات کا واحد حل اور عقل و حکمت کی بنا کا ضامن سمجھتا ہے۔ اور اس وقت کی دنیا میں بہت سے مسلم ممالک اور بعض عرب ممالک میں کام کر رہا ہے۔

۳۔ ایک اور اہم جز اکثر اہل نظر کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ اور ان کے لائق جانشین کے تحت سے اس حقیقت کا بھی اظہار نہیں پاتا ہے کہ اس موضوع دین کے پیدا ہونے اور مغربی تعلیم یافتہ ان سرداروں اور مشیروں طبقہ کے دینی و عوامی تحریکات اور اسلامی بیداری کی حکومت سے ہونے والوں سے خائف و بیزار رہنے میں اس کو بھی دخل ہے کہ یہ تحریکیں آمادہ ہے کہ ان میں سے بہت سی تحریکیں، اصلاح عقائد و اعمال، رجوع الی اللہ، تمسک بالشریعہ اور عمل بالدین کے لئے شروع ہوئیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد وہ سیاست کے میدان میں آگئیں اور اصول نے (نیک مقاصد کے ساتھ بھی) حکومت و اقتدار پر قبضہ کرنے اور ملک کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش شروع کر دی اور ان پیروں اور سیاست مخلصوں سے تصادم ہو گیا۔

یہ اس مضمون کی تلخیص کی ہوئی شکل ہے جو عربی مرتبہ میں ایک سنجیدہ قلم نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ملی عزیمت اور اجتماعی فیصلہ

(دینی و علمی حلقوں کے محترم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا خطبہ صدارت جو ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو دینی تعلیم کانفرنس، ٹیپ بلڈنگ، ناظم آباد نمبر ۱ کراچی میں پڑھا گیا)

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

حضرات! وقت کے اہم ترین مسئلے نے ہم کو آپ کے پیچھلے کام کا جائزہ لینے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے جمع کر دیا ہے وقت کی نزاکت اور کام کی وسعت کا تقاضہ ہے کہ سہ روزہ اجلاس کی پابندی کے بغیر ہمارا سارا وقت اصل موضوع پر صرف ہو اور غیر ضروری بات بغیر کسی تمہید و تکلف کے شروع کر دی جائے۔

حضرات! دو لفظ ہماری زبان اور دینی تحریروں اور تقریروں میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں، وہ "فرد" اور "ملت" کے الفاظ ہیں۔ آپ ان کے معنی سمجھتے ہیں۔ مفرد اکائی کا نام ہے یہاں بیٹھے حضرات بیٹھے ہوئے ہیں، وہ سب اپنی اپنی جگہ پر فرد اور ایک اکائی ہیں۔ ان سے مل کر ملت تیار ہوتی ہے، ملت اسلامیہ ملت موسویہ اور ملت عیسویہ بھی افراد کا مجموعی کا نام ہے۔

اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا قانون اور سنت اللہ افراد اور ملت رہنوں کے لئے فرد کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ انتظام ہے کہ اس نے اپنے قانون کے مطابق اس انسانی جسم میں جان اور روح ڈالی اس کے بعد پھر اس کی حفاظت فرمائی وہ جسم مادر سے اس دنیا میں آیا، اللہ تعالیٰ نے جس کے رہنے اور نشو و نما کے ہونے کا فیصلہ کیا، اس میں زندہ رہنے کی صلاحیت پیدا کی، اس میں موثر اثرات کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھی، اس کے اندر بچہ پیدا کی ہاتھ پاؤں میں طاقت دی، اس کو جب کبھی تھیں رات عطا کئے اور صلاحیتیں بخشیں، لیکن ان سب کے ساتھ بھی کچھ فرائض کئے ایک تو یہ کہ وہ اپنے وجود کی حفاظت کرے، موسم کے اثرات

لڑنے میں مشغول کرتا ہے، دنیا کے سامان اور عیش و راحت سے اسلام اس لئے نہیں روکتا کہ یہ چیزیں خدا کی محرم بندوں کی خدمت کرنے کی مرتکب سمجھی جاتی ہیں بلکہ اس لئے کہ ان کی وجہ سے دلوں میں خدا کی محبت پیدا ہو اور اب وہ دل جو خدا کی محبت پیدا کرنے والا ہے ظلم و فساد کی محبت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ وہ ماں باپ بھی اس کو معاف کرنے سے نہیں رہ سکتے جن کی شفقت عرب کا مثل ہے۔ وہ ایسے فرزند رشید سے یہ نہیں سنتے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ماں باپ بھی عورت نہیں بلکہ ماں باپ بھی عورت اور انسان ہونے کی حیثیت سے مطالبہ کرتے ہیں جیسے ان سے دین کا کوئی تعلق نہیں۔ مگر جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو اسلام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ضرورت ہوتا ہے خدا کی محبت کی۔ اس سے پہلے کیوں نہیں کرتے؟ اس کی تعلیم کا حصول خدا کی محبت کے بغیر وہ کیوں نہیں کر سکتے تھا۔ یہ سب کام اسلام نے کیا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے ہر کوئی کی تعلیم دی ہے ایسی شفیق ماں بھی بچے کے منہ میں بچوں کی عبادت نہیں کرتی اور دل پر پتھر رکھ کر بچے کو خدا کے سپرد کر دیتی ہے اس کو یہ محسوس ہوتی ہے کہ ان بچوں میں محبت کرتے ہیں اور محبت نہیں کرتے فرق ہے حالانکہ ان سب کی ماں ایک ہے ہم سب بڑا ہوں کی ہے ان کے ماں باپ کو مانتے آتے ہیں اور دنیا کا سارا نظام اسی پر چل رہا ہے اور اسی کا پیسہ کی حکومت ہے۔

لیکن آپ ایک بات کی سوچیں کہ جس نظر سے دیکھا اور اس کے ساتھ جو حالات یا سب دولت کے معاملہ میں کیوں نہ لگ بھگ جاتے ہیں اس طرح خدا تعالیٰ نے جو بخشا ہم عطا یا ہمیں اور قوتیں ہیں ان کو اس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کو یوں بخش دے تعلقات کیسے کی بخش اور ان کو اپنی تمام طاقتوں کو ایک مکمل مرتب کا سامان ہم شریعت قرآن مجید کے ساتھ محبت الٰہی اور توحید الٰہی کی مثال ہے یہ ہاں کے عدالت کا ہم سب بڑا ہے اپنے دین حفاظت سے بچیے خدا سمجھ رہے ہیں جتنے سے اس کو اپنے سے بچے ہوئے لوگوں سے اور خدا کی محبت اور عظمت کی خاطر اس سے بچنے کے لئے کوشش سب سے بڑا عبادت جان کا نام شمار پائے عبادت کرنے پر۔ حکم دیا کہ عبادت کرنے کی تعلیم سے خدا نے اور اپنے

دوں بچے سے آپ کو اس سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے اور آپ غالباً وجہ اس کے یاد رکھنے میں پڑھنے سے بتلا دیتے کہ ہے دنیا جمہوری حکومت کی اقلیت اور کسی قوم کی عدالتی صدیوں کو کس طرح حق اور دوں حکومت چلے گئی ہی طاقت ہوتی ہے یہ کوئی نہیں بتا سکتی کہ طلاق فرق کو کوئی ذرا سی روک دی جاسکتا ہے اور میں کہ وہاں موت کی ایجاد سے دی ہے یا اس کے بچوں تعلیم اور تعلیم گاہوں کے حصار سے بعد دوسرے جا میں ایسا کرتے تھے آپ قیامت برپا کر لیتے ہیں آپ غالب کر لیں کہ اگر قانون اور اس سے بنا علم سے آپ کو تحفظ ہو دی ہے جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر باہر رکھنے سے اس کا دم گھٹنے لگتا ہے چوں کے تار چڑھاؤ حرکات و سکنات سے معلوم ہو جائے کہ آپ کی صحت کو توانائی کا رسد کی پراثر پڑ رہا ہے اور محسوس کر لیا جائے یا ایک مقصد کے افراد میں اس سے قانون سے ہاں بنا کام گھٹ رہا ہے اور یہ ان کی آئندہ نسل کے قتل کے مرادف ہے یہ کام آپ کو خلوص کے ساتھ عملی طور پر اپنی کوتاہیوں کے ساتھ کرنا ہوگا کہ ہر شخص انتشار کی بڑھتی ہوئی رفتار میں آپ کی بے چینی کو محسوس کرے اگر ایسا نہیں تو کم از کم ان کا جو فیصلہ حصہ کامیابی کر رہا ہو تا ہے آپ کو یہیں دلاتا ہوں کہ ایک بند کبھی ایک قانون نہیں چل سکتا میں سے دنیا کے کیوں کا سود حکومت کا مطالعہ کیا ہے اور مہذب قوموں کی تاریخ پڑھی ہے اس سے میں یہ بات کہہ رہا ہوں

لیکن یہ سب کام صحیح اور پائیدار طریقے سے ساتھ نہیں ہوگا اس کے لئے حکومت کی اور میں طرح اپنے سب کا اظہار کرنا پڑے گا آپ ہوتا ہوگا کہ ہمارے ملک میں ایسا طرز تعلیم رائج کیا جائے جس سے مسلمان کے خدمت ہے پائیں اس کا صحیح مطلب ہے آپ نے ہم پر دین کی سچی لذت عزم سے محروم کر رہا ہے

آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی طور پر کوشش کی ہی ہو اس سے اچھے طریقے نکالیں، اس میں اچھائیاں ہو سب کچھ کر لیں گا جو دستوری اور قانونی طریقہ پر کسی جمہوری ملک میں کسی چیز کو سوچے کیا جاتا ہے میں ذہنی تصور اور شدت پسندی نہیں جانتا اور میں اس کا قائل ہوں جس کو ہر ان دل کی بھی تعدد (VIOLENCE) سے روکنا چاہتا ہوں۔ پھر میں آپ کو اس کا مشورہ کیسے دوں کہ اس اسلامی عدد اس کے لئے تمہیں ملک میں کس طرح پنپ رہی ہے

کی شعور سب ہے زندہ مستی متاثر بھی ہوتی ہے اور موثر بھی جو اپنی زندگی کو پہچانتا ہے، زندگی کے میدان سے کنارہ کش ہو جاتا ہے وہ متاثر ہوتا ہے اور موثر ہم اپنے مذہب کے لئے یہ پوزیشن قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ دنیا چاہے جتنی ہی بدل جائے زندگی چاہے جیسے ہی اشکل میں وقتی حلوں کے ساتھ سامنے آئے لیکن ہم چاہتے ہیں، ہمارے مذہب پر کوئی آنچ نہیں پڑنا چاہئے ہم صدیوں سے قرآن اور حدیث کا ارشاد اسی طرح قائم رہے گا، ہمارا مذہب ایک پورا نظام حیات ہے، اور زندگی کے ہر شعبہ کیلئے اس میں ہدایت اور احکام ہوتا ہے، اس کے باوجود ہر ملک اور ہر دور میں پوری طاقت سے اپنے دین کو دیکھتے رہنا چاہئے کہ کیا ہمیں اپنے دینی اصولوں اور روحانی شعور کے لئے مناسب فضا اور سازگار ماحول میسر ہے، ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو صحیح معنوں میں مسلمان رہنے کی آزادی ہے؟

پھر یہ بھی یاد رکھئے کہ اسلام صرف چند علوم اور تقریبات کا نام نہیں چند حالات تک بھی محدود نہیں، بلکہ یہ مکمل زندگی گذارنے کا طریقہ عطا فرماتا ہے ایک مختصر جملہ میں ہم اسے کہتے ہیں کہ یہ مستقل تہذیب ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام کا کوئی مخصوص پہناوا، زندگی کے اندر اس کی کوئی مستقل ترتیب نہیں، بلکہ دوسری قومیں اور دوسرے ممالک کے لوگ اسلام قبول کریں تو اسلامی عقائد کو لے لیں اس کافی ہے تہذیبی اقدار کو اپنانے اور اختیار کرنے کی ضرورت نہیں

میں پوری صراحت کے ساتھ یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ غیر اسلامی طرز فکر ہے، اسلام کو اسی طرح سے کہ عقائد و اعمال کے ساتھ اس کا مخصوص طرز زندگی بھی اپنایا جائے قرآن و سنت کے مخصوص طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ایک خاص طرح کی زندگی اور خاص طرح کی معاشرت چاہتا ہے، اسلام میں سونا جاگنا، کھانے پینے سے لیکر نکاح و طلاق اور وراثت تک کے مستقل نصوص و احکام ہیں اور اسلام کا مطالبہ ہے کہ انھیں کے مطابق زندگی گزاری جائے، اس کی خلاف ورزی نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی باتوں سے لے کر انتہائی معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں تک کی تعلیم دی اور سچ پوچھئے تو ہمیں سکھایا اور برتا۔

حضرات! اس پس منظر میں نصاب تعلیم کی اصلاح کا مطالبہ ہر اس کے لئے ہر طرح کی جدوجہد ہمارا آئینی حق اور دینی فریضہ ہے، ہم اس کو جرأت اور استقامت کے ساتھ

وما علینا الا البلاغ المبین

آئندہ نسل کی فکر کیجئے

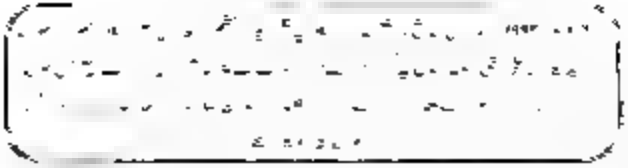

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین
امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یاایھا
الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ علیھا ملٰئکۃ
غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ن کے بعد حضرت کا سارا وقت ان کی تعلیم و تربیت میں گزرا۔ آپ نے ان کو
ے ہ ۔ ۔ ۔

اسلامی قوانین کی ضرورت و اہمیت

[illegible]

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین
وعلی آلہ الطیبین الطاہرین وصحابتہ الغر المیامین ومن تبعھم باحسان وسلک
مسلکھم الی یوم الدین

[illegible] حاضرین مجلس!

اہل عرب اپنی محفل یا کاروبار کے مختلف مقاصد کے لیے جو [illegible] محفل اور صحیح ہوتی ہے [illegible] اور اپنے [illegible] محفل و تمام [illegible] موقع پر [illegible] ہیں (پیش کی گئی)

اس حقیقت پسندانہ جمہوری روشنی میں پہلے اس حقیقت اور [illegible] جاتا ہے کہ مسلم پارلیمنٹ [illegible] صحیح محفل و مقام [illegible] کیا ہے [illegible] کیا ہے گا [illegible] ضرورت [illegible] مقدمہ [illegible] حقیقت [illegible] اور [illegible] حقیقت

[illegible] محفل [illegible] کے [illegible] جواز [illegible] صحیح [illegible] ہوں [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] ہوئے [illegible] واضح [illegible] کو [illegible] کے [illegible] کتاب [illegible] پیش [illegible] جاتی [illegible] ہے [illegible]

[illegible] کے [illegible] سے [illegible]

COMPARATIVE STUDY

ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ذہن ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ملے جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔ اس کی یہ تلاش اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک اسے ایسا شخص نہیں مل جاتا۔ اس کی یہ تلاش اس کی زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہتی ہے۔ وہ کبھی اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔ اس کی یہ تلاش اس کی زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہتی ہے۔ وہ کبھی اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔

(INFERIORITY COMPLEX) کمتری کا احساس

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ذہن ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ملے جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔ اس کی یہ تلاش اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک اسے ایسا شخص نہیں مل جاتا۔ اس کی یہ تلاش اس کی زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہتی ہے۔ وہ کبھی اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔

(SENSITIVE) حساس

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ذہن ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ملے جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔ اس کی یہ تلاش اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک اسے ایسا شخص نہیں مل جاتا۔ اس کی یہ تلاش اس کی زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہتی ہے۔ وہ کبھی اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔

(SENTIMENTAL) جذباتی

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ذہن ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ملے جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔ اس کی یہ تلاش اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک اسے ایسا شخص نہیں مل جاتا۔ اس کی یہ تلاش اس کی زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہتی ہے۔ وہ کبھی اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔

(MRS. ANNIE BESANT) مسز اینی بسنٹ

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا ذہن ہمیشہ اس بات کی تلاش میں رہتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ملے جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔ اس کی یہ تلاش اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک اسے ایسا شخص نہیں مل جاتا۔ اس کی یہ تلاش اس کی زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہتی ہے۔ وہ کبھی اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ اس کی زندگی میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جس کے سامنے وہ اپنے آپ کو کمتر ثابت کر سکے۔

علامہ ہی وہ مقام رکھتی تھیں جو حال میں ان کی اسلام کی حمایت میں لکھی گئی
ہیں ان کی کتاب میں پائی جاتی ہیں

(VOLTAIRE) اپنے معاصر
(DICTIONARD OF PHILOSOPHY)

مقامات پر محمد کا لفظ بہ طور نام کے استعمال ہوا ہے جو مسلمان خاتون کا نام ہونا بلاشبہ ثابت ہے۔

مسٹر (N GOUI SON) لکھتے ہیں۔

[illegible] میں کسی طرح شامل کر دیا گیا ہے۔ قرآن کی تعلیمات کے مقابلہ میں [illegible] ہے۔ جس کا اصل مقصد عورتوں کی پیشہ پیش بندی کا ہے اور [illegible] انگلینڈ [illegible] شیطان کی روح سے پہلے حاصل کیے گئی خلاق نے [illegible]

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [

کردہ معنی پر طبع سے کرتا ہے۔ واقعات کی تعریف کی جاتی ہے تو حرکی ہوتی ہے اور کسی کی پیشی میں اپنی شرمندگی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی ذات کی تعریف ہوتی ہے۔

۲۔ اسلام کا اسلامی معاشرہ کا نظام ہے

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل نظام زندگی ہے جس میں عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست، عدالت، جنگ اور صلح، غرض انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ اسلام کی رو سے مسلمانوں کے لیے ایک مخصوص قسم کا معاشرہ قائم کرنا فرض ہے۔ اس معاشرہ کے تمام افراد کو اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے آخری رسول کی بعثت تک کے لیے انسان کی ہدایت کے لیے جتنے انبیاء بھیجے ان سب کا مشن یہی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ (الشوریٰ ۱۳)

"اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا اور جس کی وحی (اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔"

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا (المائدہ ۴۸)

"ہم نے تم میں سے ہر ایک امت کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ مقرر کی ہے۔"

اس آیت سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ہر نبی کی امت کے لیے ایک مخصوص شریعت اور ایک مخصوص راہ مقرر کی گئی ہے۔ اس لیے ہر نبی کی امت کے لیے ایک مخصوص قانون ہوتا ہے۔ اس قانون کی پابندی ہر امت کے ہر فرد پر لازم ہوتی ہے۔ اس قانون کی پابندی کے بغیر کوئی شخص اس امت کا فرد نہیں کہلا سکتا

الاحزاب وذکر اللہ کثیرا والاحزاب

[illegible] کے لئے [illegible] کے لئے [illegible]

[illegible] کے بعد آپ کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

[illegible]

[illegible]

یہ تو اور بات ہے کہ پوری روشنی اس بے کہ مقدمہ ناں ہوئی کی نگاہ تھی اور برتقریب یہ واقعہ کہیں سے کہ سارے شہر کو چراغاں ہونا چاہئے تھا۔ مگر اس کی ترکی سے اور اس لوگ کو ناضروری سمجھ کر دیئے گئے تھے قابل شکایت سب ہوئی۔ مگر اس میں اس قدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ جس سے ناواقف آدمی کے دل میں (SOCIAL POSITION) کا اظہار تھا۔

مذہبی حیثیت سے اس مثال اور معیاری حالت پر روشنی ڈالنے کے لئے ہم مسلمان ہندوستان کی ہندو رعایا کے متعلق کچھ لکھتے ہیں۔ اس میں انگریز شاں چشم پوشی بھی کی آئی ہے۔ ہندو ہمارے ہاں کے ہندو ہیں۔ ان کے مذہبی کاموں میں ہم دخل نہیں دیتے تھے۔ مگر ہندو ہمارے مذہبی کاموں میں دخل دیتے ہیں۔ اس کا ثبوت ہمیں اس طرح ملتا ہے کہ

کے ساتھ عقد و فرض علامتی ہوئی کے ساتھ اس کے ساتھ ہی نظام اور ملائی ہوئی
کے ساتھ کام کرنے والوں پر ہوئی ہوئی کے ساتھ مل کر ہوئی ہوئی
رضائی کے ساتھ ہی آیت ہوئی میں عمل و مسلمانوں کا کام علاقے میں کرے
کی دعوت دی گئی۔

یاایھا الذین امنو ادخلو فی السلم کافۃ ولا تتبعو خطوات
الشیطن انہ لکم عدو مبین

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے
نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

سورت کے نزول کا زمانہ ہجرت کے بعد کا ہے جب اسلامی معاشرہ وجود میں آ چکا تھا
اور اس میں ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد جمع ہو گئی تھی اس لئے
اس خطاب کی ابتدا ایمان والوں کے لفظ سے کی گئی ہے۔ اس سورت کے مضامین
مدنی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سب سے اہم مضمون
جہاد کا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں یہود کی مذہبی و اخلاقی حالت پر تبصرہ کیا گیا ہے
اور مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یہود کی روش سے بچیں۔ اس میں منافقین
کے کردار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں مسلمانوں کو خاص طور پر ہدایت کی
گئی ہے کہ وہ اپنے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ اس میں شراب اور جوئے کی
حرمت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں یتیموں کے حقوق کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔
اس میں عورتوں کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے۔ اس میں وراثت کے احکام بیان کئے
گئے ہیں۔ اس میں بعض جرائم کی سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ اس میں مسلمانوں کو
ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر اتحاد و اتفاق پیدا کریں۔ اس میں شراب اور جوئے کی
حرمت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں یتیموں کے حقوق کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔
اس میں عورتوں کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے۔ اس میں وراثت کے احکام بیان کئے
گئے ہیں۔ اس میں بعض جرائم کی سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا و ما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ لقد
جاءت رسل ربنا بالحق

اندھیرے میں امید کی روشنی

25 جولائی 1964 میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے
منی (جنوبی افریقہ) کے علماء دین اور پیشوا مسجد کے سامنے گفتگو کے دوران میں کچھ ہدایت فرمائی تھیں جو
جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کے لئے بہتر گفتگو ثابت ہوئی تھی

آج کل سب سے زیادہ تجارتی مجلسوں میں جس موضوع پر گفتگو ہوتی ہے وہ موضوع ہندوستان کے موجودہ حالات ہیں جہاں چار مسلمان بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہاں ضرور اس موضوع پر گفتگو ہوتی ہے اور یہ بالکل قدرتی بات ہے اپنے حالات کا احساس، حالات کا جائزہ اس پر تبصرہ و تذکرہ اس پر اظہار خیال یہ زندگی کی علامت ہے اور کون زندہ انسان بھی اس سے الگ نہیں رہ سکتا لیکن ان حالات سے دو نتیجے نکالے جا سکتے ہیں ایک نتیجہ تو مایوسی، دل شکستگی اور کوئی بھی صورت اختیار کرنا کہ جس سے آدمی ان حالات سے بالکل ہی نجات پا جائے کسی قسم کی کوئی تشویش اور کوئی بات باقی ہی نہ رہ جائے اس کے لئے آسان راستہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں آباد ہو جائیں۔

یہ ایک نتیجہ ہے جو کمزور طبیعتیں نکالا کرتی ہیں اور خاص طور پر وہ طبیعتیں جو یہ سمجھتی ہیں کہ حالات اور واقعات کی ڈوری گویا ہمارے ہی ہاتھ میں ہے یہ ہمارے جیسے کسی دوسرے انسان کے ہاتھ میں ہے۔

لیکن یہ نتیجہ مسلمانوں کے ذہن سے مسلمانوں کے ایمان و یقین سے اس کی روحانی سرشت سے بہت بعید ہے۔ اگر ہم یہ جان لیں کہ حالات کی ڈوری ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ کسی اور کے ہاتھ میں ہے اور اس کے بعض قوانین ہیں ان کی طرف سے کچھ اشارات ہیں کچھ تعلیمات ہیں کچھ وعدے ہیں کچھ شرطیں ہیں کچھ قوتیں ہیں اور خیال کی منتقل ہیں تو پھر اس مایوسی اور پریشانی کی اور یہ جو دہشت ہے فرار کی حالات کے سامنے پہ ڈال دینے کی یا جہاں یہ حالات پیش آ رہے ہیں وہاں چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جانے کی یہ سب کیفیتیں باقی نہیں رہ سکتیں۔

انسانیت کی بقاء اور تحریک نکر

1946ء 67

ہے۔ ہمارا کہنا ہے کہ ہم اپنے ملک کی اس طرح خدمت کریں گے۔ ہم اپنے ملک کی اس طرح خدمت کریں گے۔ ہم اپنے ملک کی اس طرح خدمت کریں گے۔

فیروز علی ۔ ایک جائزہ ۱۰۳ ۔ ۔ ۔

خوشی مت کرو!

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

امابعد!

اے بھائی! اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز و بے بسی پر غور کرو!

سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے اس پر فرمایا کہ دوستو! اس آیت کی تفسیر ہم سے پوچھو۔ یہ تو ہمارے گھر کی آیت ہے۔ یہاں تو ہمیں میں سے ہے جس کا تعلق خاص طور پر حضرت انصاریؓ سے ہے۔ یہ کر مخاطب ہو گئے اور جو مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ سے گئے کہ یہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان جلیل القدر صحابہ کرام۔ آپ کا بہت عظیم الشان آیت کی یا تفسیر بیان کرتے ہیں؟

صحابہ کرامؓ کی دینی جدوجہد اور اس کے نتائج

انہوں نے فرمایا کہ اصل میں یہ بات اس موقع پر نازل ہوئی کہ جب اسلام مدینہ پہنچا اور ہر گھر و چھوٹا گھر اور سب سے آخر میں بہت سے انصار کے گھر میں اسلام لگ گئے کہ کیا پتا کہاں کی تھی؟ کیسی دکان؟ کیسا مکان؟ کیسا اموال؟ سب کچھ دین پر قربان تھا اور ساری پونجی اس پر نثار تھی۔ بالکل کمر کس کر فروشی اور خدا فراموشی کی حالت تھی جو اسلام کی خدمت کے لئے سب پر چھائی ہوئی تھی کسی کو اپنے گھر بار کا ہوش نہ تھا۔ اس ایثار و قربانی کا ان ظاہری دنیا میں جو قدرتی نتیجہ ہوا کرتا ہے وہ حسب قانون خداوندی اور قانون قدرت ہوا۔ ہوا یہ کہ ساری تجارت کے لحاظ سے نکل گئے۔ سارے باغات ویران ہو گئے۔ ساری کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ غرض یہ کہ ہمارے کاروبار اس سے متاثر ہونے لگے۔ ہمیں سلام گھر کر پہنچنے لگا۔ جیسے اور پہلا جاتا ہے۔ بارش ہوتی ہے اس طرح اسلام مدینہ میں پھیلنے لگا۔ اب پہلی سی حالت نہ رہی۔ یعنی اتنا تو ان کہیں ہوا کہ سارا ہی مسلمان ہو جائے کسی مرحلہ میں کئی تعداد میں مسلمان ہو گئے۔ بہتیرے دولت ایمان سے مالا مال اور بیشمار دل اس بارش رحمت سے نہال ہو گئے

دینی جدوجہد کے دوران مصروفیت کا تصور

اس وقت ہمارے دل میں یہ خیال آیا کہ پہلے کی طرح اب اسلام کو اس وقت ہماری خدمات کی، ہمارے مال اوقات کی اور ہماری جان کی ضرورت نہیں۔ اس لئے ہم نے اس کی خدمت میں لگ جانے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ہم اپنے علاقہ کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں۔ اس وقت یہ علم تھا کہ کوئی اپنے گھر، بیٹے، بیٹی، بیوی جان کو اپنے مال اور بیوی بچوں کو اسلام سے زیادہ عزیز نہ سمجھے اور جب ضرورت تھی تو ہم سب کچھ چھوڑ کر اسلام کی خدمت کے لئے ہو رہے تھے۔ اللہ نے اس کی

منفی ذہنیت اور نکما پن سب سے بڑی جہالت ہے

ثمرات اور فوائد

خوشی

عرض حقیقی خوشی سے کہ انسان اپنے حقیقی فائدے کو اپنی آنکھیں بند کر لے اور اپنے حقیقی فائدے کو نظر سے اوجھل کر دے۔ فائدے کو نظر میں رکھنا اور خوشی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی فائدے کو حقیقی طور پر نظر میں رکھ کر اور ہمیشہ کے لئے تکلیف دہ چیز کو ہمیشہ کے لئے اس سے محروم کر دینا حقیقی خوشی ہے اور یہی وہ حقیقی مقصد ہے جو پیدا کیا ہے۔

ہدایت و رہنمائی سے محروم سرزمین

قرآن غلبہ حق ہے

آج سے سال ڈالنے کے

خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۱۰ ۔ ۔ ۔

پیامِ انسانیت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء
والمرسلین اما بعد

حضرات میں پہلے تو یہ آیہ حضرت خواجہ آتش کا آپ کے
سامنے پڑھ دیتا ہوں کہتے ہیں

خلق سے بے وسیلہ نہیں کوئی
شغل بے کار بے ثمر نہ رہا

جلسہ سیرت کی آواز پر آپ حضرات جو یہاں تکلیف فرما کے سوامی شریف
لائے مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ میرے ساتھیوں کو بھی کہ میں بہت تھوڑا وقت بیان
کے لئے دیا ہوں مجمع ہو سکا اور یہ سمجھا ہوں کہ جو بات میں کہنے کو ہوں اس
سے میں اور میرے ساتھی ہندوستان بھر میں ہمیشہ کہتے رہتے ہیں اور اس
لئے میں نے خیال کیا تھا کہ مختصر سے وقت میں اس کا اعادہ کر جاؤں گا لیکن
میں نے محسوس کیا ہے کہ شاید شروع میں کچھ زیادہ لمبی بات ہو گئی ہے
اس لئے اب تھوڑے وقت میں اس
کے یہ حکومت ملک کے مختلف اداروں خصوصی میں پہلے اور اداروں کے
ان کو تو فیق دی ان کے لئے آسانیاں پیدا فرمائیں اور یہ
اس وقت تک ہو کچھ منظر بھی یہاں کی ہے کہ میں شعر پڑھتا چلا

شاید آپ نے نشانوں کی طرف سے ملت میں رہنے والے کو بہت آسان کام سمجھ
لیا جیسے میں آپ نے دیکھوں والے ہیں ساتھ میں شامل اب اپنے گھر جا
عزیز کے ساتھ واپس جا میں گے شاید اب یہ کہیں کہ یہ ہمارا بیت کون ا
تاج ہے یہاں پڑھ کام غلام یہ کس بات کی بات میں نے بھی کہتا ہوں کہ یہ کے

کسب [illegible] فشی [illegible] دری میں نیاز پھیل گیا کرنے پھیل گیا ہے مشکی [illegible] میں سمندروں کو دیکھنے پہاڑ کی چوٹیوں پر پھیلے غاروں کے اندر دیکھنے کرشن پھیل گیا ہے کہ انسان کی عظمت کا خلاق انسان کو بنانے والا کہتا ہے کہ [illegible] کہ کسی بھی انسان کو [illegible] سے انسان کی حد سے لوگوں نے کہ تو تمہیں کی وجہ سے ہمارے انسان میں سے پیسے کی حد سے [illegible] ہوئی محبت یہ خون کا خلیہ ہو جانا، حد سے [illegible] سے کرنا، انسان کی قدر و قیمت کا نہ پتہ نہ [illegible] انسان کو کا مال سمجھنا، میں کہتا ہوں وقت دن میں لوگ بیٹھے ہوتے ہیں جہاں کوئی [illegible] کام سے آیا انہوں نے کہا یہ [illegible] سائی ہے۔ اس اب اس سے سب اصول لے لیا جائے گا چاہیے تھا کہ اٹھ کر استقبال کیا جاتا اور کہا جاتا کہ میں یہاں اس لئے متعین تھا کہ تمہاری مدد کروں، تمہاری خدمت [illegible] میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھا تھا اس معروف کا تھا تم آئے تم نے مجھے ناکارہ [illegible] کیسے کیا حکم ہے بتاؤ آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟ آج کی کے [illegible] ہوئے ہیں اس کی نظر نہیں ہوتی اس کے [illegible] پر نظر نہیں ہوتی اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے پر نظر نہیں ہوتی اس کے چہرے پر تو دی چھائی ہوئی ہے اس پر نظر نہیں ہوتی اس کی جیب پر نظر ہوتی ہے، دیکھ جاتا ہے کہ کوئی نوٹ جھانک رہا ہے کہ نہیں اور وہ شاید [illegible] کام [illegible] جاتے ہیں تو نوٹ اس طرح رکھتے ہیں کہ کچھ دکھائی دیتا ہے کچھ چھپا ہوا چھانکتا ہوا تاکہ معلوم ہو جائے کہ میرے پاس "مشکل کشا" موجود ہے "قاضی الحاجات" موجود ہے یہ کیا فضیلت ہے؟ اس امتحان میں کوئی مزا ہے؟

حضرات! آپ کا کام بہت مشکل ہے، آپ یہاں سے جائیں گے تو بہت کے گھونٹ نہیں بڑے بڑے گھونٹ آپ کو پینے پڑیں گے، بڑے صبر و ضبط سے کام لینا پڑے گا، میں کیوں جو کچھ مجھے سمجھانا تھا میں نے اپنے تاریخ خطبہ میں کہہ دیا کہ انسان کی تو خود ہی کمزوریاں تھیں ان کمزوریوں کو دیوتا بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہمارے جباروں کو کیا ضرورت تھی ہمارے مصنفین نگاروں کو، کالم نویسوں کو کیا ضرورت تھی۔ ہمارے سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کو کیا ضرورت تھی کہ اس بلا کو [illegible] جو تناسب کے ساتھ رکھا گیا ہے اس کو [illegible] بنائیں؟ ہو سکتا انسانوں کو اپنی فطرت پر چھوڑ دیں تو غصہ بھی آئے گا لیکن تم غصہ دلانے کی بات کیوں کرتے ہو

ملک کے موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں

ملک کے موجودہ حالات میں ہم کو جائزہ لینا پڑے گا ۔ وہ کون سی خوبیاں اور کمزوریاں ہیں جو ہمارے سامنے ہیں ۔ ہمارے سامنے کھلا ہوا مفلوج اور ملک میں غیر اخلاقی بدعنوانیوں کو پھیلانے والی ہیں اس ملک کے لئے جو تحریکی حکومت ہیں ان کی نشاندہی کی جائے تو یہ ایک بہت بڑی خیانت ہوگی ۔ ہر ہمدرد سیاست کا کوئی شعور رکھنے والا ہر مذہب و تاریخ اور اخلاقیات کا ایک طالب علم ہمیں اس طرح سے آدمی کی زبان سے تنقید و اصلاح کی بات نکلے تو اس کی نیت پر شبہ نہیں کرنا چاہیے

ہمارے ملک کے لئے بہت خطرہ

اس ملک کے لئے اولین اور اہم ترین خطرہ یہ ہے کہ یہاں انسان کی صحیح قدر و قیمت اور انسانی شرف و عزت کا پورا احساس نہیں ۔ اس سلسلے میں یہ انتہائی خطرناک بات ہے کہ ایک عام انسان کا سے میری مراد "ہر ملک سے ہے" یہ سمجھتا ہے کہ میں اسے یہاں رہنے کا حق حاصل ہے ۔ میں زندگی کی ہر سطح پر میں ہوں ۔ میں اپنی جگہ فخر ہوں جہاں کا ہر مسئلہ مجھ پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ بات کہنا تو اس کی حیثیت دوسری ہو گی ، حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی جان کی صحیح قدر و قیمت نہ پہچاننا کسی سماج کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے بلکہ سارا جال کا سب قیمت ، جاہ و تہذیب ، دولت ، علم اور ایجادات کے مستقبل کے لئے پیام موت ہے

غارت گر اقوام ہے یہ صورت چنگیز

برادر کشی زوال کی علامت ہے

کسی ملک کی آبادی خواہ کتنی کثیر ہو ، اس کے پاس قدرتی وسائل کی کتنی ہی بہتات ہو ، وہ ملک کتنا ہی زرخیز اور دولت مند ہو ، اس میں تعلیم کیسی ہی اعلیٰ معیار تک پہنچ چکی ہو ، کوئی چیز ایسے ملک کو محفوظ نہیں رکھ سکتی جو برادر کشی کے مرض میں مبتلا ہو ۔

یہ بڑی حیرت اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ ملک جس نے کبھی زمانہ قدیم میں پہلی

[illegible] سرحدی جہاں تھی اور دل شکر نے میں مندوں، مسلمانوں، ہندوستانی اور پنجابی سب کی محبت کا پیغام یکساں تھا اور آج بھی ہے۔ ان مقدس صوفیوں سے انسان دوستی اور رواداری کے درس کا سرچشمہ پھوٹتا تھا اور جس سرچشمے سے فائدہ اٹھانے کی دعوت مدام شدہ دراصل کا پیغام سرحدی گیانو سایہ تھا اور جس سے پنجابی آج بھی بہرہ مند ہیں۔ انسان دوستی کا یہ سرچشمہ ہے اس ملک میں آج انسانیت سے شرف اور انسانی جان کی قیمت کا پتہ چلا اور احساس نہیں۔

ہر چیز انسان ہی کے تعلق سے بامعنی اور قیمتی ہوتی ہے

یہ احساس و خیال اس ملک میں رچ بس جانا چاہیے تھا۔ بانوں سے [illegible] تہذیب نے ہمارے رہنما خطوط سے سائل میں ہمارے [illegible] کے تابع نہیں [illegible] سلام سے پیدا کیا ہے۔ ان [illegible] اور جو کچھ کشش اور معنویت ہے وہ انسان کی وجہ سے ہے۔ اگر انسان کی جان محفوظ نہیں، اگر کسی زبان، انسان کا کچھ [illegible] کہاں سے پہاڑ، کیسا ہے بلند پیکر، کہاں کی شاعری، ان چیزوں میں کوئی معنویت نہیں، مقصد کے لحاظ سے ان میں تضحیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ آپ خود واقف ہیں اور یہ ایک واقعہ ہے کہ اس ملک میں انسان دوستی کی قدر و حرمت کا احساس ہونا چاہیے وہ نہیں ہے۔ اگر برائی کی طرف فکر [illegible] ریاست قرون وسطیٰ اور حد یہ ہے کہ ریاست (REVIVALISM) کا اس کی قدیم حصے میں قائمین موسیٰ کا کام ہے۔

معمولی واقعات پر قتل، غارت گری کا طوفان

بعض اوقات ایک درخت یا دو تو فی خاطر یا کسی قدیم چیز کو زندہ کرنے کے جوش میں [illegible] اور [illegible] کے حد سے بیکاروں اس لوں کا خون کر جاتا ہے اور ایک ناخوشگوار، روح آزار اور شرمناک واقعات ظہور میں آتے ہیں جس سے ہماری گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ ایک علم بتاتی ہے وہ انسانوں کے متاع، جان، مال اور بہبودی سے جس سے دنیا کی آبرو قائم ہے جن کی خاطر اس کائنات کا حسن، فلسفہ، شاعری، ادب، نظافت اور زندگی کی چہل پہل ہے وہ انسانی علم اور بربریت کا شکار ہوتا ہے۔ جو خدا کی صنعت کا بہترین نمونہ ہے اور جس کے ساتھ ہم رہتے بستے ہیں اور جس کے ساتھ پوری زندگی گزرتی ہے یہ صورت حال ملک کے لئے بڑی

[illegible] ہے کہ یہ [illegible] انسان کو [illegible] رہا ہے

اس ملک میں [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] تعداد شاید کسی ملک میں اتنی [illegible] ہے یہاں ہے مگر یہ [illegible] کہ یہ [illegible] کی [illegible] بیت پیدا ہوتی ہے [illegible] سال سے [illegible] یہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

اسلام ہی رہنمائی کر سکتا ہے

[illegible] اور [illegible] اختلافات کو دور کرنے اور قوموں کے [illegible] اور انسانی وحدت کے [illegible] اسلام ہی [illegible] [illegible] [illegible]

ہیں۔ دولت پرستی کا یہ جنون دیکھ کر بعض مرتبہ یہ خواب محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس ملک میں ہر چیز ہم تو ہو چکی ہے صرف دو چیزیں رہ گئی ہیں ایک باکمی محبت اور دوسرے زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرنے کی ہوس جتنی مجازی حقیقتیں ہیں دوستی، ادبیاتی سب کچھ قصہ اور شاعری ہے باکمی مفادات کے واقعات کے دن بھاری آنکھوں کے سہارے ہوتے رہتے ہیں کبھی اس طرف کا رجحان کسی فرقے کی طرف ہوتا ہے کبھی کسی برادری کی طرف کبھی کسی گلچہ، زبان یا علاقے کی طرف تو کبھی کسی سیاسی پارٹی کی طرف ہے۔

ساں پارٹیوں کا حلقہ اپنی جگہ سوسائٹی میں اخلاقی زوال کی وجہ سے بڑی تیزی سے دولت پرستی کا اس طرح اعتصاب پر ہو رہا ہے کہ اپنے مفاد کے لئے ملک مفادات کی بھی پروا نہیں کرتا اس سے ہر قدر شویشناک ہوتا ہے

ہمارے یہاں مختلف تعمیری منصوبوں پر بڑی بڑی رقمیں مختص کی جاتی ہیں اور سالانہ استعمال نہیں ہوتا جو اس کی پیچیدگی کے لئے ضروری ہو تھیکیدار اور محکمہ کی ملکیت اس کی پروا نہیں کرتا کہ اس کے عمل سے اس شعبہ کو نقصان پہنچے گا کوئی محکمہ ایسا نہیں جس میں رشوت کا بازار گرم نہ ہو اس بات کو معمولی سمجھا جاتا ہے کہ دولت پرستی کا ایسا ہوس جو ملک کے مفاد کے آنکھیں بند کر لے بہت بڑا خطرہ ہے ایک شخص اپنی زندگی کو خوشحال بنانے اور اپنے گھر کی فرمائشیں پوری کرنے کے لئے ملک کے عوام اور سرکار کا نقصان پہنچاتا ہے جھوٹے چھوٹا کا یہ عادی اور سادگی سے ساتھ رہنا مشکل ہو گیا ہے ہر ایک کی خواہش کرنی پڑتی ہے اور ہر قدم پر رشوت دینی پڑتی ہے۔ خود غرضی زندگی کی آسائشوں اور حکومت کے مختلف کے فائدوں سے محروم ہوتے جاتے ہیں ہر شخص کی نظر دوسرے کی جیب پر ہے اور وہ اس کی ضرورت مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور نہیں انسانی معاشرہ اور سچی حب الوطنی کا نام نہیں

اس خطرے کا علاج

اس خطرے کا علاج صرف ایک کا خوف، آخرت کی باز پرس کا خطرہ ایسی اور پاکیزہ ذات کا تصور ہے جس کے متعلق یقین ہے کہ وہ دیکھ رہی ہے جب اوپر بھی کی سند تک اس کا علاج کر سکتی ہے۔ آپ میں سے بہت سے لوگوں نے یورپ کا سفر کیا ہوگا مغرب کے لوگ ان

[redacted]

[illegible] [illegible] [illegible] [

۔ ۔ ۔

پر ہوا سمندر ان تو اس کا محبت خدا و مستحق کھا رقوی اور مسو کا ملک ہے۔ سے فرکا ملک ہے
یا عد کے اس ہندوں کا ملک ہے جس نے سے حق محبت کا پرچار کیا، محبت کی تعلیم دی محبت کر
کے کچھ یا محبت کا سبق کو سیکھ پڑھایا اور یہ سبق سکھایا کہ اس کو دوسرے انسانوں سے پیار کرو
خوش رہو اچھے رہو۔ یہ بھائی ہے اس ملک میں خاص شہر بات ہونی چاہیے بلکہ
دوسرے ملکوں کے لئے اس ملک و شان بنا ہونا چاہیے تھا مگر افسوس ہے شیخ شاعر نے کہا

ع ع

ی گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہمارے کوئی شخص میں آباد ہے ہندی چینگرو تک میں آتی یہاں جو بچے ہوئے ہیں
یہاں سے جانے والوں کے رہتے ہوئے ہیں یہ COMMUNAL RIOTS ہوگئے دوسرے
سیاسی یا اقتصادی نکلے کی باتیں اور ہر قسم کی باتیں یہ سب یہاں کے لوگوں نے کر دیکھا
ہیں اس کی ہمیں میں ہمارے ہی نے کہا یہ سبق میں پڑھنے میں سکھایا اور کسی نے
سکھایا تو اس کے سکھانے کی کوئی حیثیت نہیں تھی یہاں کے جو حق اور معنوں نے حق دلانے
کا طریقہ سکھایا ہے اس میں ساری عمر ہندوں عیسائی کا حق دلانے اور اس محبت کی
حفاظت کا سبق دیا اپنے بھائیوں کی عزت کی حفاظت کرنے کے لئے ہوں کی حفاظت کرنا اور
عورتوں کی عصمت و عزت اور ان کی آبرو کی حفاظت کرنا اور لڑکیوں اور عورتوں کے ساتھ
انصاف کرنا ہر ایک کا حق ہے اور اس طریقے کے کتابوں پر تم کھانا یہ سب چیزیں ہمارے
بزرگوں نے سکھائی ہیں۔

آپ کتابوں میں دیکھتے ہیں رنج ہوتی ہے کہ انہوں نے کس طریقے سے یہاں پر تم کھا
اور محبت کا سبق دیا تھا اور یہاں تک اسلامی مذہب کا تعلق ہے خدائی تعلیم کا تعلق ہے وہ تو
خدا الرحمن الرحیم سے شروع ہی ہوتا ہے تاکہ آپ سبق لیں کام کرنے والا سبق لے کر
ہم جو کام شروع کرتے ہیں وہ اس خدا کے نام سے شروع کرتے ہیں جو رحمان اور رحیم ہے
نہ رحیم کہا جا سکتا تھا قوی کہا جا سکتا تھا، ہادی کہا جا سکتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے الرحمن الرحیم کو بسم اللہ
میں کیوں داخل کیا بسم اللہ کو اس کا جز کیوں بنایا تاکہ ہم اس سے سبق لیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت جو سب سے زیادہ سب سے اوپر ہوں سے اور جو سب سے نمایاں کی

حفاظت کرنے والی ہے اور رحمت کی صفت ہے اس رحمت کی صفت کو اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے دوسرے کی عزت دلوں کو فتح کرنا چاہیے دوسرے کی ملکیت کو اس نے اس کو اپنے جیسا انسان سمجھنا چاہیے اس کی حفاظت کرنی چاہیے اور کم از کم ہندوستان کو اس بارے میں LEADING PART ادا کرنا چاہیے تھا کہ اسلحوں کی اس سے تحت یا جاتا اس کو تو ڈنا چاہیے تھا لوگوں کو بلانا چاہیے تھا کہ اسلحوں کی دوڑ میں شامل ہونا یہ ہے کہ ہندوستان کو بلانا چاہیے تھا کہ ہندوستان کو بلانا چاہیے تھا کہ ہندوستان کو بلانا چاہیے تھا

وہ دنیا سے لئے ایک نمونہ ہے مگر افسوس ہے کہ یہاں COMMUNAL RIOTS ہوتے رہتے ہیں چھوٹے چھوٹے اور حقیر مقاصد کے لئے لاکھوں انسانوں کی عزت اور روپیہ بلکہ بعض اوقات جان پر بات بن جاتی ہے اور اس کو تباہ و برباد روز مرہ کا معمول بن گیا ہے۔ اس سے ہمارے ملک کی جو بدنامی ہوتی ہے میں چونکہ باہر جاتا رہتا ہوں اس لئے اس کو بھی میں دیکھتا ہوں۔ یورپ کے لوگ کہتے ہیں عرب ممالک میں شاید یہی دن ملک پاکستان

جہاں میں رہتا ہوں تو یہ بات ہندوستان کی وہاں پہنچتی ہے وہاں غیر لوگ کہتے ہیں ہندوستان میں COMMUNAL RIOTS بہت ہوتے ہیں اور وہاں کی ہندو حکومت جو چاہے شہ ہوں میں حوالہ نہ دیں چاہے میں دیتا ہوں ہے اس سے ہمارے اسلامیت اور شرافت میں فرق آتا ہے یا ہندو کہتے ہیں نام لوگ ہیں کا اظہار کرتے ہیں تب بھی یہ اطلاعات اس انداز میں آتی ہیں اور یہ دیوتا ہمارے ایک دوسرے سلوں تک پہنچ جاتے ہیں تاہم لکھی جاتی ہیں اور اس پر UBTISED ہوتا ہے تخفیف دل سے ہیں ہم کلام بھی ہیں کر سکتے تو ہم ہندوستانیوں کو یاد دلا سکتے ہیں کہ ہم میں کمیونل ٹائپ کے لوگ ہیں ہیں کہ ہیں ہیں اور ہندو ہیں محبت کا پیغام دیتے ہیں ہم سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ہندو ہیں کی طرح رہتے ہیں ہیں وقت ہندوستانیوں کو سب سے زیادہ اس چیز کی ضرورت ہے اگر یہ چیز پیدا ہو گئی تو ملک باقی رہے گا یہ پارٹیوں کے بدل جانے سے اور لوگوں کے بدل جانے سے کسی کے مستقل ہونے سے پالیسی کے یکسر بدل جانے سے اور کسی کو بھی MAJORITY اکثریت نہ کر سکنے سے یہ ملک نہیں بچ سکتا یہ ملک بچے گا اس سے محبت سے پیار سے ایک دوسرے پر اعتماد کرنے سے اب یہ تھے انسان کی بات ہے کہ کوئی ایک پڑھے لکھے اور علم رکھنے والا آدمی ہو اختیار سے پہلے تو ہوتا تھا کہ بڑی سے بڑی ہدایت کی چیز بغیر کسی ڈر کے چھوڑ جاتے تھے لیکن اب تو ڈر کی چیز بھی نہیں چھوڑ سکتے ریلوں پر یہ ہوتا ہے اور یہ اور ہوتا ہے کہ ریلوں بھی اور ہوائی جہاز سے بڑی ملک میں کیا ہوتا ہے

میں صاف کہتا ہوں کسی میں بھی وہ نقص نہیں ہے جو نقص ہونا چاہیے ایک دوسرے پر اعتبار کرنے کی اور ایک دوسرے کی عزت کرنے کی اور اس کی عزت اور آبرو سمجھنے کی اس کے عزیزوں کو اپنے خاندان کی کا فرد سمجھنے کی مختصر بات یہ ہے کہ محبت کو عام کیجئے تاکہ آدمی یہ سمجھے

کہ شریف اور پڑھا لکھا آدمی ہے اور ملک کا اچھا شہری ہے اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ جب آدمی کو پتہ لگ جائے کہ ہم انہوں نے ڈرنے لگتے تو پھر کہا سانپ اور بچھو کا سوقع کب آتا ہے وہ تب ظاہر ہوتے ہیں آدمی کا تو آدمی سے کام پڑتا ہے۔ ملک خلا میں تخلیق مذہب کے لوگ رہتے ہیں بعض اوقات تو ایک ہی محلہ میں مختلف مذہب کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں اور اس کی طرف سے مختلف DIFFERENCE کریں، حفاظت کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین۔ ہم یہاں کے تھے ہمارا ملک چین بن جائے گا گلزار بن جائے گا اور پھر اس دیا میں اس کا نام ہوگا اور اس کو دیکھنے آئیں گے کہ یہ سلسلہ کیا ہے۔ ہر ملک سے محبت و پیار ہے اور بھائی چارہ کا ملک ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کے خلاف ہماری شہرت دوسرے ملکوں میں دوسری طرح ہوئی ہے اور ہمارے ملک کی جو شناخت ہے جس پر ہمیں فخر تھا وہ جاتی رہی۔

لیکن اب ہمیں چاہیے کہ ہم ایک نیا MODE پیش کریں اور اپنی گزشتہ زندگی کو اس سے پھر وہ اعلیٰ درجہ کی شناخت اور عزت و وقار حوالہ واپس آئے۔

والسلام

خاکسار غلام احمد قادر بن اللہ مسلمین

رشتوں کے توڑنے سے زندگی پر برے اثرات

الحمد للہ وکفی و سلام علی عبدہ الذین اصطفی

اس وقت مسلمانوں میں سماجی و معاشرتی و گھریلو جو سماجی اور سب سے بڑی کمزوری ہے وہ رشتوں کی ٹوٹ پھوٹ ہے جو آپس میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں ان کی تعلقات کی شیرینی قائم رہنی اور اس سے آگے بڑھ کر اچھی حد تک ایک دوسرے کی عزت کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کی کوشش کرنا ہوتا ہے لیکن اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ ہر گھر میں ہر خاندان میں ہر محلے میں ہر جگہ پر یہ چیز بہت کمزور ہو گئی ہے اور اس کی وجہ سے بہت سی پریشانیاں ہیں جو ہمارے گھروں میں ہمارے خاندانوں میں ہمارے محلوں میں ہمارے معاشرے میں ہو رہی ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ جو آپس میں رشتوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بعض گھروں میں بہت سارے لوگ اکٹھے رہتے ہیں اور ان کے آپس میں بہت اچھے تعلقات ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض دفعہ سسرال کی طرف سے کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی کبھی اوقات ان کی بھی نہیں ہوتی ہیں ہمارے ہاں تک رسائل دوسرے ملکوں کے سلسلے چلتے ہیں ہمارے ہاں دوسرے ملکوں کے بہت سے لوگ آتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمارے بہت اچھے تعلقات ہیں اور ان کے ساتھ ہمارا بہت اچھا رویہ ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمارا بہت اچھا سلوک ہوتا ہے لیکن ان کے گھر کی عورتیں ہمارے گھر کی عورتوں کے ساتھ جو رویہ اختیار کرتی ہیں کبھی کبھی اس میں ناکامی یا بڑی حد تک ناکامی ہوتی ہے جیسے کبھی کبھی دوسرے ملکوں میں کسی قوم کی شکل اور کسی علاقے کے حصوں پر ہمارا دل بھی چاہتا ہے لوگ اس سے بہت متاثر ہوتے ہیں اور ہم بھی ان کی طرح ہونا چاہتے ہیں اور ان کی طرح کا ایک تعلق حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ اچھا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے اور ہمارے درمیان بہت بڑا فرق ہوتا ہے اور وہ فرق ہوتا ہے اس رشتے کا جو ہمارے درمیان ہوتا ہے اور جو ان کے درمیان نہیں ہوتا ہے اور اس رشتے کی وجہ سے ہمارے درمیان بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ان کے درمیان نہیں ہوتی ہیں

واقعات سے سبق لینے کی ضرورت

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

عزیزو! ہم مسلمانوں کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت فرمائی ہے کہ ہم واقعات و حالات سے فائدہ اٹھایا کریں اور ان سے صحیح سے نتیجہ نکالیں۔ اسباب اور اسباب کے نتائج میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تعلق پیدا کیا ہے۔ گذشتہ دنوں میں حادثات ہوئے روحت ان میں سے بعض حادثات سے یہاں تک کہ کھاں بچوں میں تاحیات نہ ٹال اتفاق طور عمل اور زندگی کے طور طریق میں اس سے بھی زیادہ خطرناک حادثات ہیں جن کے کرنے والے عدالتیں، ہسپتالیں، محکمات قوانین ان کی زندگی کی حفاظت غیر انسانی کو امراض کی تکلیف سے بچانے کے لئے پیدا کی ہیں۔ سورۃ کی آخری چیز سے وہ واقعات ہمارے دیکھتے ہیں ان سے بعض سبق لینا چاہئے اور قرآن مجید میں اس کی وجہ صرف ہدایت کی گئی ہے تاکہ سبق لیں۔ اپنا اخلاق کا اصلاح اور اس سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے

سورہ یوسف کے آخر میں ہے

ترجمہ اور آسمان و زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر یہ گزرتے ہیں اور اس سے آنکھیں بند کر کے چلے جاتے ہیں۔

بعض کچھ نشانیاں ہیں جن کو ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس سے یونہی سے پھر گزر جاتے ہیں اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہیں ان سے کوئی سبق نہیں لیتے ہیں سے بھی دیکھ سمجھ لفظ میں سمجھ لیتے ہیں آگے

ترجمہ - وہ لوگ ایمان نہیں رکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ اللہ کا کچھ کام نہیں کرتے ایک جگہ فرمایا ہے

ترجمہ ہم عنقریب ان کو اطراف عالم میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی

قصہ یثرب یا مدینہ چہارم ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

طبقۂ اشرفیہ کے خاص امراض اور ان کی شفا

25 ... 1983 ...

... کرامۃ قرآن ... شفا ...

خواص کے ساتھ خصوصی معاملہ

... ایک بات آپ سے ... کا خاص امت مرحومہ کے ... دوسری قوموں سے ... ہے اور آپ سب بھی ... کرتے رہتے ... خاص ... آپ کا ... سے اور ... کا تعلق ... کتنا پرانا ... کا آپ کے ... ہے اس ... لوگ بھی کم ... پہنچے اس ... کی ... اپنی گاؤ ... اور ... پڑھتے ... اور ... کرتے ... جائے تو ... ہیں ... کا ... جن کا ... قائم کرتے ہیں ... ہوتا ہے ... ہوتا ... ہے ... اور ...

تاریخی ستیوں اور بچے خاندانوں کی خاص بیماریاں اور کمزوریاں

[illegible] سے عبرت لیجئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ما تعبدون من بعدی

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل
عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله
فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده
لا شريك له ونشهد ان سيدنا ونبينا ومولانا محمدا عبده ورسوله
صلى الله عليه وعلى آله واصحابه ومن والاه وسلم تسليما كثيرا كثيرا اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ما تعبدون
من بعدي قالوا نعبد الهك واله آبائك ابراهيم واسماعيل واسحاق
الها واحدا ونحن له مسلمون

جب اس دنیا سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے جانے کا وقت آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں سے پوچھا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے اور آپ کے باپ دادا ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو معبود ہے اور ایک ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔

حضرات! یہاں تک مسلمان کا عمل ہے اس سے لے کر ان کی موت تک ہدایت ہی ہدایت ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی سے ہر لمحہ میں ہر ایک مسلمان مسلمان کی پیشانی سے ہدایت لے سکتا ہے مسلمان ملا ہے ہدایت لینے کے لئے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کا بات حاصل کرنے سے نیچوں کی عقل عاجز ہے کہ ویسی ہی صورت ہے جیسے کہ بچہ ماں کا دودھ پینے کے لئے ماں کی ضرورت ہے اس میں قطعہ کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ مسلمان کی عمل کا نمونہ ہے کہ قیامت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا (ابراہیم خود ایک امت تھے) فرمایا ملۃ ابیکم ابراھیم ھو سمکم المسلمین (دونوں کا پیارا فرمانے والا ابراہیم) وہ توحید کا پیغام اعلان کرنے والا ابراہیم وہ جس نے توحید کے عقیدہ کے لئے حضرت نمرود سے حضرت سارہ کے جس کے لئے ہجرت کی اور جس کا باپ صرف نہیں بلکہ جہاں کا ایک معزز دینی قائد جہاں کے سب سے بڑے معبد عراب گاہ کا سب سے بڑا دینی تھا ان کی جو پہلی گفتگو اپنی اور اپنے جو مسلک کا اظہار و اعلان ہوا وہ اپنے کے سامنے ہوا کچھ اس زمانے کے غالباً سب سے بڑی نہیں تو ایک بڑی متمدن سلطنت کے فرمانروا سے ان کا مقابلہ اور ابراہیم کی اولاد کو ابراہیم کی تاجیں (حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں پوتوں کو جمع کر کے بتاتے ہیں

"بیٹو اپنے تو تم سوا اب کس کی عبادت ہوئے دادا ابراہیم نہیں یہ ہی پیچھے نہیں لگے ہیں جب تک اطمینان نہ ہو جائے کہ ہمارے بعد بھی توحید کی عبادت کرو گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے یا لوگوں کو ایسا کرتے دیکھو گے تم بھی لڑو گے اور اس کی نشانیاں بولو گے تم ایک نہیں تین تین پیغمبروں کی اولاد ہو تمہاری نسلوں میں نوع انسانی کے موحد اعظم (سیدنا ابراہیم) کا خون ہے جس سے توحید خاص کی اس وقت صدا لگائی جب دنیا میں دو یا تین نام لیوا ہوں گے اللہ کے نام پر اس وقت گھر تعمیر کیا جب دنیا میں اس کے نام کا کوئی گھر نہیں رہ گیا تھا اس کے لئے اپنے باپ اپنے گھر والوں سے نطفہ تڑا کر آگ میں ڈال دیا جانا گوارا کیا اس کے لئے گھر بار اور محبوب وطن چھوڑ دیا ملک ملک کے سفر کئے لیکن ثبات میں کمی نہیں آنے دی (میں نے بڑے بڑے جابر سلطنتوں کے خاندانوں کا حشر دیکھا ہے کہ وہ کس قدر جلد صفحہ ہستی سے چھو کر ختم ہو گئے)

عزیزو اس وقت کچھ نہ کچھ پڑھا ہوگا کسی نہ کسی میں مل کر رہا ہوگا اس کے ساتھ اپنی محنت سے حق حلال کی روٹی کھاتا شریفانہ زندگی گزارنا کسی کو تکلیف نہ پہنچانا سب کے کام آنا یہ کیا کسی کو بھی حاصل ہیں نہیں میں صرف یہ بات پوچھتا ہوں "مقصدوں میں بھی ہے؟" یہ بتاؤ کہ میرے جدِ مکرم بندگی کی روح کیا تھی کیا یہ وہ وقت ہے کہ آج سب کچھ بھول جانا ہے ہمارے سامنے آئے

افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اس شعر میں انہوں نے ایک پوری کتاب کا مضمون بیان کر دیا ہے۔ میں ان کا دوسرا شعر پڑھتا ہوں۔

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

آج سے ساٹھ ستر برس پہلے انہوں نے یہ شعر کہا ہوگا لیکن آج بھی یہی حقیقت ہے اور حقیقتوں کی عمر نہیں ہوتی، برسوں کے حساب سے اس کی عمر نہیں ناپی جاتی۔ ابدی صداقتیں سینکڑوں، ہزاروں برس تک اور سیاسی و ثقافتی اور تہذیبی تبدیلیوں کے ساتھ باقی رہتی ہیں اس تعلیمی انقلاب اور معنوی قتل گاہ سے ملت اپنے ماضی ہی سے نہیں وہ اپنے دین سے اپنے دینی شخصیت سے اپنے دینی حقائق و عقائد سے نہ صرف یہ کہ بیگانہ ہوگی بلکہ بے زار ہوگی اپنے اسلاف سے نہ صرف ناواقف ہوگی، بلکہ اس کے نام پر شرمائے گی اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہوگی، ہمارے چھوٹے اسکولوں کے بچے بتاتے ہیں کہ اکبر سے ہم سے کہا جاتا ہے کہ اورنگزیب ظالم تھا اور جب تک کہ ایک سن جیسے جلائیں نہیں دیتا تھا اس وقت تک ناشتہ نہیں کرتا تھا اسلام کو زور سے پھیلایا گیا اس دنیا کا کاروبار دیوں سے چلتا ہے یہ آج ہمارے اسکولوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔

میرے بھائی اور دوستو! سیدھی سیدھی بات یہ ہے کہ خالص مسلم اکثریت کے ملک میں بھی مسلمانوں کو مسلمان رہنے کے لئے، اپنی آئندہ نسل کو مسلمان رکھنے کے لئے سخت جانفشانی اور سخت قربانی کی ضرورت ہے، وہاں بھی بغیر جانفشانی اور قربانی کے مسلمان اپنی آئندہ نسل کے دین و ایمان کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ وہاں بھی تعلیم دین سے بیزاری کا سیل ہمارے سامنے چیلنج کی شکل میں ہے، ملک میں جہاں ہم اقلیت میں ہیں، اور اقلیت کے ساتھ ارادی اور غیر ارادی، شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک ایسی تاریخ اور ایک دور وابست ہے، کہ جارحیت ناجائز، حق بجانب ہو یا غیر حق بجانب، اس کے متعلق نہ صرف یہ کہ خاموشی ہیں بلکہ بدگمانیاں بھی ہیں اور شکایتیں بھی، یعنی ہماری ملت کی یہاں صحیح پوزیشن یہ ہے کہ ایک تو وہ اقلیت میں ہے، پھر اس کی ایک بڑی آزمائش یہ ہے کہ جس نے آٹھ سو برس تک اس ملک میں

عالم عربی کا اصل خطرہ

اسرائیل یا مرزا قادیانی؟

[illegible]

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و من تبعھم باحسان و تشدد علیھم الی یوم الدین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک تاریخ ساز اور بے مثال فیصلہ

[illegible]

[illegible]

سب سے بڑا خطرہ

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

کتاب و سنت سے رہنمائی

[illegible] کی روشنی میں [illegible]

تاریخی اور خیالی غلطیاں

[illegible]

ہیں انہوں نے سفید، چمڑی اور گورے کے معاملوں میں کتابوں سے پڑھ رکھا تھا ان کی آنکھیں مشرق و مغرب کے سیاحوں کی زبان سن چکے تھے اور وہ اپنی سادہ تعجب انہیں حریص قذافی نے اسکائی خطرہ پر کھڑے کئے ہوئے تھے۔ لیکن حمار کے بیٹے کے ساتھ موجود سوراخ کی طرف ذرہ بھی توجہ نہیں کرتے جس سے پورے دور کے ساتھ پانی ابل رہا ہے اور جہاں بھی بھر رہا ہے۔

ہمارا موجودہ معاشرہ

ہمارے موجودہ معاشرہ کی بھی حالت یہی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ یہ بلیغ مثال جس کے لئے آپ نے ایک سخت آبزوطریقہ اختیار کیا جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی قریش مکہ کے لئے اور محدود معاشرہ ہی کے لئے مخصوص نہیں جو اس تاریخ کی نوعیت بن چکا ہے۔ بلکہ وہ ہر زمانہ کے لئے ایک حکیمانہ اور زندہ علامتی مثال ہے جو ہمارے اوپر بھرپور طرح منطبق ہو رہی ہے اور ہمارے معاشرہ کی سچی اور صحیح تصویر کشی کر رہی ہے۔ ہم ہمارے معاشرہ کے لوگ ہیں امراض سے گھبراتے ہیں بلاؤں کی دہشت ہمارے دلوں میں سمائی ہوئی ہے۔ اور اس کیلئے ہر طرح کی احتیاطی تدبیریں عمل میں لاتے ہیں یہاں تک کہ کوئی کہہ دے کہ یہاں کالرا کا کلینک کھل گیا ہے تو پورے شہر میں شور مچ جاتی ہے ہر شخص پر خوف مسلط ہو جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس وبا کا سب سے پہلا شکار وہی ہوگا لیکن اخلاق امراض یعنی اخلاق و عادات، جن کو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند کرتے ہیں۔ یہ مادہ پرستی، شہوت پرستی، ہر جگہ قوت کے سامنے سرنگوں ہو جانا خواہشات نفس کے بے قید اطاعت۔ جدیات کی روش پر چلنا، لہو و لعب میں مبتلا رقص و سرور میں بھی تسکین اور آرام طلبی، بیش کوشی کے، مگر وسائل میں حد سے بڑی ہوئی پیچیدگیوں اور لعنتوں کی آدھی تکنیکی حقائق سے چشم پوشی، یا ہوا کے تجربات سے عبرت حاصل نہ کرنا، امیدیں اور آرزوئیں کی بے لگامی، انسانوں کا حد سے بڑا ہوا احترام، سیاسی اور مذہبی سیاسی لیڈروں اور رہنماؤں کی تقدیس امراض کے بارہ میں تخلیوں اور لغزشوں سے معصومیت کا اعتقاد، یہ امراض ہمارے اجسام اور ہمارے معاشرہ کیلئے ہزاروں دشمنوں اور دشمن کے سرحدوں لشکروں سے کہیں زیادہ خطرناک کہیں زیادہ

(۱) بیہقی

قومی غیرت پر سنت صادق

سچ اور شہادت معیار نہیں

[illegible]

[illegible]

اصل معیار

اصل معیار ہے قلب و نگاہ جب قوم میں اتنی صلاحیت [illegible] کہ وہ اپنے فائدے نقصان کا [illegible] کر سکے تو کوئی قوم کوئی چیز کسی [illegible] جو اس کی اصل [illegible] کی [illegible] کتاب [illegible] ہر علم اور [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] کا [illegible] ہوتی ہے

استعمار سے نفرت

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [

حادثات سے بچنے

قیادت سے محاسبہ کیجئے

... (Neptune) ... ...

ہم تم سے دو ان چیزوں سے جو تم پوجتے ہو بے تعلق ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے بیر اور دشمنی کھل گئی ہمیشہ کے لئے یہاں تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔

آنحضرت کی ہدایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا

"اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم"

تو صحابہ کرام کو تعجب ہوا کیونکہ بہت اہتمام اور توجہ کے ساتھ ان کی تربیت کی گئی تھی وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں وحی الٰہی سے فرماتے ہیں اپنے جی سے بولتے بات نہیں کہتے لیکن اس کے باوجود وہ آپ کے ارشاد میں بھی اپنی عقل سے کام لیتے تھے اور جو سمجھ نہیں آتا تھا اس کی وضاحت چاہتے تھے، چنانچہ انہوں نے کہا ہم اپنے مظلوم بھائی کی مدد کریں ظالم کی کیونکر کریں؟ آپ نے وضاحت کی کہ "ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو" اسی طرح صحابہ کرام جانتے تھے کہ خلق کی نافرمانی کرنا خالق کی اطاعت میں داخل ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو ماں کے طرز عمل سے بھی اس کی شہادت ملتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ایک مہم روانہ کی اور اس کا سردار ایک انصاری کو بنایا راستہ میں وہ کسی بات پر اپنے ساتھیوں سے خفا ہو گئے اور ان سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا "ہاں دیا ہے" انہوں نے کہا لکڑیاں جمع کرو لکڑیاں جمع ہو گئیں تو آگ سلگا کر ان کو بھڑکا دیا پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم سب کو اس آگ میں کود نا ہوگا۔ میر لشکر کے یہ تیور دیکھ کر ایک نوجوان نے کہا اسی آگ سے بھاگ کر ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لی ہے پھر اس دوسری آگ میں کود پڑیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ اگر یہ لوگ کود پڑتے تو پھر کبھی نہیں نکل سکتے تھے اطاعت صرف بھلائی میں ضروری ہے"

غفلت، حماقت اور لہو ولعب کا انجام

میں ایک بار پھر آپ حضرات سے کہنا چاہتا ہوں کہ عرب ممالک کی موجودہ لہو ولعب اور

اسلامی عقیدے کا تحفظ

ایک مسلمان قاعد کا انتساب

امت کی زندگی

کی تعمیر اور اسی جرأت و ہمت کے ساتھ امت پر ہونے والی ہر حادثات و مصائب کا سامنا کرتی رہی ہے اور اپنی طویل تاریخ میں ترقی مائل اور بیدار شعور کا ثبوت دیتی رہی ہے اس نے ہمیشہ حق و انصاف کا ساتھ دیا ہے اور عظیم الشان کامیابیوں کے ارتکاب پر گرفت کی ہے اور انہیں انصاف کے ساتھ مستقبل میں بھی زندہ رکھ سکتی ہے

وما علینا الا البلاغ المبین

تحریر محمد عبد الحمید رب العالمین

نشاط شادی آباد سے عبرت و موعظت

کرنا چاہیے۔

فاتحین اور حکمرانوں کی ایک غلطی

اس کے بعد ہندوستان میں ان حکومتوں کے تحت جو کہ مسلمان تھے ان کے کسی تصور میں یہ بات کبھی نہ آئی تھی کہ کبھی ان کا یہاں سے خاتمہ ہوگا اور وہ بالکل بے دخل ہو جائیں گے اور یہ ناروا خواب میں بھی نہیں دیکھتے تھے۔ ہمت ہی ایسی سلطنتیں ہوئی ہیں جو بنے تو دولت ابد قرار پائیں تھیں یہ سمجھتی تھیں کہ ہم اس ملک کا چارج لے کر اب حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے ان لوگوں نے ملک فتح کئے لیکن اور فتح نہیں کر سکے انہوں نے ملک فتح کیا لیکن اس فتح کی یہ کمزوری نہیں سمجھی کہ وہ ہمیشہ کے لئے یہاں رہیں گے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ یہاں کی اصل آبادی یا اکثریت رکھتی ہے اور اس حد تک قابل توجہ ہے اللہ تعالیٰ کے قانون عظمت کے مطابق یہ ثابت ہو گیا ہے کہ کسی ملک کی آبادی کو پچیس فیصدی فنا ہو جائے کسی ملک میں مسلمانوں کو اس وقت تک اپنے مستقل پر اثر رہنے کا حق نہیں ہے جب تک وہ یہاں کی اکثریت کو اپنے عقائد اپنے مسلک اور حق کی اور اساسات میں داخل نہ کر لیں ایک لفظ میں اس عقیدہ ایمان میں شریک نہ کر لیا جائے جو اللہ نے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس امت کو نصیب فرمایا ہے جب تک مسلمان ان کو اس حالت میں شریک نہیں کرتے اس وقت تک ان کی سلطنت کا پرکوں اعمار ہے تزلزل کا خطرہ ہے

عرب فاتحین اور ان کا امتیاز

یہ نکتہ تھا اس کو ان عرب والوں نے سمجھا جنہوں نے مصر شام اور ایران فتح کیا اور وہاں کی قوموں نے میل سے لگا ان کے ساتھ کی سے وہ ان کے ساتھ گھل مل گئی اور ان کے مسائل سے ایک دلچسپی اور ان میں ان کی شناسائی کی ان سے وہ کچھ میں لیے شریک ہو گئے کہ وہ خود ان کے دین اور ان کی ادبیات و ثقافت کا کلہ پڑھنے لگی اور ان نے اپنی مادری زبان کی تہذیب اور ان کی زبان بھی اختیار کر لی۔ مصر میں اب بہت تھوڑی تعداد میں قبطی ہیں اور وہ عربی ہی بولتے ہیں اور مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت مصر میں یہ قانون بنایا گیا کہ غیر مسلم اقلیت کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم سے مستثنیٰ رکھا جائے تو میں نے بڑا

اصل آبادی کو نظر انداز کرنے کی غلطی

مسلمان ملکوں کا ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں کے حکمراں طبقے نے ہمیشہ اصل آبادی کو نظر انداز کیا ہے۔ ان کی ترجیحات میں کبھی یہ بات شامل نہیں رہی کہ ملک کی اصل آبادی کو کیا چاہیے۔ ان کی ضروریات کیا ہیں۔ ان کے مسائل کیا ہیں۔ ان کی ترجیحات کیا ہیں۔ ان کی خواہشات کیا ہیں۔ ان کی امنگیں کیا ہیں۔ ان کی آرزوئیں کیا ہیں۔ ان کی تمنائ

[illegible]

[illegible]

[illegible] Roman Empire [illegible]

اسپین کی عرب حکومت کی غلطی

[illegible]

صوفیائے کرام کا کارنامہ

[illegible]

نکاح ایک عظیم، وسیع، مسلسل عبادت

[illegible]

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحبہ و اتباعہ بمن تبعھم باحسان و سلم علیھم تسلیما کثیرا اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین (الانعام ۱۶۲-۱۶۳)

ترجمہ (یہ بھی) کہدو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدا ہی کے لئے ہے جو تمام جہان کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

دو عبادتیں جن سے غفلت عام ہے

حضرات! ہمارے اس عہد اور بہار سے جس جوار (پڑوس) سے آپ نے مجھے [illegible] حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی نور اللہ مرقدہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ سے ایک بات فرمائی جس کو بھی نے دہرایا بھی اور سمجھی بھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس پر پوری گہرائیوں تک نہ کبھی سوچا تھا اور اب بھی یہ ڈر ہے کہ کبھی نہ سوچ سکوں گا کیوں کہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ (۲) حرفتیں کون سی ہیں جس سے لوگ معاش پر مائل ہیں لوگ ان عبادت کہنے لگے ہیں حالانکہ وہ الف ہیں، ہاں دوسرے سے عبادت ہی سمجھے ان پر عبادت ہونے کی چھاپ لگی ہوئی ہے کہ عبادت ہونے کی حیثیت بالکل مجروح نہیں بلکہ ان

یوں تو ہر نبی عبادت میں مشغول رہتے ہیں

لیکن اس وقت تک عبادت کرتے ہیں

وہ بھی اس وقت سے جب آپ نے احرام باندھا اور حج کی نیت کی، احرام کھولنے تک اور حج سے آخری مناسک وا کرنے تک، آپ حج کی عبادت میں مشغول ہیں لیکن جیسے ہی آپ آخری مناسک سے فارغ ہوئے آپ حج کی عبادت سے فارغ ہو گئے میرے بھائی نے بھی آتے آتے کام کیا کہ نکاح کی عبادت بھی عجیب ہے کہ یہ نکاح ایجاب وقبول کے بعد سے لے کر ہوتے رہیں آپ جاگتے ہیں آپ چلتے رہیں آپ باتیں کرتے رہیں آپ اس عبادت میں مشغول ہیں، یہ عبادت مستمر ہے، یہ عبادت طویل ترین عبادت ہے اور اس میں حالات کا تغیر کوئی اثر نہیں ڈالتا، نماز میں حالات کا تغیر اثر پیدا کرتا ہے، مثلاً یہ کہ آپ بول دیں، بھائی کی عبادت ختم ہو گئی لیکن یہ عبادت یہ ہے کہ اس میں لگے رہتے تو ضروری ہے کہ یہ عبادت ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ عبادت اور مقبول ہو جاتی ہے، اس میں حکم ہے کہ اخلاق کے ساتھ پیش آؤ، بیوی گھر والوں کے ساتھ باتیں کرو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہاں تک سناتے تھے بخاری شریف میں ام زرعؓ کی طویل اور مشہور حدیث ہے، یہ بات کبھی ذہن میں نہیں آئی کہ حضرت نے یہ جو فرمایا کہ عبادت ہے تو یہ ایک ایسی مسلسل عبادت ہے، جس کی مثال مجھے بھی نہیں مل سکی

جمالی وجلالی عبادت

بعض عبادتیں جمالی ہیں، بعض عبادتیں جلالی ہیں، بعض عبادتیں جلالی بھی ہیں جمالی بھی ہیں، جیسے حج ہے کہ جب تک مشغول ومصروف ہیں تو عبادت ہے، قرآن مجید کی تلاوت عبادت ہے، زبان چلتی ہے، پڑھ رہے ہیں، آنکھ سے پڑھتے ہیں اس وقت تک آپ مشغول، لیکن یہ بھی عبادت ہے کہ لشکروں کے مقابلات اس میں ہیں، یہ عبادت یہ ہے کہ اس میں مختلف مزاجی بیانات، اور ان مزاجی کیفیات کے ساتھ برداشت کرنا اور جوش میں حرج سے خلاف، میں پیش آئیں، ان کو تحمل کرنا سب عبادت ہے تو یہ صرف یہ کہ یہ ایک طویل ترین عبادت ہے، مسلسل بلا انقطاع عبودت ہے، بلکہ بہت سی عبادتوں کے رنگ اس میں آ گئے ہیں اس میں مجاہدہ کی عبادت بھی ہے، اس میں حج کا بھی نمونہ ہے، اس میں دوڑنے کا بھی ہے، نماز کا عکس بھی ہے، تو یہی بات ہے کہ حضرت نے بالکل القائی بات فرمائی، حضرت نے فرمایا، میں نے ایک شخص کو مجلس نکاح میں دیکھا کہ وہ

شریعت تمدی اب بھی جوان ہے اور اس کی حکومت قائم

حکومت ہے۔ ہاں ہی حکومت ہوتی ہے یہ مریکی حکومت ہوتی ہے ایسی کسی حکومت
کا ہوں یہ سب کہنے والے کون تھے یہ سب وہی لوگ تھے جنہوں نے ہمارے
آدمیوں سب کام چھوڑ کر یہاں بھگا دیا ہے اس نے اس کو بھی مدد دے رکھی ہے اس
نے بھی دی ہے اور ہمارا یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ہے اس سے جو کہ
حکومت کی جو طاقت ہے ہوتی ہے ہم نے تو یہ کہا ہے کہ اب یہ لوگ جنہوں نے
اور ڈیوائی شروع کر دیں وہ شخص آپ کو توڑتے ہیں یہ کہتے ہیں پاکستان سے وہ لوگ
ہیں یہ خوشحالی کے آج تک ان کی نہ رہا ہے ہیں ان ناکاموں کے جو پہلے
چل رہا ہے یہ سن آج بھی اللہ کے فضل و کرم سے کر رہا ہوں اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بات کر رہے ہیں اور آپ کی شریعت پر چل رہے ہیں اور جیسے کہ یہاں ہوا
ہے ہمارے ہی ہوا ہے ہمارے ہی ہوا ہے ہمارے ہی ہوا ہے ہمارے ہی ہوا ہے
وہاں بھی مسلمان بستے ہیں کیا مجال کہ کوئی مسلمان اس کے اندر جائے وہ ہاں
اور یہ نے قانون کے خلاف اس نے بیچ کر دے کہ اس نے ہاں ہے وہ کہے گا
یہ ہی ہوا ہے ہمارے ہی ہوا ہے ہمارے ہی ہوا ہے ہمارے ہی ہوا ہے ہمارے ہی ہوا ہے
آدمیوں کے ساتھ چلتے ہوئے ہیں یورپ میں بھی اسلام ہے اس کی فضا
کے ساتھ اور ان کی بچیاں اور جب یہ [illegible]

[illegible]

محبوب سنت

[illegible] اس کے بعد [illegible] سے [illegible] اس سے کہ وہ
سنت [illegible] سنت [illegible] کے [illegible] [illegible]
[illegible] کہ آپ صلی اللہ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

حیات ملی میں خواص امت کا مقام
اور ان کی ذمہ داریاں

یہ خطبہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں ۲۳ تا ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء منعقدہ خواص
امت کے اجتماع میں دیا گیا

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان و دعا لھم بعفوہ الی یوم الدین

جناب مہتمم صاحب مولانا محمد فاروق صاحب زید مجدہ کا حکم ہوا کہ ہم بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے والے افراد کو حاضر ہونا چاہئے تھا، دو دن بال تکلیف سے آرام میں رہا، آج صبح اس ارادہ سے حاضر ہوا تھا کہ حضرت سے ملاقات کروں گا، لیکن حضرت کی طبیعت شدید ناساز ہے کہ جو فرض تھا وہ ادا ہو جائے، اس لئے حضرت سے تو ملاقات نہ ہو سکی، مگر آپ کے ساتھ سفر کی برکت ہو گئی۔

حضرت نے اس اجتماع کے موقع پر اس عاجز کو حضرات خواص کی خدمت میں کیا عرض کرنے کا حکم فرمایا ہے؟ میں نے حدیث سے دو لیتائیں تجھیں، ترمذی شریف کی حدیث "الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب"[1] تمام دنیا اس میں صاف چمکدار بھیجا کو سب اعضاء کی اصلاح

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان

عزت دونوں متحرک ہو جاتے ہیں کہ اگر کی حرکت بند ہو تو دل بھی ختم اور جسم بھی ختم۔ پھر ہمارا کوئی سوال نہیں رہتا کہ ہم اس کو زندہ رکھنے کیلئے کیا کیا جائز تدبیریں کی جاتی ہیں طبی بصرانی عصر جدید اور طب یونانی بھی آپ سب جانتے ہیں کہ دل کو حرکت میں لانے کے لئے کس طریقہ سے ایک انسان اپنی زندگی کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے کس طرح خلیے اور جسم اپنی سطح میں اس کو حرکت میں لانے کے لئے ہاتھ پیر مارتے ہیں کہ کسی طرح حرکت میں آ جائے پھر آگے اس کو جاری رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے مسروف ہو جائے دل میں حرکت ہو دل سرگرم ہو فعال ہو جائے یہ بھی ایک ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک حرکت ہے۔

اب میں عرض کروں گا کہ جس طرح جسم میں حرکت اور اس جاندار کے خواص ہیں اس کے لئے بھی یہ بھی ضروری ہے کہ دو چیزیں ہوں اور دوسرے یہ کہ متحرک رہے تیسرے یہ کہ ان کے اندر حرارت و توانائی جس سے کہ ان چیزوں کو جاری رکھا جائے اور خواص کو زندگی سے متعلق ہوں تو پھر کام چلتا رہے گا جاں رہے گا آپ سمجھ سکتے ہیں دل سمجھ کر خواص پاور ہاؤس (PowerHouse) ہیں ملت اسلامیہ اور ملت جو آج تک قائم ہے اس کے پاور ہاؤس کے خلق کی وجہ سے اس کا پاور ہاؤس کبھی بند نہیں ہوا۔ مطلق نہیں ہوا۔ آپ کہتے ہیں تھوڑی دیر کے لئے پاور ہاؤس آپ کے شہر کا کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور اس کا راہ ٹوٹ جاتا ہے تو وائر (بجلی کے تار) میں رخنہ پڑ جاتا ہے اور مرمت اندھیرا ہو جاتی ہے لیکن ملت کا پاور ہاؤس اس کے خواص ہیں تاریخ گواہی دیتی ہے کہ کبھی بھی اس ملت کا پاور ہاؤس بند نہیں ہوا۔ امت کے تسلسل کی تاریخ اور حقیقت خواص کے اسلامی کارناموں کے مسلسل کی تاریخ ہے۔ اگر آپ اس کو دور گھما پھرا کے دیکھیں تو آپ جس کو ملت اسلامیہ کی جغرافی تاریخ کہتے ہیں ملت اسلامیہ کے خواص کی بقاء اور تسلسل کی تاریخ ہے ملت میں ہر دور میں ایسے لوگ موجود تھے، جو خود زندہ تھے، خود متحرک تھے، صاحب حرارت تھے اس زاویہ سے ملت کی رگوں میں خون کی تقسیم صحیح ہوتی تھی آپ جانتے ہیں کہ دل خون تقسیم کرتا ہے اس کی وجہ سے یہ خون رگوں اور شریانوں میں دوڑتا ہے تو ملت کے قلب سے کبھی اپنا کام بند نہیں کیا ملت پر جو حالات آئے اور ملتیں مٹ گئیں، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان کا پاور ہاؤس بند ہو گیا آپ عیسائیت کی تاریخ پڑھیں یہودیت کی تاریخ پڑھیں آپ کو معلوم ہوگا کہ انبیاء کی مرتبیں کے تھوڑے

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنے کا کام
صرف یہود ہی نہیں کرتے تھے بلکہ مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے تھے جو
اللہ کے راستے سے روکنے کا کام کرتے تھے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ مال کا جمع کرنا اور اس کو خرچ نہ کرنا اللہ کے راستے سے روکنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے
اور اس لئے یہ بھی اللہ کے راستے سے روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

یا ایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال
الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (التوبہ ۳۴)

اے ایمان والو! (اہل کتاب کے) بہت سے علماء اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھاتے
اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے پیش نظر ہمارے علماء نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ جو علماء
اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھاتے تھے اور اللہ کے راستے سے روکتے تھے
اس سے مراد یہود کے علماء (Rabbis) اور درویش (Monks) ہیں۔ لیکن اس
آیت کریمہ کے الفاظ عام ہیں اور ان کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو
لوگوں کے مال ناحق کھاتا ہو اور اللہ کے راستے سے روکتا ہو۔ اس آیت کریمہ
کے الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو لوگوں کے مال ناحق کھاتا ہو اور
اللہ کے راستے سے روکتا ہو اس آیت کریمہ کا مصداق ہے

شریف کی ۔۔۔ لوگوں کی تحت کے نتیجہ پر وہ ۔۔۔ اور ۔۔۔ ہے ۔۔۔ اس کا ۔۔۔ حصہ انہیں کی ۔۔۔ ہو جاتا ہے" ویصدون عن سبیل اللہ" ۔۔۔ کا مفہوم کہ وہ ۔۔۔ اللہ کے راستہ سے لگے ۔۔۔ یعنی جب سے ۔۔۔ آپ لوگوں کی ۔۔۔ پھیلی ہوئی ۔۔۔ اس کا پورا ۔۔۔ ہوگا اس کا پورا ۔۔۔ پہلے ہو ۔۔۔ اور ملت میں ۔۔۔ فساد یا ۔۔۔ آئیں۔

یہ ملت کی تاریخ ہے اس ۔۔۔ ملت کی تاریخ یہ ہے کہ ۔۔۔ ہے ۔۔۔ اس نے پورا پورا ۔۔۔ کام ۔۔۔ نہیں چھوڑا ۔۔۔ یا ۔۔۔ میں ۔۔۔ شامل ہے کہ ۔۔۔ شخص اپنے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ اور وہ ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ کا ۔۔۔ کی اس کو ۔۔۔ دینا ۔۔۔ اس کا ۔۔۔ میں ۔۔۔ ہے اس ملت کی ۔۔۔ ایک ۔۔۔ بھی ۔۔۔ کی ۔۔۔ کہ اس میں ۔۔۔ کا پورا ۔۔۔ بالکل ۔۔۔ دیا ۔۔۔ کوئی ۔۔۔ کا ۔۔۔ ۔۔۔ کے ۔۔۔ حصہ میں ۔۔۔ اس ملک میں ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ رہا جو ۔۔۔ کو ۔۔۔ ہے۔ علی ۔۔۔ پاس کیا ۔۔۔ یہ بات ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

[illegible]

تبلیغی جماعت کا کارنامہ

[illegible]

ل ضرورت ہے میں سمجھتا ہوں کہ مختصر بات ہو چکی[1]۔ آخر میں میں حدیث شریف برکت کے لئے دہراتا ہوں" ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم، ألا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الاوھی القلب"۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

[1] مفسر قرآن خطیب پاکستان مولانا سید احمد علی صاحب آف اعظم گڑھ یوپی انڈیا نے بھی اس موقع پر خطبہ دیا تھا جو کہ شائع کیا گیا تھا۔ اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارے ملک کے اکثر مقامات پر دین کی روح باقی نہیں رہی اور شریعت کی تعبیر بھی صحیح طریقہ پر نہیں ہو رہی ہے۔ اس خطبہ کے بعد ہی مولانا سید علی صاحب اپنے گھر واپس پہنچے اور شدید دل کے دورہ کے بعد انتقال فرما گئے۔

ازدواجی زندگی کے روشن خطوط

مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی کی یہ تحریر ان کی کتاب [illegible] سے لی گئی ہے۔ اس کتاب میں حضرت مولانا نے [illegible] کے حقوق کی [illegible] کی ہے۔ اس کتاب کی [illegible] کی ہے۔ اس کتاب کی [illegible] کی ہے۔ اس کتاب کی [illegible] کی ہے۔

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل الله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا۔

تیرہ اجزاء قرشتہ نذر کرنے کا مطلب

حضرات! آپ نے ہمارے حق میں جس کی وجہ سے ہمارے خصوصی مہمان ہیں اور وہ مشہور ہیں غریب ہیں مال میں پوری طاقت کے ساتھ [illegible] سے کچھ نہ کچھ ہدیہ کرنے کے بھی ان کی ساری زندگی کے لئے ساتھ دعا کرتے ہیں اور ہدایت ہیں اور ہدایت کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی ہدایت نامہ [illegible] کے بیان ہے جو قرآن شریف ہے اس کے ذریعے سے ہم لوگوں کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سے [illegible] کے حقوق کیا ہیں کیا کام ہے [illegible] کے ساتھ ہم کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے [illegible] کے حقوق کیا ہیں [illegible]

انکس نے اس کے بارے میں ارشادات فرمایا کہ پہلی آیت میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الناس سے خطاب کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ انسانی حیثیت رکھتا ہے تمام مخلوق میں سے یا ایھا الذین سے خطاب کیا گیا ہے اور اس سے مراد ہیں مسلمان ظاہر بات ہیں اطلاق عام ہے کبھی یہ ملکہ شرعی فرمانی اخلاقی تقاضا پورے کرنا ایک رحیم صفات ہونا کبھی یہ ہوتا ہے کہ اس سے دلوں کو ٹھنڈی طریقے پر بھی ٹھنڈی طریقے پر بھی عملی تعلیم خود اللہ نے خطاب کیا ہے کہ لوگو اور خاص کر اپنے پر بھی کہ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر تم سے اس کا جوڑ بھی پیدا کیا جس کا مطلب یہ کیا کہ یہ ایک عظیم سا عقد ہے نکاح کا اس کی حیثیتوں کو معمولی بات نہ سمجھو ایک ہی سنی تھی حضرت اسلام کی اللہ نے اس کا جوڑ پیدا کیا اور دونوں کو صحیح طریقے سے علیحدہ اور پھر ملا کر نسل چلائی یہ ساری دنیا اسی آبادی سے بھری اور جتنے علماء فضلاء کے

ذالحرام شیخ نہ رہے ابا

اس کی آیت سے یہ کیا اور یہ ہے خلاق کم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء اگر دونوں نے شادی کرلی ہوتی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا فرمایا اللہ کے نام پر جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو تم نے یہ نہیں کہا کہ یہ ایک شریف خاندان ہے اس کی بیٹی ہے اس کے لئے کوئی مکان اور تحفہ نہیں تھی وہی جہیز نہیں تھی لیکن اللہ کے حکم کی پیش لائے گا آپ بھی مسلمان ہیں میں جانتا ہوں کی ضرورت ہے بیٹے کو ایک رہن سہن کی ضرورت ہے تم نے اس سب اخراجات کے پیش نظر اس موقع پر اس سے فائدہ اٹھایا اور کہا کہ (کہ آپ بھی مسلمان ہیں ہم بھی مسلمان ہیں) لیکن شادی کے بعد لڑکی نامکمل ہو جاتا کہ کام نکال لیا اب چل گیا اس کا کیا ہے لڑکیوں میں جب بیاہ ہو جائے تو خود بخود اور جب کسی کا بیڑا پار ہو جائے کہ بیڑا کا تھے تو اس پر تم سر پھوڑا کرو جب شریعت کا قانون مسلط ہو جائے تو اس وقت

چاہے جتنا بھی فاصلہ ہو جب کہا جائے یہ بندگی کی ضرورت اور فرض ہیں ان کو بھی شرعی طریقے پر ادا کیا جائے جو احکام ارواح متعلق ہو گئے ہیں ان کی کوئی اہمیت نہیں اس آیتہ وصدقہ کرنے والا اور تسلیم کرنے والا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (صلہ رحمی یہ ولا رحم) اس اللہ کے کو اس امت کے رہنما اور اللہ کے حوالے سے قرآن کریم کے حوالے سے کوئی بات کہی ہے تو پروہ کا کام نہیں ان کا مطلب کمال یا اپنی لئے فرمایا اور شرک کا بھی یہی حال ہے شرک سے دور رہنے والے کار ہیں ہوتے ہیں ہاں ہاں رسمی نہیں ہیں رہنمائی بھائی رہیں گے اور اپنی طریقے سے جو کچھ انہوں نے جو خوش ہیں وہ ہیں باقی رہیں گے

ان اللہ کان علیکم رقیبا تم کو کہ اس کو کیوں پتا ہے سب لوگ ہوتے ہیں تم سے علم چاہیں گے کہ یہ نکاح اللہ تعالیٰ سے ہوا ہے اور نکاح سے پہلے کا یہ نکاح کے وقت میں جن کے گواہ بنے ہے کان ہوا ہے فرشتے بھی فرمائیں اللہ تعالیٰ نے جو مرد عورت والیا تا ہے وہ فرماتا ہے ہم دیکھیں کہ ہم نے یا کیوں کیا تم نے یہ کام کر یا اس کے بعد شریعت سے کوئی مطلب نہیں رکھتا ہم نے ایک شرعی عدالت بنا دی ہے گھر کے اس سلسلے میں ہمارا حکم ہے کہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ جتنا اس سے ڈرنا اللہ کے موقع پر ہونے چاہئے ہیں ہمارا نبی کی بات کے لئے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر اپنے گھر کی تو ہمارا نہیں چلتا کہ اس کو بھی جائے نکاح ہو گیا ہمارے سامنے ہو اور گھر کی باتوں میں ہم نے مخل سے بھی دیا ہو کہ جب ہم یا ہے جاؤ کے دیکھے تم نے کیا کا اقرار کیا ہو کر تم نے ہاں اور بول یا ایسے ان سب باتوں کا ہم نے علم پہلے ہمارے میں شریعت پر ایمان رکھتے ہیں ہمارے نبی کے قول کو ہے ہمارے اور محسوس قسم کی آزادی حاصل ہیں ہے دنیا میں آنے کا کیا اس بات کو پڑھنے سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ

اس لئے کہا گیا اتقوا اللہ ہے ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہئے پتا ہے ہمیں سے نکاح ہیں ہو رہا ہے جو کچھ ہو رہا ہے کہ رکھو ہمارے تو کیا ہم نے بھی قبول ہو پہلے صوتی اللہ علیہ وسلم اشیاء ہیں ہوا کرتے ہیں ہوا کرتے ہیں کہ ہمیں پتا ہے کہ ہمیں کچھ کہنا ہو

ہے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

وقت کا تقاضا کیا ہے ؟

ایک بے موقع اور نادرست سہم

[illegible]

چند دن بعد مصنف کے پاس ہندوستان کے مختلف اطراف علاقوں سے خطوط آنے شروع ہوئے اور ان سے سو مسلمانوں میں (جو دینی اور تہذیبی میدان میں کوششوں، جلسوں اور کروڑ سی کا شکار ہو رہے ہیں) ایک انتشار خانہ جنگ کی سی حالت آ رہی ہے

بعض علماء، تجارت اور کئی دوسرے اصلاح پسند حضرات سے اپنے خطوط آئے ہیں، جن میں اگر مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری نے بھی اس کی طرف توجہ دلائی، خود تقلید اور تقلید کے اوپر کے بعد محنت پر انہوں نے رد میں ایک مفصل کتاب لکھی ہے جس کا ایک عالم نے عربی میں ترجمہ کر لیا اور راقم سے اس پر مقدمہ لکھوایا۔ ان شکایتی و احتجاجی خطوط کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

راقم نے مناسب سمجھا کہ وہ اس عمومی خطرہ کی طرف متعلقہ حضرات کو توجہ دلائے جس سے مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا ہونے کا خوف ہے) حضرت حکیم صاحب کو ایک خط لکھا اور اس خط میں جس میں ان کو اس "جہاد فی غیر جہاد وقتال فی غیر قتال" سے اجتناب رہنے اور مخلصانہ مشورہ دیا ہے درخواست کی تھی کہ وہ اس عمل کی جو ہمارے ملک میں چل رہی ہے اس سے آگاہ کریں اور یہ مشورہ دیں کہ وقت کو اور نوجوانوں کی قیمتی قوتوں کو تعمیر و اصلاح کے کام میں لائیں (انہوں نے عربی میں ایک مراسلہ مرتب کیا اور اس ممتاز عالم نے اسلامی علوم کی خدمت کے لئے بھیجا

اس مراسلہ کے جواب میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے شیخ عبدالعزیز بن باز صدر رئیس دارالافتاء العلمیہ والافتاء ریاض عربی سعودیہ کا خط نقل کر کے بھیجا

(۱) اس خط کی نقل ہمارے پاس موجود ہے۔ (۲) اس کے بعد ہی شروع ہوا تھا۔ (۳) اس کے بعد ہی شروع ہوا تھا۔

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

کتاب و سنت کے مطابق ہوں، کہ یہی دونوں ہر چشمہ سے ہیں۔

یہی وہ اصل نظام معلوم ہوتا ہے کہ جس خاص فضل و منصب فرق فرقہ ہوتا ہے اور ان کے اندر مجتہدین کے اجتہاد اور فقہی بصیرت پر اعتماد و اعتبار ہونے کی وجہ سے اختلاف سنت سے مسائل کا استنباط کرتے اور انہیں دونوں سرچشموں سے سب فیض لیتے ہیں ضرور ہونے والی بعض اور بعض بڑی کمی پیدا ہوئی کہ یہ حاصل طور فکری اور دینی اقتضاء ہوا کی کوشش نئے نئے جدید چیلنجوں کا سے ہر قسم کے اخلاقی قدر و بند سے ملوث اسی آزادی حاصل کرنے کی خواہش اور خیالات اور معاشرہ سے ساتھ دینے کو دور سمجھا اس اختلاف نظر میں اور معاملات میں ہوا، ہے جہاں شرعی حدود اور دینی اخلاقی قدروں سے ہٹ رہنے کی تمنا پائی جاتی

تاریخ افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنے ملک اور پڑوسی ملکوں اور آزاد ہونے والے ممالک میں پرفیوژن جیسے ملک میں اسلامی فقہ کے خلاف مکاتب فکر سے خلاف ورزی کی یوں کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اس میں خاص طور پر حنفی کو جو تعداد میں سب سے زیادہ ہے جس کی اس ملک میں اکثریت ہے اس طرح کی پوزیشن نہ دی گئی ہے اور ہندوستان کی اس صورت حال کے پس منظر میں اس طرح کی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والے حالات میں صاف اور بھی ضرورت کے پیش نظر حاصل کرنے کی کوشش ہوئی ہے اسی لئے کہ انہیں بڑے پیمانہ اور مشکل سے دینی حالتوں اور مغرب کی تہذیب و ثقافت کے چیلنج کا سامنا ہے

خلاف کے خلاف جدوجہد اور جہاد شروع کرنے سے پہلے ہمیں اس بنیادی ضرورت کے کہ مشترکہ عقائد و نظریات کے خلاف اپنی قوت اور پوری صلاحیت لگائی جائے کہ ہم ہندوستان مسلمان جس دل میں رہتے ہیں وہ سرزمین اسلام سے دور ہونے کی بنا پر تشدد پسندی کا قدیم زمانہ سے مرکز رہے ہیں ملک کی بالی ثقافت کی اسلامی روح و نصب سے تعلق ہے ہندوستان مسلمان اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ عقیدہ عمل عبادت اخلاق طریقہ رسم و رواج اور بنیادی زندگی میں بہت کم لوگ ہیں جو ان سے متاثر ہیں رسالت کی شدید

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے مولانا عبدالحق حقانی صدر دارالعلوم حقانیہ کی کتاب معارف حقانی ج ۱ ص ۲۰۰ تا ۲۰۲

ضرورت ہے کہ دینی نسل کی دینی تعلیم و تربیت پر ہماری توجہ اور توانائی صرف ہونی چاہئے کہ مسلمان اس کے اس ملک میں بقاء و تحفظ کا سامان اختیار اس بات پر ہے کہ وہ اس حد تک اپنے عقائد، مذہب، اخلاقیات، دینی تعلیمات، اور اسلامی تشخص باقی رکھ سکتے ہیں یہ بات اس طرح عیاں ہے کہ ملک میں تہذیبی و ثقافتی ارتداد کے خطرات کی نشاندہی ہو چکی ہیں (ہم دینی مدارس کا اختصاص رہے ہے لکھ رہے ہیں کہ یہ الفاظ اس وقت ہماری دعوت پر ہماں ہے اس کا اندازہ ہوتی شناخت ہے)

اس حلقہ کے سب سے بڑے اور بہتر مجتہد اور اصول حضرت شاہ ولی اللہ بانی کا ہے جس سے تمام دینی حلقوں کی بھی نسبت ہوتی ہیں ان کے باکمال فرزندوں نے جن میں سے بڑے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تھے اس علمی و تعلیمی سلسلہ کو بڑھایا اور شہید شاہ اسماعیل شہید، مولانا عبدالحی شہید (ش ۱۲۴۶ھ) جیسے داعی و مجاہد پیدا کئے۔ جن کے دست مبارک پر ہزاروں نے شرک، بدعات، خرافات اور جاہلی رسوم و اطوار سے توبہ و ندامت کرکے دین کی اصل روح کو اختیار کیا۔ اس تجدید و احیاء کے بعد پھر تعلیم کے ذریعہ دینی عقائد و جاہلانہ رسوم و روح سے سخت نفرت پیدا کی و ہدایت پیدا ہوئی۔ اس کے ساتھ دینی حمیت و غیرت بھی بہت تھی یہاں ہر استاذ تھے ان میں سے مسلمانوں نے سید صاحب کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی تھی جو چار سو (۴۰۰) سے کچھ زائد ہی ذکر کی جاتی ہے۔ یہی حال ان کے جانشین اولاد و احفاد مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید (ش ۱۲۴۶ھ) صاحب "تقویۃ الایمان" کا تھا جس کی کتاب و تجدید خالص کے بیان اور شرک و بدعت کی تردید میں ہے۔ رد و مخالفت کا ہوا کتاب شمار کی جاتی ہے اور جس پڑھ کر ہے علوم عامہ سے لیا ہوا کہ کوئی تحریکی [illegible][1]

[1] اس سے جو پڑھ کر [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خرابی کی جڑ برائی اور پاپ کی خواہش ہے

۱۹ جون ۱۹۷۳ء کو ڈاکٹر شارمیہ نیل مال کھنڈ ہوٹل ایکسٹو نشاط منزل میں شیخ صاحب سے ملاقات کی اور ان سے تاریخ کے مطالعہ کے بارے میں گفتگو کی۔ ہم بھی اس گفتگو میں شریک ہو گئے۔

تاریخ کا مطالعہ

ڈاکٹر شارمیہ: آپ میں اکثر لوگوں نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہوگا۔ میں آج سے تیس چالیس ہزار برس سال سے آباد ہوں۔ میں نے انسان کی تاریخ لکھنا شروع کی ہے۔ تاریخ کی صحیح پوزیشن کی طرح ہمارے سامنے نہیں۔ اس میں جب نشیب و فراز سے میں آدمی کتنی اونچی نظر آتا ہے۔ کتنی نیچی معلوم ہوتا ہے۔ یہ انسان کی تاریخ نہیں۔ جانوروں اور درندوں کی تاریخ سے بہت کی تاریخ ہے مگر انسان کی تاریخ نہیں۔ اس کے مطالعہ سے اس میں کامیاب ہونے کے لئے ہم میں ایسے افراد بھی تیار کرنے ہیں۔ یہ فیصلہ کرنے کی سلیقہ کریں گی کہ آپ کیسے آدمی ہیں۔ کتنے بڑے آدمی ہیں۔ کر سکتے ہیں کہ انسان کی تاریخ کا پیمانہ کیا ہے۔ اس میں بعض ایسے دور نظر آتے ہیں کہ فرانس چلتے تاریخ ہم ہیں۔ ہم ان کو نکال دیں۔ ایسے ریاضی کے ہم کہوں کے، ہاتھوں کی لکیروں کو نہیں، نجوم کی بھی نہیں کہ ہیلی کہ ہیلی مجھے ایک حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ تاریخ میں جو ایسے گھڑی دور گزرے ہیں جن میں برائی جڑ سے کاٹ

جب تک سوسائٹی میں برائی کا رجحان اور کاڑ کی صلاحیت نہ ہو کوئی اس کو بگاڑ نہیں سکتا:

حضرات! عام طور پر لوگ کسی خاص طبقہ یا چند افراد یا بعض اوقات تنہا کسی فرد کو قومی سوسائٹی کی خرابی کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان خرابیوں کے یا ان بگڑے ہوئے افراد نے پوری زندگی کو سدا رخ پر ڈال دیا۔ لیکن مجھے اس خیال سے اختلاف ہے۔ میں تاریخ کے مطالعہ کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ ایک چھوٹی سی اکائی کے لئے ایک فرد سوسائٹی کو بگاڑ

خود غرض انسان

اصلاح اور سدھار کی مختلف تجاویز اور تجربے

[illegible] کے مطابق رہنمائی سے سدھارنے کا [illegible]
[illegible] کا [illegible] کے [illegible] کو پیدا کرنا [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] ایک [illegible] پر [illegible] سے [illegible]
[illegible] پہلے لوگ [illegible] تھے [illegible] کے [illegible] سے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] طاقت [illegible]
[illegible] کی [illegible] طاقت [illegible] کی [illegible] پیدا [illegible]
[illegible] ہوتے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] ہوتے [illegible] اب [illegible] سے [illegible]

کی [illegible] تعلیم کا نظام [illegible] سے [illegible] کا [illegible] ان [illegible] اب [illegible] نام
[illegible] ان [illegible] سے [illegible] لوگوں [illegible] معلومات [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] فاسد [illegible] سے [illegible] اب [illegible] سے [illegible] علم [illegible]
[illegible] تجربہ [illegible] کا [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] چلو [illegible] کا [illegible]
[illegible] کی [illegible] میں [illegible] قدم [illegible] اس [illegible] کار [illegible] سے [illegible] علم [illegible]
[illegible] سے [illegible] علم [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کا [illegible]

جس [illegible] نے [illegible] کا [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] نتیجہ [illegible] کہ [illegible] ایک [illegible] کا [illegible] تیار [illegible] جو [illegible]
[illegible] طریقے [illegible] اب [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] کی [illegible]
[illegible] کام [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] کا [illegible]
[illegible] کا [illegible] کی [illegible] کا [illegible] کی [illegible] تو [illegible]
[illegible] کے [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے [illegible]

[illegible] ہے ہی میں ملک و قوم کی خوشحالی اور ترقی کی ضمانت ہے لیکن کروڑوں [illegible] حیوانات کی خواہشات اور مرضی کو [illegible] ماں کے ذریعہ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible]

پیغمبر اسلام کا مزاج

[illegible]

ہے۔

ہم سب کو ایک ہی زمین سے پیدا کیا گیا ہے اور ہم سب ایک ہی آسمان کے نیچے رہتے ہیں۔ ہم سب کی رگوں میں ایک ہی پانی ہے۔ ہم سب ایک ہی ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ ہم سب کی زندگی کا انحصار ایک ہی ماحول پر ہے۔ ہم سب کی زندگی اور موت ایک ہی ہے۔ ہم سب کی زندگی اور موت ایک ہی ہے۔

ہم سب کی زندگی اور موت ایک ہی ہے۔ ہم سب کی زندگی اور موت ایک ہی

پیغمبروں کی عمر

ہے۔ اگر ہم دنیا کے مالوں کمانے والوں کے پاس بیٹھ کی تعلیم سنتے ہیں تو ہمیں ہو جاتا ہے
[illegible] گیا ہے۔ اور دوگنا [illegible] ہو جاتا ہے اور ہم آدمیوں سے [illegible] ہو
سے بھی [illegible] کہ ہم نے کہ [illegible] ہے [illegible] ہم میں [illegible]

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کا مطالبہ
مکمل اطاعت و سپردگی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینات فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم

میرے بھائیو اور دوستو! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی آیت پڑھی ہے جو اس خطاب سے شروع ہوتی ہے کہ اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ تم سب کے سب اسلام میں اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اگر تم پھسل جاؤ اس کے بعد کہ تمہارے پاس آ چکے ہیں واضح احکام تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کا مضمون بہت وسیع ہے اور اس کے بارے میں کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ صرف فلاں زمانے کے لئے نازل ہوئی تھی اور اب اس کا کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کی ہر آیت ہر زمانے کے لئے نازل ہوئی ہے اور ہر آیت کا مخاطب ہر زمانے کا مسلمان ہے۔ اس لئے اس آیت کریمہ کا مخاطب بھی ہر زمانے کا مسلمان ہے اور اس میں ہم سب کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اے ایمان والو! اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اس سے پہلے

پڑھائیں، پھر آپ ﷺ نے بھی نماز پڑھی، اس وقت آپ کا مسواک کرنا ثابت، آپ کا وضو کرنا ثابت، آپ کا امت کو ہدایت دینا ثابت، یہاں تک کہ "اللھم الرفیق الاعلی اللھم الرفیق الاعلی" کہتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔

اور آج ہم مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ اگر عقائد درست ہیں تو عبادات میں خلل ہے اور اگر عقائد عبادت دونوں درست ہیں تو اخلاق و معاملات میں بڑی بڑی خندقیں ہیں، بھی رہنے نہیں، واشگاف نہیں، خندقیں ہیں مگر یاں ہیں، پورٹ پورٹی خلیج میں نے شارقہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ جتنا خلیج سے واقف ہیں شاید دنیا کے کم لوگ واقف ہوں گے، آپ خلیج کے رہنے والے ہیں، مگر آپ ایک ہی خلیج کو جانتے ہیں اور یہ وہ خلیج ہے جو جزیرۃ العرب کو ایران سے الگ کرتی ہے جس میں پانی ہے، میں آپ کو اس سے بھیانک خلیج کی خبر دیتا ہوں وہ خلیج جو اسلام اور مسلمان کے درمیان پڑ ہوئی ہے، اسلام اور مسلمانوں کے درمیان کئی کئی خلیجیں ہیں، عقائد اور عبادات میں خلیج کتنے لوگ ہیں جو مسلمان ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، لیکن نماز سے ان کو کوئی غرض نہیں اور بہت سے ہیں جن کے عقائد و عبادات دونوں درست ہیں، لیکن اخلاق و معاملات کو وہ درست سے بالکل خارج سمجھتے ہیں۔

جھوٹ بولتے ہیں، بے ایمانی کرتے ہیں، ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، رشوت کرتے ہیں، جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی تجارت کو چمکاتے ہیں، کسی کے حق کو ہضم کر لیتے ہیں، مگر ان کو کوئی باک نہیں ہوتا کیونکہ وہ ان سب باتوں کو دین سے خارج سمجھتے ہیں اور کہتے لوگ ہیں جو اپنے ماں باپ کے حق کو، گھر والوں کے حق کو پامال کر رہے ہیں، پڑوسیوں سے ان کا کوئی مطلب نہیں، کہتے ہیں جن کی زبان میں نہ سچائی، راستی و صداقت سے نہ حلاوت شیرینی ہے۔

ان کے آس پاس کے لوگ شاکی ہیں، ہمدرد نہیں تو کم از کم شکر گزار نہیں ہیں، پھر اس کے بعد کہتے ہیں جس کے نزدیک تعلقات میں سیاسیات میں خدا کے دوست اور دشمن میں کوئی فرق نہیں ہے، ان کے نزدیک صالح اور فاسد میں کوئی فرق نہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ صرف فرماتا ہے "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار" یہاں "رکون" کا لفظ آیا ہے، اس کا سادہ ترجمہ اور حمایت کرنا تو دور کی بات ہے، ان کی طرف ذرا جھکاؤ اور میلان بھی نہ ہو جنہوں نے ظلم کا شیوہ و اختیار کر رکھا ہے، جنہوں نے حد سے تجاوز کیا ہے، جن کے اندر بے

اختلاف پایا جاتا ہے کہ کس کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے۔ اس نے ہمیں خط لکھنے کی
ہمت دلائی اور سب کچھ لکھنے میں جرأت سے کام لیا۔ ہم نے قدم قدم پر یہ محسوس کیا
کہ ہم جو بات بتانا چاہتے ہیں یہ سب باتیں "ظلمت" کے تحت جاں ہیں۔ ہم نے
سب سے مسلمانوں کے لئے شادی ہوئی کہ اچھا یہ ہے کہ ہمت نہ ہارے اور
نہیں پا گیا کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لیں جو کہ ان کے علاوہ ہیں ہو
گئی ہیں ہو چکے ہیں ان کی طرف ہمیں سے نظر اٹھا کر دیکھا ہے

کتنے سلمان ہیں جو اس کو دین کا کوئی شعبہ سمجھتے ہیں وہ تو سمجھتے ہیں کہ صاحب یہ
باتیں خواتین کی ہیں یہ باتیں تو دین سے ہمارے آپ سے ہمارے بچوں کے
کرنے کی چیز ہے ہمیں ثواب ہے ہمیں ثواب ہے تو کر دیجئے کوئی طریقہ
بتایئے وہ کیا ہے ہمیں بتائیں ہمیں سمجھائیں ہمیں سکھائیں ہم آپ کے ساتھ
ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں کہنے کہنے کی کسی کا ساتھ دینے سے ہمیں کا نقصان ہوا ہے کسی کا
کسی کا ساتھ دینے سے ہمیں کوئی بیماری یا آزار پیدا ہوئی ہے۔ ان باتوں
کی ہم سے ہمارے بچوں سے کہنے کہنے کی ضرورت ہے ہم نے تو ہمیشہ تمام چیزوں میں حد
کے اندر رہتے ہیں ہمیں ہمارا اسلام یہ چلنا چاہئے اسلام کے ساتھ ساتھ ہیں مگر مسلمانوں کی
بھی فکر کرنی چاہئے اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے ہمیں بتائیے ہم
تو ہمیشہ اپنی دسترس سے ہمیشہ بڑھ بڑھ کر شریعت کے پابند اور اسلام کی طرف
جاتے ہیں مسلمان کس طرف جا رہے ہیں وقت اسلام پر آگیا ہے اور یہ مسائل
مسلمانوں کو درپیش ہیں کن کن قلموں میں اسلام پر اعتراض ہو رہے ہیں کن کن قلموں میں اسلام
آرائش کے دوسرے رخ ہیں ولی کہتے ہیں حدیث میں ہے بہتم ہو
المسلمین فلیس منهم جن کو مسلمانوں کے معاملات کی فکر نہ ہو وہ مسلمان نہیں ایسا مثل
المسلمین فی توادهم وتراحمهم تعاطفهم کمثل الجسد الواحد اذا اشتکی
منه عضو تداعی له سائر اعضائه بالسهر والحمی۔ مسلمان جسد واحد کی
طرح ہیں اگر کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارے جسم پر اثر پڑتا ہے ہمارے سامنے اس کی تکلیف
محسوس ہو

[illegible]

لگن آپ کو اپنے ملک میں بھی فکر کرنی چاہئے۔ اپنے ملک کے لوگوں کی بھی فکر کرنی چاہئے۔ ملک کی ترقی کے لئے آپ کی جو بھی ذمہ داری ہے اس کو بھی ادا کرنا چاہئے۔ خواجہ معین الدین چشتی نے اس ملک کی خدمت کو فرض سمجھا اس لئے ان کی محبتوں کو لازوال حیثیت حاصل ہوئی۔ آج بھی اجمیر میں ان کا مزار ہندوستان کی ہر قوم کے لوگوں کا مرکز ہے۔ آج بھی اجمیر کا ذکر ہو تو خواجہ معین الدین چشتی خواجہ غریب نواز کا نام بڑی عقیدت سے لیا جاتا ہے۔ ان کی خدمات کی وجہ سے ہی ان کی عظمت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے جب آپ کی آنکھوں سے بھی وہی روشنی دیکھی تو میں نے آپ سے کہا کہ آپ کو اس روشنی کو اپنے ملک کے لوگوں کی خدمت کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ آپ کے سامنے بہت سے مریض آتے ہیں۔ کیا ان کا علاج کرنے کے بعد آپ کو ان کی کوئی فیس ملتی ہے؟ آپ نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کا گزارہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ نے کہا کہ میرے والد کی کچھ جائیداد ہے اس سے میرا گزارہ ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کو اپنے ملک کے لوگوں کی خدمت کرنی چاہئے۔ آپ نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ میں نے آپ کو دعا دی اور آپ سے رخصت ہو کر واپس آ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے سنا کہ آپ نے اپنے ملک میں واپس جا کر اپنے لوگوں کی خدمت کا کام شروع کر دیا ہے۔ آپ کی اس خدمت کی وجہ سے آپ کو بہت عزت ملی۔ آپ کو ایک بڑا ڈاکٹر تسلیم کیا گیا۔ آپ کو بہت سے ایوارڈ ملے۔ آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو ایک بڑا عہدہ بھی دیا گیا۔ آپ کی شہرت کی وجہ سے ہی میں نے آپ کو اپنے ملک میں آنے کی دعوت دی تھی۔ آپ نے میری دعوت کو قبول کیا اور آپ یہاں تشریف لائے۔ آپ کی آمد کی خبر سن کر میں آپ سے ملنے کے لئے بے چین تھا

تشریف رکھتے ہوئے ہیں ان میں کچھ کھلے ہوئے ہیں کچھ بند ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کبھی بڑے بڑے ہیں ہے ہیں ہے کہ کہاں گئے فوج جو تھیں، جو تو تھیں، آخر وہ کہاں گئے کسی نے نہیں کہا کہ ان کو دیکھنے گئے ہیں۔ یہ ہے ہندوستان کے شہر پٹنہ کا واقعہ ہے جس سے مذہب اللہ بہاری جیسے بڑے بڑے علماء، مناظر اسلام اور امام العلماء پیدا کیا اور کیسے ایسے عالم پیدا کئے

تو آپ کو تھوڑی بہت اپنے ملک کی فکر ہونی چاہئے اپنے وطن میں مذہبی و ملی فکر نہیں کہتا، آپ کو قومی فکر ہونی چاہیے۔ آپ سب لوگوں میں ہر دو ہونا چاہیے کہ آئندہ نسل اسلام پر قائم رہے گی یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں نے ایسے ایسے مجدد پیدا کئے جن کا فیض ہندوستان ہی نہیں ہندوستان کے باہر تک پہنچا۔ میں تاریخ کے حوالے سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی کا فیض ترکی تک پہنچا۔ آج بھی ترکی میں ان کے سلسلے کے لوگ موجود ہیں۔ مولانا خالد رومی دہلی کا سفر کرتے گئے۔ انہوں نے اپنا واقعہ لکھا ہے کہ میں ہندوستان سے آتے ہوئے راستے میں نے حضرت شاہ غلام علی صاحب کا مکان پوچھ لیا کہ کہاں ہے۔ انہوں نے بتلایا۔ مجھے ظاہری طور پر تعجب ہوا کہ اتنا بڑا شیخ وقت مدینہ منورہ میں رہ کر ہندوستان سے بالکل ناواقف ہیں ان کے بعد وہ سفر کر کے دہلی آئے اور پھر حضرت شاہ غلام علی صاحب کی صحبت میں انہوں نے کچھ دن قیام میں گزارے ہیں مولانا خالد نقشبندی ہے تھا۔ اس لئے ان کا نام کر حضرت شاہ غلام علی سے آپ کی محبت والوں جو ان کے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء وقت تھے ان سے ملنے گئے تو حضرت شاہ ابو سعید صاحب (جو شاہ اولی کے شاگرد تھے) نے کہا کہ ہمارے شیخ کے سب سے بڑے امام آپ سے ملنے آئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اس سے ہوا یہ ہے میں جس مقصد سے آیا ہوں اس کو پہلے حاصل کروں گا پھر میں یہ ہوں تو میں دہلی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ غرض ان کے بعد جب یہ دہلی گئے تو وہاں دو سال تک اپنے ملک کی طرف آنے کا خیال نہیں کیا۔ عراق میں جو علم کی طرح روشنی پروشنی کی طرح بیمروں کی تعداد میں علماء و عوام نے جس انداز کا نام لکھا ہے کہ میں علماء پر حملہ کیا ہے۔ علماء کے اندر روحانیت پیدا ہوئی۔ احسان کی کیفیت پیدا ہوئی۔ ہوا یہ کہ ترکی شاگرد سے بڑے بڑے علم تھے وہ ہندوستان سیکھنے کے لئے دہلی گئے۔ وہ ملک ہے اس

سلف کا احسان نہیں کہ ان کا ہم پر ہے۔

تو میرے بھائیو! آپ تو یہ کریں کہ یہ مال دے کر جو آپ اپنے ذہن میں یہ رکھیں کہ میں مسلمان ہوں، میرا یہ عقیدہ ہو کہ اسلام کے لئے کس سے اکابر اور قدماء نے تکالیف برداشت کیں، قربانیاں دیں، پابندی کیجئے یہ نہ ہو کہ آپ یہاں رہیں اس کے باوجود ہر کی پابندی نہ ہو، اس سے یہ ہو کہ بدتمیزی ہو جائے، پھر اس کے ساتھ آپ میں تہذیب و معاشرت بھی اسلامی ہو، کسی سے آپ میں سر میں مقدمہ میں نہ آپ کے گھر میں بیٹھ کر دی چل رہا ہو، وہ کے اکابر میں اگر ہو وہ کھڑے ہوں۔ وہی الفاظ میں ہے ذلک فلیہ فلیتنافس المتنافسون (اور لوگوں میں بھی لیے ہیں تو لے ہو، دوسری چیزوں کو چھوڑیں تاکہ لوگوں کو بھی کہنے کا موقع نہ ملے)۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے صوبہ بہار میں ہندی اردو کا جھگڑا ہے، اسی طرح ہمارے یہاں بھی ہے۔ اس میں اگر پڑتی ہے تو اہل علم کی بات نہیں بھی، لیکن قرآن کا اعجاز معلوم ہوتا ہے کہ آج سے چودہ سو برس پہلے جو کتاب نازل ہوئی تھی، اس کے متعلق یہاں اردو اور ہندی کا ذکر ہے، وہ اس غلط فہمی کو دور کرتا ہے کہ قرآن میں کہ تم لوگ یہ مسلمان لیہ فلیتنافس المتنافسون" تو لوگ عربی کی لیاقت سے واقف ہیں اور ان کی زبان کا صحیح ذوق رکھتے ہیں، مثلاً زبان کی طرح بامحاورہ اور شستہ ہونا، یہ ہمیں ان بچاروں کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہمارے قابل ہوئے، ہمارے اسلاف سب تھے، ہم نے ساری عربی عربوں سے پڑھی، الحمد للہ ہم کو "صحاح ستہ" کا لطف لے رہے ہیں، ہمارے ہندی کا ذوق "صحاح ستہ" کے اثر کی وجہ سے ہو گیا ہے، میں اس مطلب کا نہیں سمجھ سکتا، بلکہ لفظوں کا ہے، والوں میں قرآن کریم کو "صحاح ستہ" سے تو بہت کم واقف ہوتے ہیں، اس سے بھی ہماری بات کی تائید ہوتی ہے، ہندی اور ہندی کو ہندی کیوں کہا جاتا ہے؟ یہ ہندوستان سے باہر میں جو فضل ہیں، وہ فضل تو ہندی میں ہیں، اس میں ہندی ہندی کی بات نہیں، اگر ہندوں کا فضل کہا جائے ہے تو ہندی ہندوں سے ہر طلاس کہ قرآن ہندوں کا ذوق کا شاعر قرآن اور پانچویں چھٹی ساتویں آٹھویں یہاں تک کہ بعض کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا ہمیں بھی یہاں تک کہیں یاد ہوگا (ہندی ہندوؤں کی طرف نہیں) ان کا معجزہ ہے

ی اپنی ذمہ داری پر ہیں ہم وہاں چھ کیں آپ نے کہا ہے ہاں ہمیں کوشش کرنی
ہے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

آپ جب حاجی ہوتے ہیں تو جسمانی طور پر تھکے ہارے اور بیمار ہوتے ہیں اور
یہ بھی ممکن ہے وہاں کے جراثیمات سے کوئی بیماری آپ کو لگ جائے۔ ان
تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو اپنی ذمہ داریوں میں کوئی نقصان
نہ آنے دینا چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی ذمہ داریاں بیان فرمائیں۔

آپ نے کہا ہے کہ صلح حدیبیہ سے بعد فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے درمیان
کے عرصہ میں بھی کثرت سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی۔ اس کا ثبوت
یہ ہے کہ آنحضرت نے تبوک سے واپسی پر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ کر
لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کی وجہ
سے جنگ یا لڑائی کا خطرہ ٹل گیا تھا۔ اس لئے آنحضرت کو یہاں کے لوگوں کی
طرف توجہ دینے کا موقع مل گیا۔ اس کی وجہ سے آپ نے یہ کوشش کی کہ
لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمیں
اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے حاجی جب وہاں جائیں تو ان کے
ساتھ کوئی ایسا شخص نہ جائے جو بیمار ہو۔ اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ
ہو سکتا ہے کہ وہ بیمار ہو کر واپس آئے اور اس کی بیماری کا اثر دوسروں
پر بھی ہو جائے۔ اس لئے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے
حاجی صحت مند ہوں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے
حاجی کسی ایسے ملک سے نہ جائیں جہاں کوئی وبا پھیلی ہوئی ہو۔ اس کی
وجہ یہ بیان فرمائی کہ ہو سکتا ہے کہ وہ وبا ان حاجیوں کے ساتھ ہمارے ملک
میں آ جائے۔ اس لئے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے حاجی
کسی ایسے ملک سے نہ جائیں جہاں کوئی وبا پھیلی ہوئی ہو۔ اس کی
وجہ یہ بیان فرمائی کہ ہو سکتا ہے کہ وہ وبا ان حاجیوں کے ساتھ ہمارے ملک
میں آ جائے۔ اس لئے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہمارے
حاجی

... خواہ مخواہ کی چیزیں ہوں، خواہ ایسی چیزیں ہوں جو اس میں شامل ہیں اس ... کا آپ خیال رکھیں کہ آج ... سے ... میں یہ کمی ہوتی تو خرابیاں پیدا ... آتیں، وہ بہت جگہ پیش آ رہی ہیں کہ کوئی فرق نہیں ہے صلح اور غیر صلح میں زیادہ ... ہیں شریعت پر چلنے والے اور نہ چلنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا ... یہاں تک بتایا ہے، ... رکھوں ... مال خرچ ... اور آپ کی برکت سے فیض پہنچتا ہے ... ملکوں میں، جہاں سے آپ ... ہیں، ... تک آپ پر قائم رہے گا، آپ ... ثواب ملتا رہے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کامل مسلمان اور مکمل اسلام

[illegible] علیہ [illegible] میں [illegible] اسلامی [illegible] [illegible] [illegible]

پھر کون ہوتا ہے جو ان (اللہ کی) آیتوں (نشانیوں) کا انکار کرے۔ ایک طالب ہے کہ کسی عقیدہ کو بلا روک ٹوک یا غور و فکر کے بغیر قبول کر لے اور ایک طالب ہے کہ ہر ایک شک سے اور ہر اس کی طرف سے جو شک پیدا کرے، اپنے دل کو اور اپنے حواس کو بچائے۔ پہلا طالب تو اندھا ہے اور یہ حواس کی طرح سے محروم ہے۔ دوسرا طالب ان لوگوں میں سے ہے جو عقل والے ہیں اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ ایک سلک رکھنے والے عقیدہ کو ثابت کرنے کی طرف منسوب ہے، جبکہ اللہ اور اللہ کی جانب سے عائد کردہ ذمہ داریوں کے بارے میں شک کرنے والے کو ملحد کہتے ہیں۔ اسلام نے ہر ایک کا پورا پورا حق محفوظ رکھا ہے۔ اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے عقیدہ کے بارے میں سوچنے کا حق ہے۔ اس کے بعد اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا ایھا الذین آمنو ادخلوا فی السلم کافۃ (اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ)۔

اس میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ ہر شخص کو یہ حق ہے کہ وہ اسلام میں داخل ہونا چاہے یا نہ چاہے۔ مسلمان بھی ہو سکتا ہے اور اسلام میں بھی رہ سکتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اسلام میں رہتے ہوئے اسلام کے ایک حصہ کو قبول کرتے ہیں اور دوسرے حصہ کو رد کر دیتے ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ قرآن کو مانتے ہیں اور حدیث کو نہیں مانتے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ قرآن کی آیتوں کو مانتے ہیں اور حدیث کو بھی مانتے ہیں لیکن وہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے اور اسلام کے دائرہ کے اندر رہنے کے لئے اس کو کافی نہیں سمجھتے۔ وہ کچھ چیزوں کو لے لیتے ہیں اور کچھ چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسلام کے بارے میں ان کا رویہ اور ان کا طرز عمل اور طرز حیات اور طرز معاشرت ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی خوشی اور اپنی مرضی سے اور اپنی قانون پر چلنے کے تعلق سے کسی سے ہر قسم کے ایک حصہ کو لے لیتا ہے اور کسی کے دوسرے حصہ کو نہیں لیتا ہے۔ یہ حالت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو اسلام میں داخل ہو چکے ہو، اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ مسلمان بھی ہو سکتا ہے اور اسلام کے پابند بھی ہو سکتے ہیں اور اسلام میں داخل بھی ہو سکتے ہیں اور پوری طرح اسلام سے مستفید بھی ہو سکتے ہیں یا کچھ حصہ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں تو مطالبہ کیا گیا ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ کسی قسم کا حصہ بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ ہم نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کیا ہے۔ اللہ

کیا آپ کی معاشرت بھی اسلام کے مطابق ہے، آپ کا معاشرتی نظام، آپ کے گھر، جائداد، آپ کی رسم و رواج اور آپ کا جو معاشرتی، اجتماعی زندگی کا نظام ہے، سماجی روایات ہیں، تاریخ ہے، اور آپ کے خاندانوں میں جو رسمیں اور معمولات رائج ہیں، آپ صرف ان کا خیال رکھیں کہ آپ اس معیار پر اترتے ہیں، اور آپ اس کو پورا کرتے ہیں؟ آپ اس کے بعد احکام شریعت کا نظر نہ آئیں گے؟ جو معیاری مثالی مسلمان تھے اور جو قیامت تک نمونہ رہیں گے وہ ان احکام اور ہدایات کو کس طرح پورا کرتے تھے، ان تقریبات اور زندگی کے ان مواقع سے کس طرح سے گذرتے تھے؟

میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت کوئی خالص روحانی جماعت نہیں تھی یہ بات نہیں تھی کہ ان کو صرف عقیدہ کی ضرورت تھی، آپ اس کا مطالعہ کریں، سیرت اور حدیث کی کتابوں میں مساجد کا حال پڑھیں، ان کی نمازوں کا حال پڑھیں، ان کی تہجد گذاری اور شب بیداری کو دیکھیں، لیکن ان کی تقریبات کو نہ دیکھیں، یہ بھی اس روح کے خلاف ہوگا جو روح ہمیں اس آیت سے ملتی ہے کہ "ادخلوا فی السلم کافۃ" دین کو ہمیں پورے طور پر اپنے اندر جذب کرنا چاہئے اور اپنے گردوپیش کے تابع بنانا چاہئے، ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ، حیات مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے حالات اور سیرت کا مطالعہ بھی اسی وسیع نظر سے کرنا چاہیے

عرصہ سے یہ غلطی ہوتی ہے، پورے عالم اسلام میں اور خاص طور پر ہمارے ملک میں کہ ہم صحابہ کرامؓ، اولیاء کرامؒ، علماء ربانیین اور مصلحین و مجددین سب کے حالات میں صرف اس حصہ کو پڑھتے ہیں، جس کا تعلق عقیدہ سے ہے، عبادات سے ہے، ہم ان کے شادی بیاہ کی تقریبات کا مطالعہ نہیں کرتے کہ کس طرح انہوں نے انجام دیئے، ہم ان کی عائلی زندگی، خانگی زندگی کا مطالعہ نہیں کرتے کہ وہ گھر میں کیسے رہتے تھے، اسی طرح نکاح و طلاق کے جو مسئلے ان کو یا ان کی اولاد کو پیش آتے تھے، وہ ان کو کس طرح حل کرتے تھے، جس طرح ان مسلمانوں کے لئے میں ایک نمونہ اور پریزنٹیشن ہے، پیدائش کے بارے میں بھی الگ پریزنٹیشن ہے کہ ہم کتاب کے صرف اس ابواب کو کھولتے ہیں جس کا تعلق عبادات سے ہے، ذکر و اذکار سے ہے، یاد الٰہی سے ہے، ان کے روحانی اثرات سے ہے، ان کی تبلیغ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکرؓ کی ضرورت نہیں تھی۔ کچھ لمحوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لوگ کہتے ہیں کہ جہاں رسول کریم ﷺ تھے وہاں آپ کا قدم پہنچ جاتا ہے۔ یہ محبتوں سے کہا جاتا ہے اور ایک حد تک لوگوں سے بھی جاتا ہے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ میں یہ خوبی تھی کہ آپ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں فلاں کام کروں گا اور اللہ کے رسول ﷺ یہ اس طرح کریں۔ حضرت ابوبکرؓ کو حضرت رسول اللہ ﷺ سے جو قرب حاصل ہوا وہ شاید ہی کسی کو نصیب ہو سکتی ہے۔ تاہم کسی نے یہ کہا ہو گا لیکن یہ احسان کی خاطر میں نہیں تھا۔ کہاں کوئی ایک لفظ بھی معذرت کا کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ راہوں نے کبھی ضرورت نہیں سمجھی۔ کبھی کہ رسول اللہ ﷺ معاف کر دیجئے گا کچھ غلطی ہو گئی ہے۔ اس طرح کی بات کبھی نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ حدیث کا ذخیرہ بھی اس سے خالی ہے۔ ہندوستان کے عظیم تر محدثین میں یہاں کا ذکر نہیں ملتا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ان کے بعد کے حصہ نے شکایتیں ہیں۔ بعد کے حصہ میں بھی بعض کے بعد کی بھی بعض لوگوں نے تنقید تو ضرور کی ہے۔ ان کی دو کتابیں تھیں۔ ان کی حقیقت کیا تھی۔ انہوں نے سوچا کہ چلو میں حضرت ابوبکرؓ کو تنقید کا نشانہ بناؤں گا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں سے پہلے ہیں۔ آپ کی دوست نوازی کا باعث ہے وہ میں حاصل کریں۔ اس کے بجائے کہ آپ کو حضرت میں آپ کو تنقید کریں۔ دوڑ لگ چلے ہیں کہ ہم بھی گئے ہیں گے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے معاملات میں تشریف رکھیں اور لوگ آپ سے ہدایت پائیں۔ بعض حضرت آپ ﷺ کے صحابہ کرام پر اسلام ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کے بعض کی کوئی روزنامچہ ہے اس طرح تو نہیں ہے کہ یہ سورتیں اس طرح نازل ہوئی۔ کہ پہلے نازل ہوا اور اس کے بعد میں اگر یہ ہوتا کہ (بعض تاریخ کے ساتھ آیت شریف کے ساتھ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور اس طرح سے لکھے ہوتا تو یقین ہوتا ہوں کہ کسی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تاج کی بحث میں پڑ گئی ہیں آتی اتنی تاریخ ہیں۔

ایک بات اور ہے۔ اس آیت کو پہلے لکھ دیجئے۔ اس کے بعد اس آیت کو لکھ دیجئے۔ اس طرح پر بحث کرنے کے

جائے کہ مطالبہ صرف اتنا ہے کہ اسلام قبول کرو اور اسلام میں داخل ہو جاؤ بلکہ مطالبہ یہ ہے کہ اسلام میں سو فیصدی داخل ہو جاؤ تم بھی سو فیصدی ہو اور اسلام بھی سو فیصدی ہو۔ اس میں ریزرویشن اور آج کیا ہے جو لوگ اسلام کی دولت سے مشرف ہیں انہوں نے بھی تقسیم کر رکھی ہے کہ یہ ہیں نماز شیعہ بنیں گے، اور یہ ہیں کہ وہ شیعہ چھوڑیں گے اس کے وہ مکلف نہیں، وہ ان کی طاقت سے باہر ہے۔

"اسلام معاشرہ" کی اکثر کا ایک انسانی پیغام اور زندگی کا ایک رہبر اصول (جو زندگی کے تمام مرحلوں اور نشیب و فراز اور مختلف النوع مرحلوں پر حاوی ہے) وہ یہ ہے "یاایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ" اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ مسلمانی میں شامل ہو جاؤ "کافۃ" کا تعلق دونوں سے ہے، داخل ہونے والوں سے بھی ہے اور جس میں داخل ہو رہے ہیں اس سے بھی ہے، وہ بھی کافۃ یہ بھی کافۃ۔ اس طرح نہیں کہ مسجد جا رہے ہیں اور ایک قدم مسجد کے اندر رکھا، اس نے مسجد میں داخل ہو گئے، یہ دوسرا قدم اندر رکھنے سے پہلے اندر نہ جائے، اندر تو جائے لیکن ماننہ پڑھے۔ نہیں "ادخلوا فی السلم کافۃ" پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، حال ہے جو "داخل" بھی ہو اور "حال" بھی ہو۔

اس کے بعد میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے سورۂ مائدہ کی آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون" کیا وہ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں۔ میں حکم کے متعلق عرض کر دوں، عربی زبان سے ایسے حسی متعلق لیے ہوئے ہیں جیسے اور فارسی، خیر دونوں جہان میں کرنے والے طالب علمی حشمت سے بھی حکم کا دعویٰ ان کے بھی ہیں۔ وسیع المعنی ہے حکم کے معنی صرف فیصلہ کرنا ہی نہیں "حکمۃ" حکیم سے بھی ہیں۔ کسی چیز کو درست کرنا اور کسی چیز کو اختیار کرنا یہ بھی حکم میں داخل ہے۔ علماء لغت ان سب معانی پر حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا جاہلیت کے حکم کا کیا طالب ہے۔ کتاب و کیا جاہلیت سے، یہاں "کیا جاہلیت کے اصول" دیکھتے ہیں "وہ چاہتے ہیں ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون" اللہ تعالیٰ سے بہتر حکم دینے والا ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں کون ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ جاہلیت سے مراد کیا ہے بہت فراموش ہو گئے ہیں بہت کم لوگ

معاملہ کرے، ہمیں اور جس کو سیرت نبوی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کچھ لکھنے، تصنیف کرنے کی سعادت عطا فرمائے وہ اس سے بحث کرتے ہیں، اور اس کا حق بھی بہت کم ادا ہوا ہے جاہلیت کے دور کی وسعت کو بہت کم سمجھا گیا ہے، میں کہتا ہوں ایک سیرت نگار کی حیثیت سے وہ ایک بہت خوش قسمت انسان کی حیثیت سے جس کو اللہ نے سیرت کے موضوع پر لکھنے کی توفیق دی کہ جاہلیت کے مفہوم سے بھی بڑا دامن بہت آشنا کیا ہے، جاہلیت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف جاہلیت عرب مراد ہے، اور جاہلیت عرب سے مراد ہے بت پرستی کا دور، مشرکانہ شعور، لوٹ کا دور اور بدتر کا دور، یہ ان کے سامنے صرف یہ آتا ہے، لیکن معاشرت، طرز معیشت، طرز زندگی، فیصلے کرنے کے معیار، اقدار، روایات اور قدریں یہ پورا جاہلیت کے تصور کے ساتھ ذہن میں نہیں آتیں، حالانکہ جاہلیت ان سب پر مشتمل ہے، اگر جاہلیت کا ترجمہ اردو میں کیا جائے تو اس کا مترادف جاہلی ہے اور ان سب چیزوں کو اپنے ضمن میں لے لیتا ہے، وہ یہ ہے کہ اس سے مراد وہ دور ہے جو نبوت کی روشنی اور ہدایت سے محروم رہا ہے، قوم کا وہ دور جو نبوت کی روشنی اور ہدایت سے محروم رہا ہے، چاہے وہ دور پہ در پہ ہو یا سالہا سال محیط ہو، چاہے وہ بعد میں زوال ہو چاہے وہ عرب ہو، میں اس کا ایک دوسرا ترجمہ کرتا ہوں "من مانی زندگی" جاہلیت کیا ہے "من مانی زندگی" خدا مانی زندگی کے برعکس ہے جاہلیت کی اسپرٹ ہے جو چیز اسلام کی مخالف اور سوا ہے، آسمان سے اللہ کے نازل کئے ہوئے دین سے اور کتب سماوی سے اور صحائف ربانی سے بے نیاز ہے وہ یہ ہے کہ نبوت اور ہدایت آسمان کی روشنی ہے جو دور محروم رہا وہ جاہلیت ہے، اور اس میں کچھ کیا ہوتا ہے وہ زندگی کیسے گذاری جاتی ہے، کون سی زندگی، کس جوہل میں آتے، جو ہماری سوسائٹی کا حال، حول چاہا ہے اور جو معیار اس وقت مقرر ہو چکے ہیں یا "حیثیت عرفی" کے نام کے جو اصول مقرر ہو گئے ہیں، ان پر اس کی بنیاد ہے یہ ہے من مانی زندگی اور اس کو قرآن اور حدیث کی اصطلاح میں "جاہلیت" کہا گیا ہے، دیکھئے اگر آپ احادیث کا ذخیرہ دیکھیں تو آپ کو کئی جگہ ایسا معلوم ہوگا، حضور ﷺ نے کئی چیز پر بھی جس کا تعلق عقیدہ سے نہیں تھا، جاہلیت کا طعنہ فرمایا، مالک صحاح ہیں (جس کا نام سنا ہوں گا) ان کا سعادت اپنے لازم نے سر تھوڑی مسلمان نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا، تم ایک ایسے قبیلہ تم ملک سے آدمی ہو تمہارے اندر جاہلیت کی سے سامنے عقائد تک

[illegible] ہے ان کے [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

تشریع کی ہے۔ علمائے اسلام اور فقہائے کرام نے (الدین) کا ترجمہ کیا ہے عطا فرمائے انہوں نے اس کے لئے بڑی دلائل بھی دیئے ہیں قرآن کی بیس بائیس آیتوں کا حوالہ دیا ہے اور ملت اسلامیہ کو مستفید کیا ہے

میرے بزرگ دوست اور عزیز یہاں ہیں آپ ان کے سامنے کچھ کہنا ہے، ایک تو مطالبہ ہے کہ اسلام میں داخل ہو کل طور پر اور کل طور پر اور تمہارا اسلام بھی کل طور پر ہونا چاہیئے کہ عقائد سر آنکھوں پر، اللہ بچائے ذرہ برابر انحراف نہیں ہوگا عبادت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں ہوگا، مسائل میں کہ شادی کس طرح ہو، اور نکاح وطلاق کے مسائل ہیں، اور تقسیم میراث کے مسائل ہیں، اور کچھ بہت سی ایسی چیزیں ہیں، معاملات میں پیش آتی ہیں، اس میں آپ کوئی اڈجسٹمنٹ دیکھے بالکل اس کی مہلت نہیں "یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان" خطوات الشیطان میں یہ بڑی بلاغت ہے کہ آپ نے یہ نہیں کہا کہ پھر اتباع خطوات الشیطان ہوگا یہاں پر اس لئے اس کا بھی ذکر کیا، اللہ صرف فرما دیتا "ادخلوا فی السلم کافۃ" لیکن اس کا جو حوالہ ہے وہ "لا تتبعوا خطوات الشیطان" ہے۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ "خطوات الشیطان" ہے یہ گھروں کو اجاڑ دینا یہ جائیدادوں کو غرق کر دینا، یہ سودی قرض لینا اور اس جوئی میں راتوں رات جاگیر بنا لینا، یہ سب اس لئے کہ ناسا ہو جائے اور شان ہو کہ فلاں صاحب کے یہاں بارات آئی تھی، اس میں دس موٹریں تھیں اور اتنی بڑی بارات تھی اور اس سب کو فائیو اسٹار ہوٹل میں ٹھہرایا گیا، میرے نام دعوت نامے آتے ہیں، اس میں لکھا ہوتا ہے کہ آپ فائیو اسٹار ہوٹل میں ٹھہریں گے، یہ ساری چیزیں "عرف" میں داخل ہو گئی ہیں جو عربی کا بہت وسیع لفظ ہے جس کا ترجمہ ہے رسم و رواج اور اصول و ضوابط۔

ہمارے بھائی کے ایک دوست نے کہا کہ ایک جلسے میں کھجور چھوہارے تقسیم کرنے کے بجائے جو مسنون ہے نوٹ تقسیم کئے گئے سو سو روپے کے پچیس پچاس روپے کے دس دس روپے کے تو سو کتنے ہزار روپے صرف اس نکاح میں صرف ہوئے مکہ سے اس کی اجازت ملی ہے۔

حضرات! ہمارا قیام و منصب تقریباً ساڑھے بارہ سو سال سے ہے اس سے پہلے سے ہندوستان کی تہذیب قوم جو تھی اس کے اندر ایک اپنی پیدا جو تی، غور و فکر کرنے کی بڑی بات

تحریک پیدا ہوتی ہے وہ اپنے پورے معاشرہ کا جائزہ لیتی اور پھر وہ خصوصیات جو اعداء کو جو مسلمانوں کے ان چیزوں سے بچنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ یعنی خود وہ ان رسم کو چھوڑتے۔ معلوم ہوتا کہ مسلمانوں کے اس ملک میں آنے سے ایک معاشرتی انقلاب آگیا، مہذب انقلاب ہو گیا۔ مگر افسوس ہے کہ بجائے اس کے ہم ان کو اپنے لیتے، ہم نے ان سے لیا۔ ایک چیز کی تاریخ بتائی جا سکتی ہے اگر معاشرہ کی تاریخ پر کوئی کتاب لکھی گئی ہوتی تو آپ کو اس سے پتہ چل جاتا کہ فلاں رسم فلاں طبقہ سے دنیا کی ہے اور فلاں رسم فلاں زمانے سے رائج ہوئی ہے۔ سب کی تاریخ مل جاتی۔ تاریخ تو ہر ایک کی مل جاتی۔

ہماری اس کانفرنس کی مجھے دعا کرنی چاہئے (یہ ایک اضافہ ہے یا علیہ ہے ہمارا کا ایک شیخ اور شعار ہے، جس کو آپ لے کر جائیں۔ سورہ آیتیں ہیں۔ "یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان جو لوگ عربی کا دوق رکھتے ہیں وہ محسوس کریں گے کہ اس کی نظیر بھی نظر نہیں آتی۔ وہ بلاغت ہے، یہ کھلا اعجاز آتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ جلال الٰہی بھی شامل ہے، میں عربی کے جانب علم کی حیثیت سے کہتا ہوں کہ بالکل اضافہ نہیں ہے کہ اس کا یہ مفہوم ہے، اگر اضافہ کرو گے تو اللہ کے غضب سے ڈرو۔ اللہ کی طرف سے بے برکتی پڑے گی اور برے نتائج سے ڈرو۔ "یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین" اس سے اور صاف بات کیا کہی جا سکتی ہے

اور دوسری طرف فرمایا "افحکم الجاھلیۃ یبغون" کیا جاہلیت کے رسم و رواج چاہتے ہیں۔ جاہلیت کے ترجیح انتخاب کو چاہتے ہیں۔ جاہلیت کے فیصلہ کو چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حکم کے معنی صرف فیصلہ کے نہیں بلکہ ترجیح، اختیار کے بھی آتے ہیں۔ یعنی آدمی کسی چیز کو اختیار کرتا ہے جو قوت محرکہ ہوتی ہے، جو اس کی دلیل ہوتی ہے، وہ بھی اس کے اندر شامل ہوتی ہے کیا جاہلیت کا فیصلہ قبول کریں گے، جاہلیت نے جس چیز کو ترجیح دی ہے، اختیار کیا ہے اس کو اختیار کریں گے اس پر چلیں گے، یہ جائز رکھیں۔

اب آپ حضرات یہاں سے عزم لے کر جائیں، ارادہ کر کے جائیں کہ ہمارے گھر شرابہ ہرگز نہیں ہو سکے گا، آپ اپنے دل میں قسم کھائیں کہ اب خلاف شریعت رسم ہمارے گھر

میں دے رہے ہیں، ہمارے خاندان میں ہو نہیں کی جائے گی یہ ظلم ہوگا کہ جہیز کا زیادہ مطالبہ کیا جائے، حالانکہ لڑکے کی ذات علیحدہ ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ ایک عیال ہوئی لڑکی کو جو بھی پیار ملتا ہے ماں باپ کے ساتھ ہی ہے اور بڑی امیدوں کے ساتھ اس کو رخصت کیا گیا ہے، اعزاز کے ساتھ اس کا استقبال کیا گیا ہے، صرف اس جرم میں کہ وہ دس ہزار روپے نہیں لائی ہے، اس کو نکال جاتا ہے، میں نے اخبار میں پڑھا دہلی میں کہ لڑکی آئی اور اس کے گھر والوں نے دس ہزار روپے کا مطالبہ کیا جو وہ نہیں لائی، اس کو جلا دیا گیا اور اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اگر اس پر ترس آجائے اللہ تعالیٰ کا رکھے کہ اس انعام کو دیکھ کر اس پر ترس آجائے اس پر عمل کرے، اس پر کوئی دوسری قوم ہنسے، ہمارے کوئی تعجب کی بات نہیں، اللہ کا پاکیزہ کلام پڑھ رہے ہیں "انہ یکم رؤف رحیم" وہ تمہارے ساتھ مؤدب بھی ہے اور رحیم بھی ہے، پھر اس کی پاکیزہ دین، پھر مرحوم ہے پوری ہوئی اور اسلام کے ساتھ لگی ہوئی ایک جان آپ کے یہاں آئی ہے اور بڑے ارمانوں کے ساتھ وہ آئی ہے، اور آپ نے تنگ کرتے ہیں، خوشامد کر کے لاتے ہیں، دس ہزار روپے سے رخصت ہو لیے دس ہزار روپے پر جس کی وجہ سے کسی افسوس کی جان جائے، ناچاہتے ہوئے غصب سے ایک جان اللہ کو قبض کرے لاکھوں روپے اللہ تعالیٰ سلطنتوں سے زیادہ عزیز ہے آدم علیہ السلام کو کس پیار و محبت کے ساتھ پیدا کیا گیا، ان فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا، اس آدم کی اولاد کے ساتھ آپ کا یہ معاملہ ہے

یہی میں فرقہ وارانہ فسادات کے بارے میں کہتا ہوں، کسی کمہار کے یہاں جا کر تم ایک گھڑا توڑ کر دیکھو، وہ تمہارا سر توڑ دے گا اور اللہ کی مخلوق اتنی بھی قیمت نہیں رکھتی کہ ہم انسانوں کے مزے لوٹ کر انسان کی جس نکالو، ایک نہیں پچاس پچاس ہزاروں، لاکھوں، یہ دو چیزیں ہیں جو ہماری مسرتوں کی تقریبات میں شامل ہو گئی ہیں اور وہ چیز ہے غصب الٰہی و بلاتے ہوئی ہے، ہو پھر کیسے ان مسرتوں کی تقریب میں برکت ہو، کیسے اللہ کی رحمت ان کے ساتھ شامل ہو اور پھر نفس میں بھی وہ تین خلل ہو اور وہ خصوصیت منتقل ہوں۔

ان خطبات میں سے جو دور سے تجاوز کر گیا اور میری زبان سے غلط نکلے ہوں میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، آپ سے بھی معافی چاہتا ہوں، مگر کوئی وقت ایسا

عالم اسلام کا عبوری دور

یہ تقریر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی طرف سے صدر کے اعزاز میں ۲۸ جولائی ۱۹۸۸ء کو اسلام آباد ہوٹل میں دیئے گئے عشائیہ میں کی گئی۔ صدارت پریذیڈنٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس جناب افضل لحق نے کی۔ جلسہ میں پریذیڈنٹ کے کچھ رفقاء، وفاقی وزراء، اراکین نظریاتی کونسل، ارکان سنا، اور دیگر اعلیٰ تعلیمی اور علمی شخصیتیں موجود تھیں۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

صدر محترم، حاضرین گرامی قدر! میرے لئے بڑے شکر و مسرت کا مقام ہے کہ جن حضرات کی خدمت میں مجھے فرداً فرداً جانا چاہئے تھا اور مجھے ان سے انفرادی ملاقات کر کے اپنے مطالعہ اور فکر کا نتیجہ علیحدہ علیحدہ پیش کرنا چاہئے تھا وہ یہاں خود تشریف لائے ہیں، اور مجھے ایک ایسا موقع ملا ہے کہ میں ان سب حضرات کی خدمت میں عرض کر سکتا ہوں۔ یہ بڑے خوشی کا موقع بھی ہے اور بڑی ذمہ داری کا بھی۔ میں یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ مجھے اس پر زیادہ خوش ہونا چاہئے یا ذمہ داری کے احساس سے مجھے متفکر اور گراں بار ہونا چاہئے؟ بہرحال یہ دو ملے جلے سا تاثر ہیں اور میں نے نکتے آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

حضرات! ہم اس وقت عالم اسلام میں بڑے نازک مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ یہ ایک عبوری مرحلہ ہے اور عبوری مرحلہ ہمیشہ بڑا نازک اور پُرخطر ہوتا ہے۔ اسلامی ملکوں کی قیادتیں اور اسلامی ملکوں کے دل و دماغ کوئی صحیح فیصلہ نہ کر دیں یا کسی انفرادی اور وقتی مسئلہ میں الجھ کر رہ جائیں تو زندگی کا رواں دواں قافلہ رعایت نہیں کرے گا۔ زمانہ کا سیلاب صرف سیلاب ہے تھمتا ہے، وہ کسی کشتی کے ڈوبنے کی پرواہ نہیں کرتا۔ حالی نے کہا تھا اور میرا خیال ہے کہ انہوں

مرحلہ بخیر ۔ ۔ ۔ ۔

[illegible]

اسلام میں اقتدار کی ضرورت کیوں ہے

[illegible]

نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں

آپ خیال کیجئے کہ معروف منکر کے لئے قرآن مجید میں اور حدیث میں امر و نہی کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ استدعا اور خواہش کے الفاظ استعمال نہیں کئے گئے ہیں۔ عربی زبان ایسی تنگ دامن نہیں ہے کہ اس کے اندر صرف امر و نہی کے الفاظ ہوں اور دوسرے الفاظ نہ ہوں جس میں وسعت ہے، جو شاعر سے جس میں استدعا ہے، ان میں مطالبہ ہے، بلکہ اس کے لئے جہاں کہیں بھی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ امر اور نہی کے ہیں۔ تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر ہر امر و نہی کی حالت چاہتے ہیں۔ امر و نہی وہ مقام چاہتے ہیں جہاں سے ہر اعتماد کے ساتھ اور جرأت کے ساتھ یہ کہہ سکیں کہ صحیح ہے اور یہ غلط ہے۔ امر میں اور نہی میں فیصلہ استعلاء ہے۔ امر و نہی درخواست کے محل میں نہیں امر و نہی حکم دینا اور روکنا، اس کے لئے آدمی کے اندر قوت چاہئے ایسا مقام اور ایسی بلندی چاہئے، ایسا خلوص ہے اور اس کی ایسی وقعت ہو دلوں میں کہ وہ امر کر سکے اور نہی کر سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلام کو قوت کی ضرورت ہے، اسلام کو اقتدار کی ضرورت ہے کبھی نہیں۔ کہے کہ اگر ایسا کر لیا جائے تو اچھا ہے، "عادلانہ درخواست ہے" اور ہم آپ پر تعجب دیتے ہیں "ہم تبلیغ کرتے ہیں" اپنی جگہ یہ مسئلہ جاری رہے گا لیکن قرآن جو معاشرہ تیار کرتا ہے اس میں الفاظ امر و نہی کے ہیں جس میں مسلمانوں کو وہ طاقت حاصل کرنی چاہئے کہ جس وقت امر فائز کر دیں حکم دے سکیں اور روک سکیں، اس لئے کہ حکومت اسلامی تعریف تو یہی ہے اور وہ حق بھی ہو جاتی ہے لیکن اسلامی نسل کی چوتھی اصلاح، مکمل اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی اس کے نتیجے میں اقاموا الصلوٰة وآتوا الزكوٰة وامروا بالمعروف ونهوا عن المنكر کے الفاظ آئے ہیں

سارا انحصار شاخ پر ہے:

آپ جو سیرت النبی کے تحریک سے تعلق ہے لیکن میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جس شاخ پر تشبیح بنا کو بنانا ہے اس شاخ کی فکر کی ضرورت ہے ہمارا سارا انحصار اس شاخ پر ہے۔ شاخ اگر قائم ہے ہری بھری ہے، استوار و پائیدار ہے تو اس کے بعد یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ تشبیح کیسی ہو؟ لیتھن پلیٹ کا ہو یا رانگ اور آئرن کا؟ لیکن پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ شاخ ہے بھی یا نہیں۔ اگر شاخ

کیں نے فوجداری سوال کیں اختلاف کو شمن کیا ہے؟

دشمنی میں یہ کیس ہمکاروں نے ہے وہ شروع سے کی ملکیتی عامر رہی ہے
میں جیسے لے بازار میں خرید و فروخت کرنے والے کاروباروں میں کام کرنے والے اور
دوسروں میں دشمنیاں ہیں جیسے دوستی رکھنے والے انسان میں عام انسان میں سے رشتہ
عورت سے میں سے شیر کی بیوی ہے اس کا بھی ہے یہ کیا ہے اس کی پسند کی
ناپسند ہوتی ہے یہ ہے یہ ہیں اس کے ساتھ یہ ہیں اس میں کیس کو انصاف کیس و
[illegible] ہے ہیں ہیں [illegible] کیس میں پر عدالت کی جگہ پر ہے کہ
ہیں کیس کی شہادت پر کہ ہیں کو پیدا کرنے میں دشمنی اس کو جو کیس اٹھ سکتی ہے
اس قول سے کیس کیس بیان حال ہے اس کی بیوی اس کا ایک اسلام رشتہ ہے
اس کو اس کا دوست کیس اٹھ سکتے ہیں کہ کیس چاہے دوسری محبت کی ہے
ہے دشمنی کی کیس چلتی ہے ہیں کیس کا جو دشمنی ہے کہ
ہے کہ اس پر ہے کہ عدالت ہے اس کا اعتراض کرنا اختلاف ہو پر اس کی طرف
ہے اس کی معاون چیز ہیں اس کیس میں انسانیت کی بنا پر اس کو پیدا کرنا ہے کیس
معاشرہ کیا ہے کہ دوسری جگہ کیس پر کی اور اسی کے کاموں میں ہے جس میں
کیس کی ہیں ہے اور دشمنی میں کی ہے اس کام کیسے ہے یہ معاشرہ ایسا ہے
کہ اس میں صدق کی بات ہے [illegible] ہے اس کو جھوٹ نہ ہونے والے
اس کی دشمنی ہو جائے اس کو اس کے پیچھے کی جھوٹی جائے اس معاشرہ میں ہم کہتے
ہیں کیس کیس کام کرتے ہیں قرآن میں ایسے پر غور کرنے والوں کو [illegible]
صداقت سے [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible]
ہے [illegible] [illegible] کی

کونتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف

کی معاشرہ کیا ہے کہ معاشرہ کیا ہے اور تغیر کی پیدائش کا حساب لے کر
اس پر اس کی [illegible] ہے [illegible] کونتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہیں، مدد دیتی ہے، جو چیز انسان کے طبعی جذبات کی بیخ کنی کرتی ہے، اس سے ہر ممکن طریقہ سے روکتی ہے، اور جو چیز انسان کے طبعی جذبات کو صحیح راستہ پر لگاتی ہے، اس کو پھیلنے پھولنے کا موقع دیتی ہے۔

جس معاشرہ کی یہ کیفیت ہو، اس معاشرہ میں صحیح معنی میں کوئی گندگی اور برائی کسی گوشہ کے اندر چھپ کر نہیں رہ سکتی۔ کوئی شخص کوئی کام چاہے کتنی احتیاط سے کرے، کتنا ہی پردہ میں کرے، کتنا ہی اس کو چھپانے کی کوشش کرے، بہرحال اس کی برائی کا پھیلنا اور اس کی خبر کا عام ہونا ناگزیر ہے۔ اس لئے یہ شیطانی کام بہرحال اس پر غالب ہو گا، اور اس کو اس کی ہمت نہیں ہو گی کہ وہ اس کو کھلم کھلا کرے۔ اگر اس کا نفس اس پر اکسائے بھی تو وہ اس کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجبور پائے گا۔ اس کے برعکس جس معاشرہ میں برائی کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہے، وہاں برائی کے جراثیم ہر وقت پھیلتے رہتے ہیں۔ وہاں ہر شخص کو ہر وقت یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ کوئی نہ کوئی برائی اس کے اندر بھی پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے وہاں ہر شخص کو ہر وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ اور اس کی ضرورت ہر وقت لاحق رہتی ہے۔

معاشرہ زمین ہے

معاشرہ زمین ہے، اور زمین میں جو بیج ڈالا جاتا ہے، اپنی جنس کے لحاظ سے قرآن کے نقطۂ نظر میں کتنا موثر ہے، یہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بارش آتی ہے تو اس کے ساتھ ہی ہوا بھی چلتی ہے، اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بارش کے ساتھ ساتھ طوفان بھی آ جاتا ہے۔ مگر ہوا کی یہ تیزی اور طوفان کی یہ شدت بارش کے بیج کو زمین پر گرنے سے نہیں روکتی۔ بیج کی طرح جب کوئی چیز کسی معاشرہ میں بوئی جاتی ہے تو اس کے بیج کی مناسبت سے اس کو ہر ممکن طریقہ سے مدد ملتی ہے۔ اس کی جڑوں کے ساتھ یہ سہولتیں مل جاتی ہیں۔ اس سہولتوں میں اتنی بھی مقاومت نہیں ہوتی کہ وہ اس کے مقابلہ کی طاقت رکھتی ہو۔ اس میں بیج کی طرح بڑھتے ہوئے پودے کی صحیح نشوونما اور ہر وقت اس کے لئے تازہ رزق سے کر کوئی خلد طاقت یا قوت میسر آ جائے تو اس کی نشوونما کرنے لگے۔ اس کی ساری شاخوں پر پتی پھیلا دے، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اس معاشرہ میں اس سوسائٹی کا حد اس حافظہ ہے اور اس کا کوئی اقتدار نہیں پایا جا سکتا

واقعہ یہ ہے کہ کہیں کا بھی اسلامی معاشرہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر یہ بات پوری طرح صادق آتی ہو۔ پھر کل کی بات ہے، مجھے معاف کیا جائے تو میں یہ بھی عرض کر دوں کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خیال

ے متعلق ہوں کہ جمال عبدالناصر کا دور تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پورے عصر میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کو جمال عبدالناصر سے اختلاف ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی آواز پر ہاں ملائے اس کے پیچھے چلے اور اس کی کار کے پیچھے دوڑ لگائے کے لئے پورا عصر ست ہے، اس کو تقدس، عصمت اور مجبوبیت و محبوبیت کا ملکی تمام علاقہ کیا یا اور بالکل غیبروں کی طرح صف میں کھڑا کیا۔ اس کے بعد یہ ظلم ہوا تو معلوم ہوا کہ کچھ بھی نہیں آج ہوں سیدھے منہ سے اس کا نام لینے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے بعد اور بھی بہت سے معاشرے ہیں جن میں کرشمہ ساز شخص جو بھی بڑا دلال بنا ہو جو عوام پر ساحر ہو جس پر گروہ کھڑا ہو جائے دیوانہ کا پورا معاشرہ اس کے قدموں میں چڑھ جاتا ہے کہ چاہے وہ اس کو پامال کرے چاہے تندوڑے

وندہ کنی بخاک و تو در چشم ما خوشی

یہ بڑی خطرناک صورت حال ہے۔

اسلامی شریعت کے نفاذ میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ ہو

اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلامی قانون سازی کی جو بات کی جارہی ہے، اسلامی شریعت کے نفاذ کے جو مراحل ہے ہیں ان میں سستی پیدا کی جائے میں ہرگز اس علمی فنی کی اجازت نہیں دوں گا۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اس کوشش کو روکنے کے حق میں نہیں۔ بہاں اس حقیقت کو ضرور سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ کامیابی کا تعلق معاشرہ پر ہے، اگر معاشرہ اس کا استقبال کرتا ہے اور ہم سے پہلے دینی دائیوں نے مصنفین نے، صحافت نے، ہمارے ملی رہنماؤں نے، ریڈیو سے، میں یہاں تک عرض کرتا ہوں کہ ابلاغ کے جتنے ذرائع ہیں اگر ان سب نے یہ کوشش کی کہ ہم چلتی کہ پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے پیمانے بدلیں، اقدار کے احساسات بدلیں اور نئی، جدا تری، تجزیہ کی، صلاحیت، صبر و تحمل، نفس کی رعایت، مالی ترجیحات، یا اخلاق امتحانات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو پھر اس معاشرہ پر بڑے سے بڑا تھوڑا پا سکتا ہے اور دعوت اسلامی کا کبھی یہ جھوٹا نہیں رہ سکتا ہے اور مجھے اس میں بالکل شبہ نہیں کہ آج معاشرہ کی اصلاح ہو جائے اور یہ ساری طاقتیں برسر اقتدار ہو جائیں اس میں داخل ہو جائیں اور یہ سب اشتراک عمل کے ساتھ معاشرے کی اصلاح میں

بچو مسلمان ہو جائے تو خلافت اسلامیہ خاتمہ نہیں ہو سکتی ہے اس وقت صورت یہ ہے کہ اس لڑکے کا جادو چل چکا ہے اور اس کے ساتھ تمام قلم کے مدارج ہیں۔ ان کو تو قرآن نے ان الفاظ میں کہا ہے

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرۃ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون

جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے، ان کو دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہوگا اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یہ آیت ایک معجزہ ہے جس وقت یہ آیت ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا نازل ہوئی تھی، مدینہ طیبہ کے محدود معاشرے میں ایک ہی واقعہ پیش آیا تھا اس وقت لوگ چھوٹی چھوٹی مجلسوں میں چہ میگوئیاں کرنے لگے تھے مجلسیں تھی ہی کتنی تھیں، واقعہ کتنا بڑا تھا کون نہ واقف تھا یہ ساری چیزیں اتنی تھیں کہ قرآن کی مجبوری اس آیت کی سطح اس سے زیادہ تھی۔ وہ قرنوں سے بڑھ کر اور تاریخی اور جغرافیائی فاصلوں سے آگے بڑھ کر کچھ اور چاہتی تھی۔ آج ہم اس آیت کی تفسیر دیکھ رہے ہیں۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین اٰمنوا۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں فواحش اور منکرات کی محبت کا روح ہو، اس کا تصور آج سہولت سے کیا جا سکتا ہے ریڈیو کے اس دور میں، ٹیلیوژن کے اس دور میں، سینما اور فلم کی ریل کے اس دور میں، اخبار و رسائل کے اس دور میں اس کی جیتی تفسیر، تفسیر نہیں بلکہ تصویر دیکھی جا سکتی ہے کسی اور زمانہ میں "کل" ہے۔ مدینہ کے اس دور میں لوگوں نے یہاں یا تعجب سے سنا ہوگا، انہوں نے اس کا اطمینان کیا ہوگا۔ کسی محسوس واقعہ پر لیکن آج دنیا کی ساری فلمیں جس طرح ان تشیع الفاحشۃ پر لگی ہوئی ہیں اس کا اس سے پہلے کیا اندازہ ہو سکتا تھا۔

کچھوا سست رفتاری کے باوجود سو رہا ہے اور خرگوش تیزی کے ساتھ مصروف عمل ہے۔

ہم نے اور آپ نے بچپن میں یہ کہانی سنی تھی کہ خرگوش اور کچھوے میں مقابلہ ہوا۔ خرگوش بہت تیز رفتار، کچھوا بہت سست رفتار لیکن کچھوا مسلسل چلتا رہا اور خرگوش سویا،

نتیجہ یہ ہوا کہ رسائی کچھ اس رسائی کوشش سے گئے ہوئے آج مطلب ہے کہ آج سفارش چلتے اور کوشش کی ہے لیکن مدد ہے کہ پھولا ہوا ست تاری سے ساتھ کی ہے اور کوشش اس معروف نیچ رقابت سے ساتھ ہم نفس سے آج ہماری اور تحریری فائلوں کی مثال کی ہے ہمارا ہاتھ تحریر کی کوشش اس کھو سے ہاتھ ہیں جو ست رفتار کبھی ہے ہو جاتے بھی ہاتھ ہیں اور آج کی خواتین کا مقابلہ کرنے ہیں ہر بات پھولے اور کوشش کی باقی آپ دیا کل کا خلاصہ ہے۔

یہ ہے وہ شہر ہے جس کو ہمیں حالیہ ہم پلہ اخلاقی تباہی اور ہلاکت پھیلا اور ہیں ان کے پاس دو سال میں خوراک کا دن اور دل کو رب نہ بہت نہ سکتے ہیں اور ہلاکت و ضعف کا دور بنا ملتے ہیں۔ اور ان قسم کی کوششوں کا ان تجربہ کی اداروں کا حال یہ ہے کہ وہ وسائل سے بھی محروم ہیں ان سے پہ رقابت سے متعلق بھی نہیں۔ کشش اور بھلے والے واحد قسم بھی ہیں ہیں۔

اس وقت اسلامی معاشرہ کا مسئلہ ہے کہ ہم بچا رہے ہیں یہ کام خیال بچوں کے ذہنوں میں بنانے کے لیے فکر کا معاملہ اتنا اہم نہیں اصل معاملہ مجموعہ کا اور اجتماعیت کا ہے اور ہے تنوعات کی تشکیل کا اجتماعیت کا ان پر مینیجمنٹ یا بات غلط ہے ست، تنوعات و خدمات کے ربط جو ست مختلف ہیں ان کے لیے فکر کی ہمیت بچوں سے اکل ہو گئی ہے جہاں کوئی ہو سے لگی ہے اور دل کے ان کی ہو یا ہے نہ ہو اپنی جگہ پر ہے ہی ملیں اور فساد دل نہیں ہے لڑائی دوسرے سے کل جائیں گے ان سے ملتے ہے ان کے اخلاق سے جو مجموعہ ہو اس آئے گا وہ صاف ہوگا کبھی سمجھتے چاہے نہ ہے ہی خراب ہوں، کھن خائے ہوئے سول اور ہوں لیکن جب کشتی بنائی جائے گی اور بہہ جائے گا تو وہ جہاز اچانک ایک جزیرے میں مدد کی ہوئے گا اور ان تنوں کی سے وہ ملیحدہ ہو خراب ہو جائیں گے تم ہوئے گی، اس کی ایک مثال یہ دی جا سکتی ہے کہ ہزار جب تک ملیحدہ ملیحدہ موجود ہیں تنکے ہیں لیکن گروہ ہو جائیں تو بنا سہارا نہ دیتے ہیں چور گر بنا ہوا تو ہاتھ لیں ہوں تو ہم کہ ہیں تو وہ جو لیے ہوں بیشت اختیار کر لیتے ہیں بلکہ اور الگ الگ ہیں ہو جاتے ہیں اور ہیں ہیں منطق ہیں سمجھ میں نہیں آتی ایک جزیرہ ہیں

سلام کے نقش کا قیمتی تحفہ

اسپین سے مسلمانوں کے اخراج کے اسباب

خلاف تہذیب کا کہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی تہذیب سے ہٹ کر تہذیب اپنی ہے جو
ہمارے ماحول سے لگا نہیں رکھتی اپنے ہاں ہے اور ہمارے ماحول کے لئے ناموزوں ہونے
ہوتی ہے۔

یہ مسئلہ اس وقت سے پیدا ہوا جب سے ہمارا ملک آزاد ہوا ہے اور ہمارے
ہے۔ اب یہ صحیح الترکیب محلوں میں رہنے کا جو پیمانہ ہے اس میں ہمارے
میں ملک لوگوں کی سے تیار کرتے ہے اب وہ فقرات ہیں جو انگریز میں تھے
عصبیت کے گل کھلائے اور پتا نہیں کہ ہمارے ساتھ ابھی کیا کیا ہونا ہے وہ
اس نے سر پرنگ رہا تھا وہ ہو گئے دو ہیں میں ایک دوسرے کو قتل عام کر رہے
دیا دے دیا ہو ہمت سے لئے یا اپنے قبیلے کے مفاد کی حفاظت میں لگ گئے اور پاکستان
میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس سے یہ دونوں محرکات اس سے دیا جائے تو
ہوتی ہیں میں اپنے اس اندیشے کا اظہار کروں کہ اب یہ اصل کی ہم ان عصبیتوں کو ختم
کرنے اور ان عصبیتوں کو ختم کرنے کی صورت میں ان عصبیتوں کو ختم کیا جائے
ہے اب طریق سے اور ایسا ہی اتحاد اور مساوات سے ان کا نہ پایا جائے
ہیں ان سے قوموں میں مساوات پیدا کرنے کے لئے ان عصبیتوں کو بالکل فنا کر دیا جائے
یا ان کی جگہ بنا کے نئے نئے اتحاد کا

میں نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک ہی طرح کا اس ملک کا ہے اور وہ ہمارا ایک خاندان
ہے اور اس میں ہر ایک کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں جو ہمارے ماحول کے
ہیں کام ہوتے ہے اور ہمارے ہاں ہے خاندان سے لئے ہوئے تھے
ہیں ہے خاندان ہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی ہمارے ہاں ہے
ہیں ہمارے ہاں ہے خاندان ہیں ہمارے ہاں ہے خاندان ہیں ہمارے ہاں ہے
ہیں ہمارے ہاں ہے خاندان ہیں ہمارے ہاں ہے خاندان ہیں ہمارے ہاں ہے
ہیں ہمارے ہاں ہے خاندان ہیں ہمارے ہاں ہے خاندان ہیں ہمارے ہاں ہے

پڑے گا اور یہ کشمکش جاری رہے گا جب تک یہ معاشرہ قائم ہے۔ آپ کچھ نہیں کر سکتے یہ تو ہونا ہی ہے۔ یہ جو کشمکش ہے یہ تو ہونا ہی ہے۔ آپ نے ملک میں آنکھیں کھول کر آنکھوں سے دیکھیں اور ساری دنیا میں یہی منظر دیکھیں گے کہ ہر ایک ایسا معاشرہ جہاں گناہ کا پیسہ ہے جہاں ہر فرد کو دوسرے سے ہر وقت خطرہ لگا ہے جو ایک صحابی اور صحابی معاشرہ ہے جہاں قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے اور روح کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور جہاں ہر شخص ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شر آگئے ہیں اس سے میں صرف اس طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ہر ہوں جمانے کا کام نہیں ہے کہ نیت بات میں سب کچھ ہو جائے۔ کاش ایسا ہو جاتا آپ ہاں کے لئے دو سب تیار کر لیتا ہو سب قربانیاں دیں جو اب کس محنت سے یہ چاہتے کس انداز سے اسلامی آئندہ آتی کا ور آپ کے ملک کی قسمت ہے

میں ان الفاظ کے ساتھ شکر گزار ہوں ان حضرات کا جنہوں نے مجھے اپنے ان مواقع فراہم فرمائے اور آپ کا آپ سے یہاں شرف ملاقات حاصل

ملت کے تشخص کو بچایئے

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم
النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین امابعد

[illegible] (IDENTITY) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کسی شخص کی حفاظت آسان طریقہ پر کریں

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تشدد سے اجتناب

اعتقادی بگاڑ کا خطرہ

وسیع پیمانے پر مکاتب قائم کریں

[illegible]

ملت کا قرآن اور اسلامی نظام حیات

[illegible]

[illegible] لیس للانسان الا ما سعیٰ O وان سعیہ سوف یری O ثم یجزٰہ الجزاء الاوفیٰ O

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انسانیت کی تقدیر میں تغیر و تبدل

[illegible]

حیات کی میں ہمہ دان ۔ ۔۔۔ ۔ ۔

صحیح اسلامی اقدار کی ذمہ داری اور اس کے برکات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ولہ عاقبۃ الامور ○

[illegible] یک کام [illegible] طاہر ان کے اصل [illegible]

[illegible] اپنے [illegible] کا [illegible] کے [illegible] ے کا [illegible]

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

نمونہ جس سے دنیا ناآشنا ہو چکی تھی، دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اب حکمرانی اللہ کی ہے۔ اب حکمرانی شریعت اسلامی، شریعت محمدی کی ہے۔ اب حکمرانی انسانیت کی خیر خواہی کی ہے۔ اب حکمرانی آخرت کے یقین کی ہے۔ اب حکمرانی ایثار و قربانی کی ہے۔ اب حکمرانی زہد و اخلاص کی ہے۔ اب حکمرانی خواہشات کی نہیں ہے۔ اب حکمرانی بالک بالا رطاقت کی غلامی کی (اساس پر قائم) ہے۔ وہ "عبیر مسلسل" جو وسعت افلاک میں گونجی تھی۔ اب وہ کانوں میں بھی اس کا نغمہ سنا جائے لگا اور مکانوں میں بھی۔ وہ عبادت گاہوں تک محدود نہیں ہے۔ بازاروں کی مشغولیت کو دینے والی فضاؤں خلا سے لے کر جنگ تک کے معسکر میں بھی نبی جاتی ہے۔ وہاں بھی یہ امت جو تمہاری پابند ہے۔ صلوۃ الخوف پڑھتی ہے۔ وہاں بھی بے اللہ واسطی بھولتی۔ ان کے خلاف ہو حکمرانی وہ ہیں کہ روم و ایران کے صدیوں سے جمع ہونے والے خزانے ان کے قدموں کے نیچے ہیں، لیکن کیا مجال جو نبی ذات پر کچھ خرچ کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی تو کہتی ہیں کہ بچوں کا بہت خون سے منہ میٹھا نہیں ہوا۔ منہ کا مزا خراب ہے۔ آپ جب خلیفہ بنے تھے اور آمد و پیشہ (تجارت) کرتے تھے تو ہم مختلف قسم کی چیزیں پکاتے اور کھاتے تھے۔ اور جب سے آپ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی ہے اور وہ یہ مقرر کر دیا ہے اور اپنا گھر خرچ اور مختلف مزوں سے محروم ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "مسلمانوں کا بیت المال اس لئے نہیں کہ ابوبکر کے گھر کے کام کاج کرے" امید صاحب نے کہا کہ "اچھا اگر ایسا ہے تو ہم اپنی حتی انتظامی اور کفایت شعاری سے اس روپیہ میں سے کچھ بچا کر آپ کو دے دیں تو آپ اس سے وہ سامان لا سکتے ہیں جس سے منہ میٹھا تیار ہو سکے" انہوں کہا "اس میں کیا حرج ہے؟ یہ تو تمہاری سلیقہ مندی کی بات ہے" روزینہ مقرر سے ایک ایک دو دو درہم جمع کرنے شروع کیجئے۔ اس سے تم میں انہوں نے گھر کا انتظام کر لیا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا۔

"لیجئے یہ آپ کے بیت المال سے نہیں آیا ہے، جو کچھ تم کو ملتا ہے وہی سے ہمارے بچایا ہے۔" انہوں نے ان کی تعریف کی اور پیسے لے لئے اور بیت المال کے ذمہ دار کو بلا کر کہا کہ "تجربہ نے ثابت کر دیا کہ ابوبکر کے گھرانے کا گزارا اس سے کم پیسے میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ تو بیت المال میں جمع کر لو اور آئندہ اتنا کم کر کے بھیجا کرو۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک رات سرکاری کام کر رہے تھے۔ شمع جس رہی تھی اور وہ

فاطمات کھڑے ہوئے اپنے کام میں مصروف تھی آتے دیکھ کر آگئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ السلام علیکم عمر بن عبدالعزیز نے ان سے اس ملک کا حال پوچھا جہاں سے وہ آئے تھے۔ یہ بھی ضرف کا کام تھا اور خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ تمام ممالک محروسہ کے حالات سے واقف ہو۔ شمع صحتی سے اسے میں شمع نے کہا "کیسے پوچھتے ہیں آپ؟ عمر میں سب آرام سے ہیں کوئی بیمار نہیں" حضرت عمر بن عبدالعزیز نے شمع کھا دی۔ دوست سے کہا "یہ کیا ہے؟" عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا کہ "مصلحتوں کے لیے اصل کی شمع ان لئے نہیں ہے کہ گھر کے لوگوں کی بہ بہت پوچھی جائے ایک ایک آدمی کا نام لے کر ان کا حال پوچھا جائے۔ اس کے لئے بیت المال کا تیل نہیں ہے۔ آپ سب میں سرکاری کام کروں گا جب جلاؤں گا اگر میرے گھر کی باتیں آپ کو کرنی ہیں تو میں گھر کی شمع بجھوا دیتا ہوں۔" وہ سنا ہیں آپ نے سامنے دی ہیں دور خلافت راشدہ اور عہد اول کی تاریخ میں درجنوں مثالیں ہیں

یہ چیز دنیا کے بادشاہوں کو بھی معلوم تھی قیصر کسریٰ کو بھی معلوم تھی قیصر نے ایلچی سے کہا تھا کہ "میرے خزانے بھر دیجئے، ملک پر ٹیکس لگا دیجئے، فوج بڑھا دیجئے" ان کے دربار میں کل ایران کو شکست دی تھی اور اس کے قلب تک پہنچ گئے تھے ان کو بھی معلوم تھا کہ ملک کی شان فوج سے ہے۔ ان کے ایلچی نے جواب دیا کہ "مجھے بتا دیا گیا ہے کہ آپ کیا کہتے ہیں" خلیفہ نے کہا "ہرقل! اگر تو نے اپنا لہجہ نہ بدلا تو میں تجھ سے ایسی جنگ کروں گا جس کا انجام تیرے لئے بہت برا ہوگا" ایلچی نے جا کر ہرقل سے کہا "میں نے دیکھا ہے کہ رات کو وہ اپنے معلوم ہوتے ہیں (اس لئے کہ ان کے یہاں مسلسل نہیں تھی) رات کو وہ عبادت گزار تھے دن میں وہ شہسوار رہتے دیکھئے تو معلوم ہوتے ہیں کہ میدان جنگ سے کوئی واپس نہیں گیا جس جانب کو تلوار لے کر چڑھ جاتے ہیں اس میں ان کو گھوڑوں کی پیٹھ پر دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ شہد کا نام بھی پینے کی ان کو عادت نہ ہوگی آپ رات کو مسجد چلے جاتے ہیں ان کے قریب کوئی محافظ نہیں ہوتا۔ آپ ان پر قابو پا سکتے ہیں کر سکتے ہیں کہ ان کا کام ہے کہ وہ بغیر مقررہ علاقہ کی کسی سمت میں معمولی چڑھائی بھی نہ دیکھیں لے سکتے۔ اگر ان کے امیر کارکا بھی پتہ کرے تو اس کا پتہ فوراً بغیر نہیں چھوڑتے۔ قیصر نے کہا اگر تم نے ان کا حال صحیح صحیح بیان

ہیں۔ ان کی اصل حیثیت کیا ہے؟ اس کا جواب ہمیں قرآن مجید سے ملتا ہے۔

حضرت لقمان نے جب اپنے بیٹے کو نصیحت کی تو سب سے پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ

یٰبنی اقم الصلوٰۃ وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذٰلک من عزم الامور ○

اے بیٹے نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، برائی سے روک، اور جو مصیبت تجھ پر آئے اس پر صبر کر، یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نماز کے بعد ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان اچھائی کو پھیلانے اور برائی کو روکنے کی جدوجہد کرے۔ اس کے بغیر نماز کی کوئی حیثیت نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ نماز کی تلقین کرتے ہوئے قرآن مجید میں بار بار یہ کہا گیا ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ یعنی نماز کو قائم کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام تقاضوں کے ساتھ ادا کرو۔ ان تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ نماز کے ذریعے انسان کے اندر جو اچھائی پیدا ہوتی ہے اس کو پھیلانے کی جدوجہد کی جائے۔ اسی طرح نماز کے ذریعے انسان کے اندر جو برائی سے نفرت پیدا ہوتی ہے اس کا تقاضا ہے کہ برائی کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ اگر نماز پڑھنے والے میں یہ جذبہ پیدا نہ ہو تو اس کی نماز کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایسی نماز کو قرآن مجید میں نماز کہا ہی نہیں گیا ہے۔ اس کو صرف رسمی حرکات کہا گیا ہے۔ ایسی نماز پڑھنے والوں کے بارے میں قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ

فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون الذین ہم یراؤن ویمنعون الماعون ○

ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو دکھاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں دینے سے گریز کرتے ہیں۔

(۱) نماز کا مقصد اللہ کی یاد ہے۔ اللہ کی یاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت کا احساس ہو۔ اللہ کی عظمت کا احساس ہو تو اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی محبت پیدا ہو تو اللہ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو تو انسان اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہی نیکی ہے۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اسی کا تقاضا ہے۔

(۲) نماز کا مقصد اللہ کی یاد ہے۔ اللہ کی یاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عظمت کا احساس ہو۔ اللہ کی عظمت کا احساس ہو تو اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی محبت پیدا ہو تو اللہ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو تو انسان اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہی نیکی ہے۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اسی کا تقاضا ہے۔

ہے۔ اور اس کے بعد اس کی زندگی کا ہر لمحہ اس کی بات کو سچ ثابت کرتا ہے۔

ہو، قوم ہو، اس کی قربانیاں کام آئیں گی۔ یہ ناچیز ہو۔ یہ حقیر خطرات ہیں۔ یہ آپ کے لئے دعوتیں ہیں۔ آپ یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے کہ لوگ ہی کیوں ہوتے ہیں۔ لوگ بھی ہیں جن کے پاس طاقت ہے۔ جس پاس اس زمانے کے پاس اتنا بڑا ملک اور مملکت ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے اسلامی تعلیمات پر اس کے نتیجے میں جو انقلاب آسکتا ہے۔ دنیا کی قومیں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ وہ اس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتیں۔ ان کے پاس کوئی پیمانہ نہیں ہے جس سے وہ اس کا اندازہ لگا سکیں۔ اس لئے آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے۔ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہئے۔ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا چاہئے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی جدوجہد کریں گے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی دعا کریں گے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی تمنا کریں گے۔

[illegible]

[illegible]

یہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ [illegible] اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملک وقوم کی سطح پر اسلامی معاشرہ کی ضرورت

[illegible]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم [illegible]

الرحیم و تلک حجتنا اٰتیناھا ابراھیم علی قومہ نرفع درجٰت من نشاء ان ربک حکیم علیم ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقی واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون ۝ یوصون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین ۝

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گو عائشہ نے اس معاملہ میں بہت محتاط رویہ اختیار کیا، لیکن اس واقعہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوئی کہ ایک پورا معاشرہ ایک عمل پر متفق ہو گیا۔ اس عمل کا نہ صرف مقصد صحیح تھا بلکہ صحیح عقیدہ صحیح عمل صحیح اخلاق اور صحیح طریقہ کی ادائی اور اس کا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آنے کی نیابی بھی دستیاب تھی جس کی وجہ سے بغاوت ناکام ہو گئی۔ اس بغاوت کا مقصد اسلامی حکومت کو ختم کر دینا تھا۔ اس بغاوت کے لیڈر جو اپنے کو صحیح کہتے تھے اور صحیح کہتے تھے وہ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ وہ اسلام کی جڑ کاٹنے کی چھپی پر اسی کلہاڑی کو لیے ہوئے تھے جس کو لے کر ابن سبا نے اسلام کی جڑ کاٹنے کی کوشش کی تھی۔ وہ اسلام کے لبادہ میں اسلام کو ختم کرنے کی سازش کر رہے تھے۔ وہ اسلام کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کر رہے تھے۔ جیسے اس نے قرمطی کے ہاتھ میں ہتھیار دیا تھا کہ وہ اس کو کاٹ کر اس کے جسم سے علیحدہ ہو گیا۔ وہ ہاتھ کو کاٹ کر اس کے جسم سے علیحدہ کر رہا تھا۔ وہ اسلام کے نام پر اسلام کو ختم کر رہے تھے۔ وہ اسلام کے نام پر اسلام کی بیخ کنی

وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو

کسی خبر کی صداقت کو جانچنے کے لئے ہمارے پاس کیا معیار ہونا چاہئے؟ اس کے لئے ہمیں کن ذرائع پر انحصار کرنا چاہئے؟ ہم کیسے جانیں کہ کوئی خبر درست ہے یا غلط؟ ہم کیسے جانیں کہ کوئی خبر قابل اعتماد ہے یا نہیں؟ ہم کیسے جانیں کہ کوئی خبر سچی ہے یا جھوٹی؟ ہم کیسے جانیں کہ کوئی خبر حقیقی ہے یا فریب؟ ہم کیسے جانیں کہ کوئی خبر صحیح

اس نے زمانہ ماضی میں جو انقلاب برپا کیا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ مگر مستند تاریخ سے ہمیں وہ باتیں یقین کرنے کا حق نہیں ہیں، جو محدثین بیان کرتے ہیں اور صحابہ کرامؓ کے حالات میں پڑھتے ہیں، مگر تم اللہ کے لئے کسی محدود سے محدود خطہ کو معین کر لو، جہاں معیاری اسلامی زندگی پائی جاتی ہے، وہاں چوری نہیں ہوتی، وہاں ڈکیتی نہیں ہوتی، وہاں فسق و فجور نہیں ہوتا، وہاں دولت کی کمیابی اور دیوالی کا سیاسی ہی کو اصل کامیابی نہیں سمجھتے۔ یہاں آکر ہمارا سر جھک جاتا ہے، ہمارا سر بند ہو جاتا ہے۔

حضرات سیرت کا ایک سبق ہے، ایک بڑا علمی و تاریخی سوال ہے کہ کس صلح حدیبیہ سے لے کر فتح مکہ تک (جو ۲ سال ہے درمیان ہیں) جس تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے اور عرب قبائل نے جس تعداد میں اسلام قبول کیا کہ "یدخلون فی دین اللہ افواجا" کا منظر سامنے آگیا وہ مکہ معظمہ کی پوری تیرہ سالہ، مدنی میں پورے مدینہ طیبہ کی آٹھ برس کی زندگی میں (صلح کے بعد ہی منتشی کر دیا جائے) کو دیکھنے میں کیوں آیا، سیرت کا غور سے مطالعہ کرنے والے پوچھتے ہیں کہ دو برس کے اندر ۲ یہ تاریخ میں جس تیزی کے ساتھ اسلام پھیلا ہے، جس کثرت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں پورے تیس برس میں نہیں ہوئے۔ اس کا کیا جواب ہے؟ امام زہریؒ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور روایت حدیث کے ایک بڑے ستون ہیں، اور جن سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں روایات کتب صحاح و سنن میں مروی ہیں، انہوں نے یہ بات کہی ہے کہ اس دو برس کے اندر جتنے لوگ مسلمان ہوئے وہ اکیس برس کے اندر نہیں ہوئے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد کفار عرب کو اور خاص طور سے کفار مکہ کو مدینہ طیبہ کے مسلمانوں سے اپنے سچے بھائیوں سے ملنے کے آزادانہ مواقع میسر آئے اس سے کہ معاہدہ ہو گیا تھا کہ کوئی کسی پر حملہ نہیں کر سکتا کوئی جنگی کارروائی نہیں ہو سکتی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب اپنے عزیزوں سے ملنے آئے بھائی بھائیوں سے ملنے آئے اور قریشی اس قریشیوں سے ملنے آئے جو یہاں ہجرت کر کے آگئے تھے مکہ سے شام اور شام سے مکہ آتے جاتے لوگ اپنے سچے بھائیوں سے ملتے تھے اور ان کے گھر مہمان ہوتے تھے، ان کو ان کی زندگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا تھا، جس کے نتیجہ میں ایمان ان کے دل میں اتر جاتا تھا، وہ سمجھتے تھے کہ

پھر انہوں نے خود جواب دیا کہ کوئی چیز تلاش کرنے سے بھی نہیں معلوم ہوتی ایک ہی غذا ہم کھاتے تھے ایک ہی طرح کا کپڑا ہم سب پہنتے تھے آپ کو معلوم ہے کہ عرب کا لباس ایک تھا جو پاکستان کے سے دس بلند دستار کے سے پاجامہ لباس نہیں تھے سارا عرب ایک طرح کا لباس پہنتا تھا، شلیں بھی ان سب کی ایک تھیں۔ عرب میں جب اقوام رہتی تھیں عربوں کے نام بھی عام طور پر ایسے ہوتے تھے کہ آج بھی اگر کوئی انگریز مسلمان ہو جائے تو چیزیں جو اسلام نے حرام کی ہیں پہلے سے ان کی فطرت سلیم ان سے باز رکھتی تھی سور نہیں کھاتے تھے وہ غیر مذہبی چیزیں بھی نہیں کھاتے تھے یہ سارے چیزیں ہمارے اندر کے درمیان مشترک ہیں، پہناوا ایک کی غذا ایک زبان ایک لہجہ ایک آپس ہوا ایک دشمن ایک قوم ایک پھر کیا بات ہے کہ یہ فرشتے ہیں اور ہم کافر، وہاں ان کو جواب ملتا تھا کہ یہ اسلام کا کرشمہ ہے اس سے وہ مسلمان ہوتے چلے جا رہے تھے اور یہ حالت ہوتی تھی کہ جیسے تسبیح ٹوٹ جائے تو دانے ایک کے اوپر ایک گرتے شروع ہو جاتے ہیں موتیوں کی بارش ہو جاتی ہے، اسی طرح اسلام لانے والوں کی بارش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے وحی کے الفاظ میں اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے ﴿یدخلون فی دین اللہ افواجا﴾ اسلام میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں کہ

میرے بھائی اور بزرگو! آج کرنے کا کام یہ ہے کہ آپ پاکستان میں ایک اسلامی معاشرہ قائم کریں، جس کے دیکھنے کے بعد یہ کہا جا سکے یا خود ہم کہہ سکیں کہ ہم نے ایسا اچھا، ایسا پاکیزہ معاشرہ نہیں دیکھا۔ لیکن اگر یہ نہیں ہے، اگر آپ نے اندر بھی وہ لعنت کی لائی ہوئی ساری خرابیاں موجود ہیں، آپ کے اندر بھی جنگ کے خلاف کھڑے ہونے کی صلاحیت موجود ہے آپ بھی عقیدہ پر پیسے کو ترجیح دیتے ہیں؟ آپ پیسے کو صداقت پر ترجیح دیتے ہیں؟ آپ پیسے کو انصاف پر ترجیح دیتے ہیں؟ آپ کے اندر بھی وہی نسلی تعصب، قومی تعصب، صوبائی تعصب اور لسانی تعصب ہے جو دوسرے ملکوں کی مختلف قوموں نسلوں اور مختلف زبانیں بولنے والوں میں پایا جاتا ہے تو دنیا کی کوئی قوم اور دنیا کی کوئی ملک بھی آپ کو زیر نہیں کر سکتا اور آپ کو اپنے دشمن سے آپ کا کام بنا سکتا ہے، پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے بھی اس دنیا میں کوئی طاقت نہیں جائے گی تو آپ یقین مانئے کہ ہم اسلامی صداقت پر بنا نہیں رکھ سکتے اور ہم اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم اپنی کوتاہیوں کو دور کریں گے، اپنی خامیوں اور کمزوریوں کو ختم کریں گے جو پاکستان آج کل ہے وہ دیکھیں گے کہ یہاں وہ سب کچھ ہو رہا ہے جو کسی غیر اسلامی ملک میں ہوتا ہے، بلکہ بعض اوقات اور آدمیوں کا سیاسی شعور اور شیری حساس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ملی وحدت اور اس کے تقاضے

یہ تقریر ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کے صدر حکیم محمد سعید صاحب کی جانب سے "نظام جدید کے عصر حاضر" کے موضوع پر انٹرکانٹی نینٹل کراچی میں ۱۳ جولائی ۱۹۸۸ء کو کی گئی۔ جناب حکیم محمد سعید صاحب نے جس مقدس اور عالی مقصد کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اس کی تکمیل (کنونشن آف اسلامک انٹرنیشنل) کے انعقاد سے ہوگی۔ اس شاندار اور تاریخ ساز کنونشن کے موضوع، مقاصد اور طریق کار کی تفصیلات آپ کو ہر شمارے میں ملیں گی۔ آپ بھی اس کنونشن کے انعقاد کے لئے دعا گو رہیں۔ (ادارہ)

الحمد لله نحمده ونستعينه ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمداً عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه وسلم تسليما كثيراً كثيرا

لفظ وحدت میں ایک قسم کی مقناطیسیت ہے

حاضرین کرام! میں حکیم محمد سعید صاحب کا بہت ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے ایک ایسے جلیسہ اور برگزیدہ مجمع سے خطاب کرنے اور اپنے خیالات پیش کرنے کا ایسا شستہ اور شائستہ موقع مہیا کیا۔ ایک تو وہ دن (جس کے قیام کے دن گنے چنے ہیں اور جو شہر کے اعیان اور معززین اور اہل فکر کے نام سے پورے طور پر آشنا نہیں ہے) یہ ایک طرح کا احساس ہے کہ کس کے لئے ایک منتخب جگہ پر ایسے ممتاز حضرات جمع کر لیے جائیں جن میں سے اکثر سے تبادلہ خیال اور ان کے لئے سفر کرنا بھی حق بجانب تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس سے مقرر یا مہمان کی ذمہ داری میں بڑا اضافہ ہوتا ہے کہ وہ اس نعمت سے کہاں تک فائدہ اٹھا سکے گا اور اس وقت کو کہاں تک کام میں لا سکے گا اور افکار و خیالات کا مجموعہ جذبات کی فراوانی اور شکر امتنان اور احساس ذمہ داری کی یہ ملی جلی کیفیت اس کو اپنے دل کی بات مناسب اور موزوں طریقہ پر کہنے کا موقع دے گی یا نہیں؟

[illegible]

وحدتیں وحدتوں سے مختلف ہیں

[illegible]

سے تو کسی وحدت کو آئی ہو وحدت کو بدلا نہیں جا سکتا ہے۔ کہ یک نیام میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے جب آپ انسان کی تاریخ پڑھیں گے، کی قوم یا مذہب کی تاریخ پڑھیں گے تو آپ کو یہ پوری تاریخ ایک دو سو جنگ کی ایک مربوط داستان نظر آئے گی۔ جس میں جن کی بدیاں بھر رہی ہیں انسانوں کے سروں کے مینار بنائے جا رہے ہیں بلکوں سے چراغ قتل کئے جا رہے ہیں۔ کھیتیاں جلائی اور پامال کی جا رہی ہیں۔ بلکہ تہذیبیں پامال کی جا رہی ہیں۔ اور جب ان سے وجوہ اسباب کا (قصہ تاریخ کی رو سے) آپ سراغ لگائیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایک کسی وحدت نے نشوونما پایا تھا جو دوسری وحدت کو فنا کرنے میں اپنی زندگی کا راز سمجھتی تھی۔

محض وحدت کوئی معنویت نہیں رکھتی

وحدت کا حال لفظاً بالکل ظاہر ہے۔ اب تو سوں کے تجربے نے نوع انسانی کے مسلسل اور طویل تجربے نے بتا دیا کہ محض وحدت کوئی معنویت نہیں رکھتی اور کسی بات کی صداقت نہیں ہے دیکھنا یہ ہے کہ وحدت کس بنیاد پر ہے" اس وحدت کی اساس کیا ہے" وحدت کے مقاصد کیا ہیں؟

نوع انسان کی تاریخ میں سب سے پہلی جو وحدت نظر آتی ہے وہ گھر انوں کی وحدت ہے قبیلے کی وحدت ہے قوم و نسل کی وحدت ہے۔ نام و نسب کی وحدت ہے پھر اس سے بعد آگے بڑھ کر زمانے نے جب وطن اور ترقی کی ترقیوں کے اشتراک کی وحدت سے جسے ہم سیاسی وحدت کہتے ہیں، پھر تہذیبی و ثقافتی وحدت ہے۔ ان وحدتوں میں سب سے زیادہ جس وحدت سے امید ہونی چاہیے تھی وہ تہذیبی و ثقافتی وحدت ہے کہ تہذیب و ثقافت کو ہم آہنگی اور آزادی سے کیا تعلق؟ تہذیب و ثقافت کے معنی یہ ہیں کہ علم انسان، فرض ہوں، آدمی، آدمی کو سمجھے، اس کے ساتھ انصاف کرے۔ اس کی مجبوریاں معلوم کرے۔ اس کی مراد یاں معلوم کرے اس کے لئے پے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔ اس کے ادب، شاعری سے واقفیت کا ذوق پیدا ہو۔ تہذیب و ثقافت کی وحدت کے کارنامے جیسے کا پہلو اور اس کے ساتھ انسانوں کو ذلیل کرنے، انسانی تہذیب کے خلاف جدوجہد کرنے کا پہلو تو کبھی نہیں چاہتے علم واقعہ یہ ہے کہ انسانوں کی زندگی مختلف قسم کے تناقضات (CONTRADICTIONS)

مجموعہ ہے اس کو سمجھنا بڑا مشکل ہے۔ ہمارا موجودہ علم نفسیات بھی اس کے لئے کافی نہیں ہے انسان کے اندر ایک دوسرا انسان پیدا ہو جاتا ہے اس سے کہا جیسے مقاصد بن جاتے ہیں جو دوسرے انسانوں کے لئے مہلک ہوتے ہیں۔ ان مقاصد کی تعمیر بعض اوقات دوسرے انسانوں کے مقاصد کے طبعی پوری ہو سکتی ہے اس کے کھنڈروں پر ہی یہ ذات تعمیر ہو سکتی ہے۔ کوئی فلسفہ، کوئی ایسا مجموعہ انسان کی نجات اور انسان کے فروغ ہونے اور تخلیق کھانے کی سے بنا، بھرتا، پھلتا اور پھولتا ہو اس کا کوئی علاج نہیں۔

وحدت کا اسلامی تصور

اسلام نے ان مصنوعی وحدتوں کے مقابلے میں دو حقیقی وحدتوں کو تسلیم کیا اور ان کی حکومت کی ہے۔ یہ دو کی "تصور زمین۔ غیر مفترق بین، مثبت اور تعمیری" وحدتیں ہیں ایک وحدت انسانی اور ایک وحدت ایمانی وحدت انسانی تو یہ کہ پوری نسل انسانی ایک "نفس واحدہ" سے ہوئی ہے اور حضور سرور کائنات ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں اپنے معجزات العاظ میں اس پر بڑا زور دیا اس سے بڑھ کر مساوات کا کوئی منشور یا چارٹر نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ "ان ربکم واحد وان اباکم واحد" اے انسانو! تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ وحدت اب اور وحدت رب دو وحدتیں ہیں جو ہر انسان کو ملی ہیں۔ اس کے انسانی وجود کا آغاز ایک انسانی وجود سے ہوتا ہے، خواہ وہ چھوٹا ہو کسی زبان کو بولنے والا ہو، کسی سطح کا انسان ہو سب کا سلسلہ نسب ایک انسان پر ختم ہوتا ہے اور وہ نسل انسانی کے باوا آدم ہیں اور ان ربکم واحد سے پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا بھی ایک ہے۔ ان دو مختصر لفظوں میں وحدت انسان کا وہ علان کیا گیا ہے جس سے بڑا وسیع عمیق اور جس سے زیادہ دقائق فہم کوئی اعلان نہیں ہو سکتا یہ دونوں وحدتیں جو انسان کو ملی ہیں انسان ایک دوسرے سے منسلک اور پیوستہ کئے ہوئے ہیں۔ نسل انسانی کا سورث ایک اور نسل انسانی کا خالق، مربی اور رازق ایک، اس لئے ہر شخص ایک دوسرے کا جان سے اور رشتوں سے بھائی ہے ایک باپ کے رشتہ سے اور ایک پیدا کرنے والے کے رشتہ سے۔ بائیکاٹ کرنے والوں سے کہ یہ حقیقت سب سے زیادہ اہم ہے اور اس کو سب مانتے ہیں، دنیا جوت نے اعلان کیا کہ نسل انسانی کا سورث اعلیٰ ایک ہے جس کا پیدا کرنے والا اور اس کی پرورش کرنے والا بھی ایک ہے اور اس کی پرورش کا سلسلہ

جارہی ہے۔ یہ وہ وحدت انسانی ہے جس کا اعلان جبل الوداع کے موقع پر کیا گیا۔ یہ ایک عالمگیر خطبہ تھا جس کی مخاطب پوری نوع انسانی تھی یہ ایک شہادت تھی جو ایک ہی وقت میں اپنے اور سب طرف کا اعلان تھا جو خاتم الانبیاء کر رہے تھے

ایک نئی وحدت

چھٹی صدی مسیحی میں ایک نئی وحدت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس وحدت کی بنیاد اللہ کی وحدانیت کے عقیدہ، نوع انسانی کے تصور کی وحدت، عدل، مساوات کے اصول اور اسلام کی حاکمیت کے عزم پر تھی

اس جماعت کی جس وقت مدینہ طیبہ میں تشکیل ہو رہی تھی تو وہ بھی ہجرت تھی۔ مہاجرین جب مکہ معظمہ سے نکلے اور مدینہ پہنچے تو ان کو وہاں کے اصلی باشندوں اوس اور خزرج سے ملایا گیا اور ان دونوں کے درمیان "مواخات" (بھائی چارہ) کا رشتہ قائم کیا گیا۔ اس لئے کہ یہ عرب الدیار تھے یہ لوگ غیر تھے۔ ان کا گھر بار نہیں تھا۔ یہ بالکل یا رشتہ اور ہمدردی بھی جس کی بنیاد کسی عقیدہ و مقصد پر تھی۔ آپ میں سے جو لوگ سیرت پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی بنیاد تہذیب کی وحدت اور معاشرے کی وحدت پر بھی نہیں تھی، زبان کی وحدت تو تھی لیکن مکہ اور مدینہ کی زبان اور لہجوں میں اتنا اختلاف تھا جو ایک کو دوسرے سے دور رکھنے کے لئے کافی تھا اور آپ کو معلوم ہے کہ تھوڑے فاصلہ پر زبان بدل جاتی ہے اور اس میں بھدا و عجیب پیدا ہو جاتی ہے جو مستقل دو زبانوں کے بولنے والوں کے درمیان ہوتی ہے جس کا تجربہ جیسا کہ پاکستان میں ہوا میں سمجھتا ہوں دنیا کے کم ملکوں میں ہوا ہوگا

مکہ و مدینہ کے معاشرہ و دونوں کو مطالعہ سیرت کا مطالعہ کرنے والوں نے جیسا متحد سمجھا ہے صحیح نہیں ہے سیرت کا یہ مطالعہ بتاتا ہے کہ مدینہ کے معاشرہ سے اور تہذیب بدن میں خاصا فرق تھا اور مکہ کے قبیلہ قریش میں اچھا خاصا احساس برتری (Superiority Complex) پایا جاتا تھا۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ جس وقت بدر میں قریش سورما عتبہ، شیبہ اور ولید آئے تو انصار نے اجازت مانگی کہ ہمارے مقابلہ میں کسی کو آنے چاہئیں خود ہی نکل آئے جنگی روایتوں میں ہے کہ یوں سے کہا کہ تم شریف آدمی ہو لیکن ہمارے جوڑ کے جو لوگ ہیں ان کو بھیجو اس سے اس کی تعلی نخوت کا اندازہ ہوتا ہے

ان اشخاص پر مشتمل وفد کی آمد کی اطلاع دی اور اس کی سماجی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا تھا۔ سیرت کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک ایسے ہی موقع پر (یعنی وفد کے آنے سے قبل) آپ نے صحابہ کرام سے کہا کہ "کل میں اور تم دونوں قبیلے اس معزز سے گفتگو کریں گے" چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ان کا ایسا تعلق تھا کہ اسلامی تحریک کے مالی سے متعلق امور کی ذمہ داری انہوں نے ہی سنبھالی تھی۔

بہرحال اس کا یہ امکان تھا کہ ہوسکتا ہے اس سے کہ ایک نئی طاقت ابھرے ایک سیاسی اقتدار برپا ہوجائے اور جس کے بہت سے اسباب تھے جیسے کہ عرض کیا کہ تجارت جو سب سے بڑا عامل (FACTOR) تھا قریب قریب اس کے اندر قریشی سرداروں کی اجارہ داری تھی وہ ان کے ہاتھوں میں ہے اور آج تک یہاں کا یہ جو ہوتا ہے اس لئے اس کا بھی خطرہ تھا کہ وہ ایک بہت بڑے کے مسلمانوں کی مخالفت پر اتر آئیں گے اور ایک کو دوسرے سے ٹکرا دیں گے۔

مکہ معظمہ کی مذہبی کا مرکزیت حاصل تھی اور مدینہ میں مدنی کا دارومدار زراعت اور کھجور پر تھا۔ دونوں شہروں کی جغرافیائی خصوصیات کا فرق تھا۔ مکہ کی معاشرت میں بھی فرق تھا اس کی طرح حضرت عمرؓ نے بھی ایک مرتبہ اشارہ کیا تھا۔

عقیدہ و مقصد کا اشتراک:

اس کے پہلے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایک نظم اور واضح طریقہ پر دو صحابہ کرام کے درمیان کسی عقیدہ اور مقصد کے اشتراک پر کتنی بڑی وحدت قائم ہوگی ہو یہ بڑی تھی اس کا اندازہ ان لوگوں کی وحدت اس پر اور وحدت رہا ہے جو ان کے ساتھ تھے اور جو صرف عقیدہ اور صرف مقصد پر جمع ہوئے تھے ایک کی حالت اس کا کچھ پتہ لے لیجئے کی جاری تھی

عددی لحاظ سے قلیل و حقیر، مقاصد کے لحاظ سے عظیم و جلیل

یہ چھوٹی سی برادری جو وجود میں آرہی تھی اس کی حقیقت کیا تھی؟ اس نے اپنی تعداد کیا تھی؟ قرآن کریم نے اس کی تصویر جو کھینچی ہے

[1] ابن ہشام سیرت ابن ہشام ص ۳۸۸
[2] کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۹۷۱

جارہا ہے۔ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر تم نے یہ براری قائم نہ کی اس وحدت کو مضبوط نہ بنایا تو تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر فتنہ وفساد کے شعلے بلند ہوں گے اور پوری دنیا کو اپنا لپیٹ میں لے لیا تھا آپ سات سو سال پہلے کی تاریخ میں دیکھیں جب ابھی تک تاتاریوں کی یلغار اور ان کی جنگوں کے نتیجہ میں ان کے انسان برتری کا اندازہ نہیں تھا اس کی قوت کا پیمانہ جو اثر پڑا تھا اس کو اقبال نے اپنے خاص انداز میں اس طرح بیان کیا ہے

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرت انساں کی قبا چاک
تاریخ امم کا یہ پیام ازلی ہے
صاحب نظراں نشۂ قوت ہے خطرناک
اس بحر کی تہ سے اچھلتی ہے گہر بھی
اس بحر کی تہ میں سے ابلتی ہے خس و خاشاک
عقل و نظر علم و ہنر ہیں حس و خاشاک

چھوٹی سی برادری پر سارے عالم کا بوجھ:

اس طاقت سے دنیا پر کیا اثر پڑا تھا اس کے مقابلہ میں یہ ایک چھوٹا سا پودا تیار ہو رہا تھا مدینہ کی سرزمین میں چھوٹی سی برادری قائم ہو رہی تھی۔ ایک نئی وحدت کی خیاد پڑ رہی تھی اس پر سارے عالم کا بوجھ ڈال دیا گیا۔ لا تفعلوہ تم نے اس وحدت کے بیج کو ختم کر دیا تو یہ وحدت کی تحریک اگر آگے نہ بڑھی اور اس وحدت پر یقین کرنے میں اس وحدت سے محبت کا تعلق رکھنے میں اور اس محبت کے لئے دلی آگ اپنے دلوں میں محسوس نہ کی گئی۔ مریم نے بچے خدا کو دیکھا اپنے جماعتی معاہدہ دیکھا، افراد کی معاہدہ دیکھا اور دنیا میں فتنہ و فساد بپا ہے وہاں ہوگا اور پھر انسانیت کی قسمت میں سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہیں ہوگا۔ میں جب بھی ان الفاظ کو پڑھتا ہوں تو لرز جاتا ہوں کہ کتنی چھوٹی اور کمزور سی شے پر کتنا بوجھ ڈال دیا گیا، جو اپنی تعداد میں کمی بیشی سے بیشتی میں باقی چھوٹی تھی کہ شاید اس کو گنتی میں نہیں تو نگاہ دور بین سے دیکھنے کی ضرورت تھی۔ اسی جذبہ کے متعلق کہا جارہا ہے لا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر کہ دیکھو خبردار اگر تم نے اس نئی وحدت کے منظم کرنے میں

ریاستی وحدت کے تباہ کن نتائج

ریاستی وحدت کے تباہ کن نتائج

[illegible]

تہذیب کی وحدت کا انجام

[illegible]

دو عظیم جنگوں کے اسباب

[illegible]

پاکستانی مسئلہ

Demonstrate

[illegible]

آپ کو وحدت اسلامی کا مذہب حاصل ہے

خدا کی ہستی دلائل و براہین

[illegible]

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

یہ ایک مقدس مقام ہے

[illegible]

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

"خرچت" کا لفظ بتاتا ہے کہ یہ حرکت کسی مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ انسانیت کی حفاظت اور نظام کائنات کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے حدیث النفس حیثیت سے بالا حدیث میں اس سے بھی زیادہ واضح اور صریح الفاظ ہیں کہ فرمایا "انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین" اس میں بعثت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ ہم بھیجے گئے ہو تمہیں مقرر کیا گیا ہے تمہیں ناصر اور نصب کیا گیا ہے تمہاری ایک حیثیت تشریعی کی ہے اور تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ تم میسرین سہولت پیدا کرنے والے کی حیثیت سے مشکلات پیدا کرنے والے کی حیثیت سے نہیں۔ مثلاً ایک چھوٹے سے چھوٹا وقف ضائع ہو رہا ہو تو علامت آ جاتی ہے وقف لازم ہے علامت اس کی بتلا رہی ہے وقف کی حفاظت کے لئے خواہ وہ مسجد کی شکل میں ہو یا مدرسے یتیم خانے کی شکل میں، خواہ کسی خیراتی شکل میں ہو حکومت اپنے پورے اختیارات سے اور تمام وسائل سے کام لیتی ہے اور آپ کو ان واقعات سے سبق پڑھنا ہے

خدا کی بستی دکان نہیں ہے

لیکن ایسی قابل رحم حالت سے اس وقف کی جس کے متولی غلط تصرف کر رہے ہیں بلکہ اس کے مالک بن بیٹھے ہیں اور مالک بننے کے باوجود اس سے ساتھ ظالموں کا سا سلوک کر رہے ہیں غیر سنانوں کا جیسا سلوک کرتے ہیں اس قبرستان کا وہ حشر نہیں ہوگا جو اس معمورہ میں واقع ہوا اس لئے کہ یہ ویران اور برباد قبرستان بنا دیا گیا بقول اقبال

"ہے غرض مقاصد دل نے بنایا ہے قبرستان"

آپ کے ہی شہر کے شاعر عظیم نے اہل یورپ کو خطاب کرکے کہا تھا

"خدا کی بستی دکان نہیں ہے"

آپ کسی مسجد کو قتل خانہ بنا تو نہیں کہہ سکتے لیکن وہ سرزمین جس کے متعلق کہا گیا تھا جعلت لی الارض مسجدا وطہورا میرے لئے پوری زمین مسجد بنا دی گئی ہے اس مسجد کو قحبہ خانوں کے قتل خانہ بنا دیا

میں سمجھتا کہ یہ موضوع مختصر کرنے والوں کے بڑی بات کا موقع دیا ہے اور اس وقف سے متعلق توجہ دلائی ہے میرا آپ کے موضوع سے بالکل غیر متعلق نہیں ہے آپ اس دنیا کی حالت پر نظر ڈالیں اور دیکھیں اس دنیا کے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے جس نے

کیمیت اور صورت رہنمائی کے قابل ہیں

یہ پیشکار گاہ کی ہوئی ہے

(RAW MATERIAL)

صالح اور طاقتور معاشرہ، اقتدار و تہذیب کی بنیاد

اور اس کا سرچشمہ ہے

[illegible]

حضرت [illegible] ایسی باوقار نشستوں اور ایسی محفلوں کی آبرو اور قدر و قیمت اور [illegible] سے تو بہت کچھ حقائق سے رہتے ہیں اور کسی حد تک [illegible] صاحب علم اور [illegible] آدمی کے دل کو [illegible] بات تک بات کرنے اور دل کی بھڑاس نکالنے اور غمگسار [illegible] اس کو میسر ہو جائے

عالم اسلام کے متعلق یہ عرض کرنا [illegible] بھی [illegible] کی، میں آپ کو [illegible] تاریخی حقائق بتاؤں جو [illegible] سے [illegible] شاید عالم اسلام پر [illegible] سے پہلے نہیں آیا ہوگا، اس وقت عالم اسلام میں جتنی فکر میں [illegible] جتنے [illegible] مسلم ممالک پائے جاتے ہیں، عالم اسلام کے جو [illegible] ہیں، جو مسائل [illegible] پائے جاتے ہیں، وہ اس سے پہلے کبھی عالم اسلام سے پیش نہیں تھے، بعض چیزیں جو [illegible] ہیں، وہ دنیا کے [illegible] کے نظام میں شریک [illegible] ہیں، وہ چیزیں اس وقت عالم اسلام کے پاس [illegible] مقدار میں موجود ہیں، بہت سے [illegible] ہیں جس میں [illegible] عالم اسلام کی اضافیت ہے اور اس میں اسلام سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا لیکن [illegible] اقتصادی پہلوؤں سے قطع نظر کر کے [illegible] اس وقت عالم اسلام سب سے بڑی آزمائش اور عالم اسلام کے لئے سب سے بڑی کشمکش کی بات [illegible] معنوی طاقت کی ہے، آپ سب حضرات اہل نظر اہل علم ہیں، آپ جانتے ہیں کہ [illegible] عالم اسلام پر [illegible] یلغار تھیں، انہوں نے عالم اسلام کو سب [illegible] کی شکل میں [illegible] تھا صرف [illegible] میں

نہیں آپ اگر مسلم معاشرہ اس قابل نہ ہوتا تو فوراً دوسری عناصر، وہ خواہ غیر مسلم طاقت جو تاک میں تھی، غالب آجاتی کیونکہ اس کو وہ سب قوتیں حاصل تھیں جو بڑی وسیع حکومتوں کی بنیاد رکھتی ہیں۔ اس کا مذہب اس ملک کا اصل مذہب خواہ اس کی تہذیب اس ملک کی اصل تہذیب تھی۔ مسلمان تو وارد ہوئے، لیکن جس چیز نے "انتقالِ سلطنت" کو کلی طور پر "انقلابِ سلطنت" میں تبدیل نہیں ہونے دیا وہ مسلم خاندان کی قابلیت نہیں تھی، وہ مسلم معاشرہ کی قابلیت تھی کہ خاندان بدلتے رہے لیکن ایک ہی مسلم حکومت رہی، ایک ہی آئین (اسلامی آئین) اور ایک ہی عائلی قانون شرع محمدی کا رہا، ایک ہی تہذیب رہی یعنی عربی، ہندوستانی، ترکستانی، ایرانی تہذیب کا میزہ جس پر اسلامی چھاپ غالب تھی، دربار کی زبان ترکی رہی یا فارسی اور دیہات اور دفتر کی زبان فارسی رہی اور دین و علم کی زبان عربی۔ ان میں سے کسی چیز میں کوئی تغیر نہ ہوا۔

آپ حضرات کو غور کرنا چاہئے کہ کسی ایک خاندان کے زوال کے بعد فتنہ و موقع تھا کہ غیر ہندو عنصر غالب آجائے اور اس کی جگہ لے لے یعنی جب خاندان خلجیاں کا زوال ہوا اور سلطانہ رضیہ تختِ سلطنت پر بیٹھی (اور اسلامی حکومتوں کی تاریخ میں یہ بڑا نازک مرحلہ تھا) میں سمجھتا ہوں کہ پوری اسلامی تاریخ میں ہندوستان جیسے وسیع خطہ میں ہندوستان کی جیسی پیچیدہ صورتِ حال میں کسی خاتون کا تختِ سلطنت پر آنا بدترین موقع تھا کہ یہاں کی غالب اکثریت اس موقع سے فائدہ اٹھالے اور صدیوں کے لئے اسلامی سلطنت کا چراغ گل ہو جائے، وہ کیا چیز تھی جس نے سلطانہ رضیہ کی حفاظت کی اور اس کی بعد پھر بھی خاندان ہی کے ایک فرمانروا کو جو تختِ سلطنت پر بٹھائی اور اس کے بعد صدیوں سے حکومت ایک خاندان کی صرف منتقل ہوئی، عبوری دور بڑا نازک ہوتا ہے۔ اس عبوری دور میں بہت سے عناصر کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنا کام کر لیں، لیکن ایک دن کے وقفہ کے لئے بلکہ ایک گھنٹہ کے وقفہ کے لئے ایک مسلمان فرمانروا خاندان کی جگہ پر دوسرا مسلمان فرمانروا خاندان آجاتا ہے کیا یہ محض اتفاقی واقعہ تھا؟ کیا ہندوستان کے غیر مسلم عناصر میں حوصلہ مندی کا جذبہ نہ تھا کہ ہندوستان کے پورے ملک ہونے کا احساس ان کو معدوم ہو گیا تھا کہ وہ صورتِ حال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے؟ ایسا نہیں تھا۔ آپ تاریخ تغیر و تشریح کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایسا بارہا ہے غیر مسلموں نے سازش یا کوشش کی ہے کہ وہ حاوی ہو جائیں لیکن ایسا نہیں ہونے دیا گیا۔ یہ کس بات کی دلیل

حاصل ہیں نہیں کیے دیتے تھے۔ امیر خسرو کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ سلطان وقت کے ایک بڑے مقرب درباری تھے اور شاعر ہونے کی حیثیت سے وہ بہت سی ذاتی چیزوں سے واقف ہو جاتے تھے جس سے عام لوگ جن کا تعلق صرف خارجی امور سے ہوتا تھا، واقف نہیں ہو سکتے تھے۔

مسلم معاشرہ کی صحت مند روایات نے اپنے اسلامی تشخص کو اسلامی سیرت اور کردار کو قائم رکھا اور اگر بعد میں یہ سلطنت کے حکام کے لئے سب سے بڑی خطاب بن گیا تو اسلام اور اسلامی تعلیم اور قوت کا سرچشمہ اسلامی معاشرہ کی قوت ایمانی، حمیت اسلامی اور اس کی اخلاقی بلندی تھی۔ اس ملک کے لئے سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ یہاں کا معاشرہ کرپٹ ہو جائے، معاشرہ کا ہر صاحب حیثیت سے محروم ہو جائے جس سے کہ وہ صالح عناصر کو منتخب کر سکے اور صحیح سمت میں لے جا سکے۔ خطرناک بات ہے آشوبیت کی مختصر سی ایک پیالی بھی ہو۔ صیاد کے قفس میں ایک مچھی، ایک قاضی کی جوتوں والے کے ساتھ فیصلہ کرے، مفتی قاضی ہو جائے، اس ملک کو اشوروں کی ضرورت ہے، اشوک صیاد کرے۔ جب کسی معاشرہ سے یہ صلاحیت مفقود ہو جائے تو پھر سلطنت کا دوسرا ہونا ہے جس کا حال اپنے شعور شوخ میں یوں بیان کیا ہے

حکومت کا کہ رونا کہ وہ اک عاصی شے تھی
نہیں ہے یہ تاجین مسلم سے کوئی چارا

وہ چونکہ ایک اشوری شاعر اور قصبی تھا اس لئے وہ کہتے ہیں

مگر یہ رمز کسی کو نہیں ہے آسانی
جو دیکھتا ہے اسی کو بصیرت کی پردہ

لیکن میں اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہوں یہ بات تو شاعر کی کہی سے ہم اپنے آپ کو اس تاریخی میں ہندوستان کے مختلف حالات اور حرکات و سکنات میں دیکھیں تو ہمیں یہ بڑھ رہا ہے کہ ہم

(۱) اسلامی ہند کی تاریخ کے مطالعہ کے لئے ضیاء الدین برنی کی تاریخ فیروز شاہی اور فتوحات فیروز شاہی اور عفیف کی تاریخ فیروز شاہی اور امیر خسرو کی مثنوی نہ سپہر اور تغلق نامہ بہت اہم ہیں۔ ان کا تعارف ہونا چاہیے۔ مرتب

(۲) خطبہ صدارت خطاب بہ نوجوان علماء

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سے پیشتر یہاں ۷۸ء میں آیا تھا۔ اس کے بعد میں اب تک اس ملک سے باہر نہیں گیا۔

اس وقت ملک کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ اس ملک میں اصلاح معاشرہ کی کوشش کی جائے۔ ہر شخص جہاں ہے جس وقت جس حلقہ کی بساط ہو اصلاح معاشرہ سے دریغ نہ کرے۔ اس وقت ملک کا سب سے بڑا فتنہ بے دینی ہے۔ اس لئے اصلاح معاشرہ کے لئے دین کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اس وقت کا اہم ترین کام ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ یعنی جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہو جاؤ۔ اس ارشاد کے مطابق میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اپنے اندر سے ایک حرف بھی نہ نکالیں۔ اس عنوان پر میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ خلافت ثلاثہ کے متعلق جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس سے بڑھ کر میں نہیں سمجھتا کہ پاکستان مستحکم رہے۔ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ میں ہر چیز کو اس کے مقابلہ میں ثانوی حیثیت دیتا ہوں۔ پاکستان مستحکم رہے۔ پاکستان میں اسلامی خلافت قائم ہو۔ ملک کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اس کے قیام کے بعد سے قیادت کی اہلیت نہیں رہی۔ وہ نااہل حاکم جن میں صلاحیت اور قابلیت نہیں تھی ان کے ہاتھ میں ملک کی باگ ڈور آ گئی۔ پاکستان بنانے والے پاکستان مستحکم رہے۔ پاکستان اسلام کا قلعہ رہے۔ پاکستان اپنا صحیح کردار ادا کرے۔ اس کے لئے اصلاح معاشرہ کی ضرورت ہے۔ یہ خلافت راشدہ کے طریق کے ساتھ آراستہ ہو۔ اس کا جائزہ لیا جائے۔ اس کا مطالعہ کیا جائے۔ اس کے مطابق ہر مسجد میں ہر مرتب ہو۔ ہر جمعہ کے دن میں کسی مسجد میں ایک بیان کا انتظام ہو۔ مسجدوں کے ائمہ سے رابطہ قائم کیا جائے۔ ان کو اس کی تلقین کی جائے۔ ان سے گزارش کی جائے۔ اس طرح کی تنظیموں نے پاکستان کے بچانے کا کام کیا ہے۔ پاکستان کو بچانے کے لئے اس وقت جو چیز کی سخت ضرورت ہے وہ ہے تو حید کے عقائد کی اور دین کی اتباع سے پیدا ہونے والے جوش کی۔ یہ دو چیزیں ہیں جن سے ملک کو خطرہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ کیا جا رہا ہے اس کے بارے میں ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان پر ان کی جماعت کا اقتدار دراصل اس مقصد کو ختم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے۔ میں آپ سے یہ عرض کر رہا تھا کہ اس مسلک و خیال سے وابستہ لوگ یہاں بڑی تعداد میں آباد ہیں۔

ہمارے سیاسی اختیار سے ملک کو جو قیمت ادا کرنا پڑی ہے وہ کم نہیں ہے۔ اس کو برداشت کیا جا سکتا ہے تو کروڑوں کو برداشت کیا جا سکتا ہے یعنی پاکستان سے محبت رکھنے والے اس صورت کو برداشت

کی سعادت و برتر خطرہ میں نہ ڈالا جائے۔ سب گوارہ کیجئے اور اپنے دشمن کی غلطیوں کو برداشت کیجئے۔ دیکھئے میں اس کروہ سے تعلق رکھتا ہوں جو خلافت امویوں کو معیاری نہیں سمجھتا اور یہ ایک تاریخی مغالطہ بھی ہے تاریخ سے ثابت ہے۔ میں اس کو مسلمانوں کی بصیرت سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں نے خلفائے بنی امیہ پھر خلفائے بنی عباس کو (جو خلفائے راشدین کے معیار پر نہیں تھے) حکومت کرنے کا موقع دیا اور ان کے خلاف خروج نہیں کیا۔ مگر حل کیا ہے؟ حل کیا ہے؟ کافر و لگا اس کے پیچھے بنی آتی ہے سلطنت بنی اور اسلام کی اشاعت ہوئی اور اس وجہ سے آج تک اسلام کی شعاعیں پہنچیں۔ میں صرف ایک مثال کا انتخاب ہے اور وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے متعلق بہت لوگوں کا کہنا صحیح تھا اور جب اس طرح کے حالات ہوں جس کے برداشت کرنے کی (انہوں نے ثبوت دیا بصیرت)۔ اکثر گنجائش ہو تو اہل عزیمت و بصیرت کے سامنے ان کی مثال اور ان کا نمونہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرات! تاریخ میں ہے کہ بعض جمہوریتوں کے زمانہ میں بھی جب معاشرہ ریب ہو گیا فاسد ہو گیا تو اس نے ان جمہوریتوں کے چراغ گل کر دیئے اور ان کے لئے جتنے امکانات کامیابی کے ہو سکتے تھے سب ختم کر دیئے۔ معاشرہ صحت مند ہے، معاشرہ خلاق معیار رکھتا ہے تو بہتر سے بہتر آمریت قائم ہو سکتی ہے۔ بہتر سے بہتر انتظامیہ من گھڑت سے نہیں معاشرہ اگر اپنی خصوصیتوں کو کھو چکا ہے۔ تو کوں بڑی سے بڑی جمہوریت بھی کامیاب نہیں ہو سکتی اور کوئی ساری بھی اس گوسالہ میں روح نہیں پھونک سکتا

میں پھر محترم وزیر خزانہ جناب ڈاکٹر محمد حسان شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری عزت افزائی کی اور ایسے موقر مجمع کے سامنے اپنے خیالات و تجربات پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں آپ سے اپنی معافی کوئی اور قسمی اور جسارت کی معافی چاہتا ہوں اور آپ سب کا اس اظہار واقعہ کے لئے شکر گزار ہوں۔

انسانی معاشرہ میں عدل و احسان
(انصاف اور نیکی) کی اہمیت

یہ تقریر انجمن مدرسین ہند کے زیر اہتمام ۱۹۸۳ء میں کی گئی تھی۔ اس کا انگلش ترجمہ اکتوبر ۱۹۸۳ء کے ماہنامہ خدام الدین لاہور میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ تقریر خدام الدین کے قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ ادارہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون (سورۃ نحل ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان کا اور اپنے قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور ہر طرح کی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو۔ میں تلاوت اس آیت کریمہ کی اپنی تقریر کا موضوع بناتا ہوں۔

بھرے بازار اور شاہراہ عام پر کی جانے والی بات کی اہمیت و تاثیر

میرے بھائیو اور دوستو! ہم لوگ اس کے عادی ہیں کہ کسی بات پر مختلف جگہ پر تقریر ہو جاتی ہے کوئی سنی بھی کر جاتے ہے تو آنے جانے والے دوست کان لگا کر سن رہے ہوں لیکن میں بہت دن ہوئے اس بات پر غور کر رہا تھا میں جلسہ ہو رہا ہے میرا احساس ہے کہ اب تک کوئی بات بازار میں یا راستے میں اس قابل چلتے ہوئے یا بازار والے اس کو قبول نہ کریں اس کا

ہمارے یہاں اس وقت بہت بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم مدرسوں میں مسجدوں میں اور ہمارے بہت سے بھائی مندروں میں پارٹ ٹائم کام میں بات کرتے ہیں بلکہ وہی حیثیت رکھتے ہیں جیسے مندر میں پوجا کرنے والا پجاری ہو، وہاں آپ جو چاہئے کرلیجئے، مندر کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا، یا میلاد بخار پڑھنے والے ہوں، وہاں ماتمی کرنے والے ہوں، وہاں آپ خوش ہوں یا ناخوش ہوں کوئی فرق نہیں پڑتا، آپ سے یہ بات کہی ہے کہ اب یہ بات ضرور دنیا میں چل جائے گی، جہاد تو چلے گا مگر آپ کی بات نہیں چلے گی، آپ کی بات اس جہاد کے اندر گم ہو کر رہ جائے گی، سب کچھ دیا سے بچانے کی تم کتنی بھی اچھی بات کہنے کا چین تم نہیں ہوا، مگر وہ سوائی جہاد میں کہی جانے لگی، کسی گیدڑ اور لومڑی کے بچے کے گل میں کسی بیماری کی وجہ سے بلغم ہے، اور دنیا میں ہو چکے ہے باتیں بڑی اونچی اونچی کی جاتی ہیں، بلکہ اونچی جگہ سے کہی جاتی ہیں، اونچے ہی لوگ کہتے ہیں، اونچے ہی لوگ سنتے ہیں، اونچی جگہ پر کہتے ہیں، مگر ہم آپ زمین پر چلتے، لے ہیں، وہاں سے مہتار نہیں ہوتے ہیں لے دوسے بھی ہماری زندگی کی سطح نہیں اٹھی، میں پڑھتے تھے اور ہی ہیں، اپنی جگہ بیٹھ کر پڑھنے پڑھنے کا کام کرتا ہوں، جہاں چڑیا پر نہ مار سکے، مجھے یہاں بازار میں کھلی سڑک پر مگر مچھ کا پیچھا کرنے کا سنہ سب (DISTURB) ہوا چاہئے تھا، مگر زندگی نے مجھے کچھ نہیں دیا ہے اس کی شکایت میں خوش ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری ہو، جو باتیں مدرسوں اور مسجدوں سے نہیں ہو سکتی تھیں کبھی ریڈیو پر کہی جاتی ہیں، دیہاتوں میں کہی جائیں۔

ہندوستان کی آزادی کی تحریک جب تک کہ بل میں رہی، لائبریریوں میں رہی، اور اخباروں کے دفتروں میں رہی، دانشوروں، ملا سفر اور تھنکرز (THINKERS) کے درمیان رہی، ہندوستان میں سے کس نکلی ہوا اور نہ انگریزی سرکار کو کس ہوئی، لیکن جب پبلک جلسے ہونے لگے، جب پارکوں میں وہ بات کہی جانے لگی، جب ہر سربازار وہ بات کہی جانے لگی تو ہندوستان کی پوری عوامی طاقت مل گئی، جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کی فکر میں سمجھ نہ آتا تھیں ہے، گر یہاں دوا تو کہیں نکلا ہوا ہے تو سڑکوں اور بازاروں میں جلسے جلوس جلسوں پر احتجاجات یہ بہت اچھا سلسلہ ہے۔

معتدل، پرسکون NIORMAL حالت فقص کی ضرورت

اس وقت یا وہ آتش فشاں جس نے پہاڑوں سے نیچے بہہ جانے والا لاوہ
سے بھر دیتی ہے گی بات آپ سے کہتا ہوں۔ آپ ۳ سے اس وقت آپ لوگ
نیچے [illegible] سے بات کر رہے ہیں۔ گرم ہوا سے کچھ
سے کبھی [illegible] کی طرف سے کوئی حالت۔ عام بات ہے کبھی بات ہو
مذہب کی بات ہو، خراب کی بات ہو، کس کی بات ہو، کبھی کی بات ہو، صاف کی بات ہو
نارمل حالت کس کہتے ہیں۔ نارمل سے [illegible] ہو [illegible]
NORMAL سے [illegible] جس کا [illegible] ہو [illegible]
ہوتی ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] کہ [illegible]
ہو

اس کیمرہ سے مواصلاتی سیارے بنائے گئے

SPACE

ELECTRIC TV

بھائیو ہم یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ کام ہیں، یہ کام جب ہو سکیں گے تو ان کا تحفظ APMOSPHERE ان کی گارنٹی اس وقت ہے جب عام فضا PROTFCTION دست ہو جب کہ ہمارے آپ کے بازاروں کی زندگی ایسی ہو سمار میں جو لوگ آتے ہیں، دکانوں پر بیٹھتے ہیں، سودا خریدنے آتے ہیں گھر لے جاتے ہیں یہ جب اچھے آدمی ہوں گے، بھلے آدمی ہوں گے، خدا سے ڈرنے والے اور انسان سے محبت کرنے والے ہوں گے تو پھر اس کے بعد ہر اچھا کام ہو سکے گا۔ عدالتوں میں سینکڑوں یونیورسٹیاں ہیں لیکن روز جھگڑا ہے لڑکے پڑھائیں پوچھتے ہیں پڑھانا نہیں چاہتے، وہ آدمی چاہتے ہیں، یہ نوکر چاہتے ہیں، ان یونیورسٹیوں سے پوچھیے وہ ماسٹر یا ڈاکٹر بنانے ہیں صاحب کہاں کا پڑھانا کہاں کا پڑھانا؟ ہمیں پڑھانے کا شوق ہے نہ انہیں پڑھنے کا شوق اور نہ ہمیں پڑھانے کا شوق ہے نہ ان کو پڑھنے کا شوق نہیں، وہ تو ڈگری لینے کے لئے آتے ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ ہماری حاضری لگ لیجئے بلکہ یہ معاملہ ہونے لگا ہے کہ بعیر امتحان کے ڈگری دے دی جائے، بی اے ہو گیا، ایم اے ہو گیا، ایل ایل بی ہو گیا کہتے ہیں امتحان کو ختم ہی کر دو۔

خود غرضوں اور دولت پرستوں کی سنگدلی اور انسانیت کی پامالی

بھائیو! سامان ہونے سے کچھ نہیں ہوتا اصل میں تو آدمی کی روح ہے وہ اگر صحیح ہو جائے تو شعور (CONSCINCT) اس کا صحیح ہو جائے اور وہ چیزوں کا صحیح طور پر استعمال کرنا سیکھ جائے تو تھوڑا سامان بھی بہت ہے، بلکہ سامان کچھ بھی نہ ہو تب بھی کام چلا لے گا۔ خدا کے پیغمبروں نے بہت تھوڑے سامان کے ساتھ بہت بڑا کام کیا، آج سے سامان کے ساتھ کچھ نہیں ہو رہا ہے، بات کیا ہے؟ ہمارے اوپر ان چیزوں کی حکمرانی ہے وہ چیزیں DOMINATE کر رہی ہیں، ہم پر حکومت چلا رہی ہیں، جو انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں، اور وہ انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں، سامان ان کا غلام ہیں ہونا ہے، اب انسان ان کے پیچھے لگ کر کے ایسا پڑا ہے کہ آدمی اپنے جیسے انسانوں کو روندتا ہوا، ان کی لاشوں پر چلتا ہوا، ہاں پر وہ نچا چاہتا ہے آج یہ حالت لگی ہے بہت سے آدمی ایسے ملیں گے کہ جنہیں معلوم ہو جائے کہ جیسا اس کے بغیر نہیں ملے گا، ترقی اسکے بغیر نہیں ملے گی، آدمیوں پر پاؤں رکھتا ہوا چلا جائے کسی کے پیٹ پر لات مار کر کسی کے سینہ پر لات رکھ کر، تو بہت

GREAT WAR

FUSTIK

اس کی کرامت بھی سنی ہے، اس کو دیکھئے، اس کو دیکھا تو اس نے کہا کہ تیسرے کو دیکھئے، تیسرے چوتھے، اخیر میں وہ جب اس کے پاس آیا تو وہ مر چکا تھا۔ وہ بھی مر چکے تھے وہ سب تو مر چکے لیکن ان اطلاق کو زندہ کر گئے، وہ تعلیم دے گئے کہ اللہ کے بندے شیر مر اس طرح کرتے ہیں کہ جان دے دیں لیکن اپنے اوپر دوسرے کو نہ آنے دیں۔

خود غرضی ساری خرابیوں کی جڑ ہے

حضرت! آج کل کی ساری خرابی یہ ہے کہ ہر آدمی اپنا کام نکال لینا چاہتا ہے (معاف کیجئے ہماری بولی کی زبان میں "الو سیدھا کر لینا چاہتا ہے) اپنے کی جان جائے، چاہے کسی کے بچے مر جائیں، اس کا الو سیدھا ہو، سارا فساد اس وقت اسی وجہ سے ہے، دلوں میں کیا ہو رہا ہے؟ ڈاکے پڑ رہے ہیں، جھگڑوں میں کام نہیں ہو رہے ہیں، آدمی کو اپنا حق نہیں مل رہا ہے، کوئی کام وقت پر نہیں ہو رہا ہے۔ ڈاک خانے چوپٹ اور ریل والوں کو تو پوچھئے نہیں، وہ تو بالکل منیا ناس اور ریلوں کی بری گت ہے، ذرا وقت کی پابندی، کسی کے اندر ڈیوٹی کا احساس، ذمہ داری کا شعور ملے تو کیسے بیکار خانہ چلے؟

کیا انسان ہی مارنے کے لئے رہ گیا ہے؟

میرے دوستوں بھائیو! آج انسان آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے، آدمیوں کو مارنے والوں سے پوچھتا ہوں، راستا دیکھ کر چلتے ہو زندگی میں کتنے بچھو مارے ہیں؟ ذرا اللہ کر سمجھ دو، ایک بچھو نہیں مارا ہوگا، ایک سانپ نہیں مارا ہوگا، ایک بھیڑیے کا شکار نہیں کیا ہوگا، تو کیا آدمی ہی رہ گیا مارنے کے لئے؟ اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتے ہو، کیا آدمی بچھو سے بھی گیا گذرا، سانپ سے بھی گیا گذرا ہے، کتے چوہے مارے ہیں کبھی بتائیے بچو ہے بڑا نقصان کرتے ہیں، آپ نے کتنے چوہے مارے ہیں، وہ سب میں مارجان نے ہوئے ہیں یہ ستم ہے ہوتے ہیں اور جن کے ہاتھ انسانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں ان میں سے کتنے موذی جانور مارے ہیں؟ ایک بھی نہیں مارا ہوگا آدمی ہے، ملے ہیں اور شیر درندے کے لئے بلی، شرم آنی چاہئے، کسی کے بارے میں جانا نیف پھوں کو مسلی معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا کیا حشر ہوتا ہے، جائے [illegible] اللہ کے غضب سے [illegible] ہیں، [illegible] ہیں، [illegible] ہیں،

راجہ گوپی چند کا مقبرہ کہاں زندہ ہے؟

ہندو تاریخ کے مطالعہ میں کتنے راجہ گوپی چند کے نام سے ملتے ہیں۔ مقبرہ جن کے کہاں ہیں ہندوستان کے مختلف حصوں میں ان کی قبریں ہیں۔ ان کے مقابل انہوں نے حساب لگا کر تاریخ میں پڑھا ہے وہ حصے تھے۔ اس کے علاوہ تھے۔ ان کے ساتھ ان کے شہر میں آپ کے ساتھ آپ کے ساتھ ان کی قبر کو سے رہے۔ کہ اس کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان

شرفا اور اونچے گھرانوں کی خاص بیماریاں

اور ان کے لئے ترقی کا واحد راستہ

[illegible]

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له ونشهد ان سيدنا محمدا عبده ورسوله اما بعد

برادرم جناب [illegible] صاحب نے مجھے بلایا ہوتا تو میں ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ہمراہ قرآن مجید کی تلاوت میں اور خدمت کرنے والوں کی تقریریں سنتے رہے ہیں اب ظاہر کسی تقریر کی ضرورت نہیں تھی اس لئے کہ جہاں جانا ہے وہاں کچھ لے کر جانا ہوتا ہے اس لئے آپ لوگوں کو یہ خیال نہ ہو کہ میں آیا ہوں تو کچھ لے کر آیا ہوں گا اور پڑھ کر آیا ہوں گا جو تعلق ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔ پہلے پورے کئے ہوئے کاموں کی دعوت پر ہی لوگ آتے ہیں ہاں کبھی کچھ نہ کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہاں سے میں مجبور ہو گیا اور دوستوں کے تقاضے سے آپ کی خدمت میں قرآن و حدیث کی باتیں اور صدر اول کے حالات لے کر چلا ہے

خواص کے ساتھ خصوصی معاملہ

اس وقت میرے سامنے آپ ہے سمجھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس امر کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں کے ساتھ الگ ہے اور آپ سب کے ساتھ بھی ایسا کرتے ہے ہیں مشاہدہ میں کئی ایسے خاندان ہیں جن کے ایک ایک فرد کا تعلق کہیں نہیں پایا

پر بس نا آ گیا ہے کسی نے بھرتی کر دیا ہے اس کے خاندان کو بھی سم نہیں پہچانتے اس سے کی قسم کا جذبات خاندانی لگاؤ نہیں ہوتا اور نہیں پڑھتا تو استاد درسہ کے ذمہ دار ہوتے ہیں، وہ طرح دے جاتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں وہ کبھی ان کی بھی کر دیتے ہیں، بھاگ جائے تو بھاگ دیتے ہیں لیکن گھر کا کوئی لڑکا، کسی معزز گھرانہ کا جن کا اس مدرسہ کے قائم کرنے میں خاص ہاتھ ہوتا ہے، ان کا بڑا احسان ہوتا ہے، یا مدرسہ کے پڑھانے والے استاد یا دیگر وہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں مایہ گھر کا لڑکا پڑھنے میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوتا سبق یاد کرے نہ یاد کرے چلو چلتے وقت پھر کر کے چلا جائے، یا بھاگ جائے، چوری کی عادت پڑ جائے تو ایسے ہی سے پھیر لو آنکھ بند کر لو، نہیں ہو سکتا، پھر اللہ تعالیٰ کا اس امت مرحومہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنا جو قانون بنا دیا ہے، عزت کا اور ترقی کا اس قانون پر چلے بغیر اس کی عزت اور ترقی نہیں ہو سکتی۔

نزدیکاں راہیش بود حیرانی

پھر اس امت مرحومہ میں بھی جن خاندانوں کے افراد کی رگوں میں صدیقی خون ہو فاروقی عظیم کا خون ہو عثمانی غنی کا خون ہو حیدری شیر کا خون ہو، حضرات حسنین کا خون ہو، عباسیوں کا خون ہو، اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح ذلیل نہیں کرتا، ناممکن ہے کہ دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں، یہ سمجھیں کہ گو کسی کے لئے کوئی بات ایک حد تک ضروری ہے تو ہمارے لئے چار حد تک ضروری ہے، اگر کسی کے لئے فرض پڑھ لینا کافی ہے تو ہمارے لئے سنتیں پڑھنا بھی اور نفلیں پڑھنا بھی ضروری ہے اس لئے کہ نزدیکاں راہیش بود حیرانی جو حضرات نزدیک ہیں جن کا بھتا رب سے ہے ان کو اتنی ہی احتیاط کرنی پڑتی ہے، دیکھئے بادشاہ کے دربار میں جس کو پاس کرسی ملتی ہے اور جو بڑے عہدہ دار ہوتے ہیں وہ کبھی بھی بیٹھ جائے تو اٹھ نہیں سکتے اور وہ سے وہ اس میں باتیں بھی کر سکتے ہیں، کھا بھی سکتے ہیں، لیکن جو بادشاہ کے قریب نہیں ہوتا ہے اس پر اگر کھانا معلوم ہوتی ہے تو ہاتھ نہیں بڑھا سکتا۔

بابر کتابوں فاتح ہندوستان ہے اس نے ہندوستان میں سب سے زیادہ مضبوط سب سے زیادہ لمبی عمر کی سلطنت قائم کی، اس نے کہا کہ میری زندگی میں سب سے بڑے امتحان اور [illegible] ہیں لیکن وہ وقت جب میں ایک سفر میں [illegible] پہنچ کر [illegible]

[illegible] کو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان اپنے والد سے [illegible] کے قریب بیٹھا ہوا ہے اور اپنے والد کی ہر حرکت کا [illegible] کر رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوجوان اپنے والد کی [illegible] کو دیکھ کر ہی [illegible] سیکھ رہا ہے۔ اسی طرح بچہ اپنے والدین کو دیکھ کر [illegible] سیکھتا ہے۔

[illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہوئے تھے جنہیں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کہا جائے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

جہاں ہمارے بزرگ تھے اور جہاں ان کے مزار ہیں، ان بڑے بڑے لوگوں کے گھروں میں آج وہاں جا کے دیکھیں تو معلوم ہوتا کہ وہ کیا ثروت تھی، اور افلاس کیسا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تختہ ہی پلٹ گیا ہے۔ ایسی ثروت کی سیاں، ہے اودھ میں بہت ہیں، بہت بیاہے گئے گی شرعیت کی تاقدری، دین کو پسے لئے، علت ترقی سمجھنا، باعث تاسیاں سمجھنا، یا اپنے لئے باعث کامیابی سمجھ لینا، یہ بات اللہ تعالیٰ جو کہ ان معلوم ہوتی ہے اس حو کار مرتی اور دعوں، اور اپنے آپ کو شرا کہیں، ان سے تو باطل کا قابل برداشت ہے، اس کا اثر ہوں ہوتا ہے، ہمارے اور آپ سے لئے بڑی کام کی ہے، اور علم کی راہ سے اس میں خود آسانی ہمیں تھوڑی محنت سے ہوگی، وہ دوسرے راستوں میں بڑی محنت سے بھی نہیں ہوگی

تاریخی حیثیتوں اور اونچے خاندانوں کی خاص بیماریاں اور کمزوریاں

یہ آپس کی باتیں ہیں، ان حیثیتوں اور خاندانوں کی، جن بیماری سے میں نے شراب کا تذکرہ یہ منصب دیکھی، گھر گھر، ابتلا جہاں جہاں سے دل ساف نہیں، شریعت اور حلال لوگوں میں بہت کمی کی پائی جاتی ہیں کہ اس کا عشر عشیر، وہ اس (حصہ) بھی ان لوگوں میں نہیں ہے جو نچلے درجے کے ہیں سے علم قبول کیا ہے، دنیا میں سے علم قبول کیا ہے، وہ خوب پھل پھول رہے ہیں، ما شاء اللہ بڑے متحد متفق ہو کر وہ ہے ہیں، ان سے مدرسۃ القرآن کا روح ہے علم دین حاصل کرنے کا شوق ہے، میں نا نہیں لیتا، تو علم سے نا لوی عیب نہیں، ہاں کہ اہم سب کو مسلم تھے، مدرسہ میں معلوم ہیں، مدرسوں میں پڑھ کر ہی اسلام لائے ہوں گے اور بڑے اہل اللہ کے ہاتھوں پر معلوم ہوتا ہے، اسلام لائے ہیں، لیکن ان کے خاندانوں میں نہیں، کیا دیکھی، شریعت کا اسلام، فنا کی پابندی، اور ما شاء اللہ ہمارے علاقہ میں بھی بہت سے ہوں ہمارے یہاں شرفاء کے یہاں نہیں ہے، اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی حصہ قرآن کا روح ما ہے ایسے جید علماء ہیں، جن میں کہ سادات ہوتے ہیں، ان کو آج بھی کوئی نہیں بڑے بڑے محدث بڑے بڑے عالم، کیا بات ہے اللہ کے دین کی قدر کی بشرطیکہ ان قدر کی، اور وہ اسباب کو برائیت کہتا ہے، ہم چوں دیگرے نیست۔ وہ باب ان کے اندر نہیں لگی یا کم تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے یہ نعمت و برکت ان کو عطا فرمائی

اتحاد واتفاق کے لئے ایثار وقربانی

[illegible]

سیدنا حضرت ابوبکرؓ کا کارنامہ

[illegible]

ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ۔ یؤتوا ولی القربیٰ والمسکین والمھجرین فی سبیل اللہ (نور ۲۲)

[illegible] ہم میں سے فضل اور [illegible] والے [illegible] قسم نہ کھائیں [illegible] رشتہ داروں [illegible] ہجرت کرنے والوں کو [illegible] نہ دینے کی

اس کو ان لوگوں نے بڑا گناہ سمجھا ہے [illegible] اس بات کی کہ [illegible] چاہیے کہ وہ [illegible] وابصفحوا [illegible] اللہ ان کی [illegible] اللہ غفور [illegible] یا اللہ [illegible] ہے [illegible] کو [illegible] اللہ [illegible] اللہ [illegible] اللہ

[illegible] کیا ہے، جتنا کہ بگاڑ ہی پیدا کرنے کی [illegible] غیرت ہوتی چاہیے جس کو تبلیغ کے نام سے ہوتی ہے مگر [illegible] باقی رکھنے کے لئے ساری دنیا میں ایک کوشش کے ساتھ [illegible]

عربوں سے عبرت لیجئے:

غیرت میں یاد رکھئے کہ آپ دنیا کی قوموں کی قوموں پر [illegible] ایک ہی بات [illegible] ایک موقعہ آیا تھا کہ عربوں نے کوشش کی تھی، اور جاں توڑ کوشش کی تھی [illegible] بات سے بلکہ [illegible] کے خلاف راستہ اختیار کرنے کے کامیابی حاصل کرنے [illegible] کی نظر اور [illegible] کیا کہ صدیوں سے [illegible] مجھے [illegible] کامیاب نہیں ہو سکتے، [illegible] تمہیں کامیاب ہو جائیں مگر تمہیں کامیاب نہیں ہو سکتے، [illegible] تمہیں کامیاب ہو جائیں مگر تمہیں کامیاب نہیں ہو سکتے، [illegible] کی بھلائی تمہیں کی ہدایت [illegible] تم سو سال کے بعد بھی تم کامیاب نہیں ہو سکتے [illegible] کہ تمہارے لئے اللہ نے یہاں مقدر نہیں کی ہے کہ تم [illegible] پائے، [illegible] میں آپ سے کہتا ہوں کہ ان لوگوں سے کہتا ہوں جن کے بعد اللہ [illegible] بڑی بڑی ہستیاں پیدا کیں، اور جن کی [illegible] کے [illegible] لوگ پیدا ہوئے تمہاری فلاح دین سے وابستہ ہے، دین کی [illegible] کی [illegible] کامیابی پا سکتا ہے [illegible] آپ سے [illegible] چاہتا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ وسلم

صحت مند معاشرہ کی زندگی کے تین ستون

پیر یاقوت حسین صاحب (خلیفہ مجاز حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ لاخیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس۔ (نساء ۱۱۴)

اس دنیا کی بہت سی مشہور میں ایسی ہیں جن میں (کسی شخص کی مشورت بھی ہو سکتی ہے) بوجوہات غیب بات یا لوگوں میں فساد پیدا کرنے کے لئے

آپ غور کریں تو یہ تین چیزیں ہیں جن پر کسی صالح معاشرہ قائم ہو سکتا ہے وہ معاشرہ کے تین ستون ہیں جن میں صدقہ جب ملے گا ایک کو دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی، اگر ان میں سے ایک جزو بھی اندر کارفرما نہ ہوگا اور وہ ایسا ہے کہ اس کے بغیر کوئی معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا "معروف" معروف کہتے ہیں قرآن مجید کا لفظ ہے اس کا ترجمہ کیا ہوسکتا ہے یعنی معلوم و مسلم بات، وہ چیز جو عرف میں داخل ہے، جو اس کو فطرت سلیم رکھنے والے سب لوگ اچھا جانتے ہیں۔ ان کا ہونا چاہئے۔ اب ہر ملک کا معروف الگ ہوگا یہاں کا معروف یہاں کے لحاظ سے ہوگا، دوسرے مقام کا معروف وہاں کے لحاظ سے ہوگا۔ تو معروف و اصلاح بین الناس عام طور پر قبیلوں، خاندانوں میں "افساد ذات البین" کا مسئلہ نظر میں آتا ہے جتنی پھوٹ کے تعلقات گذشتہ ہیں بستی بستی، گاؤں گاؤں، قصے قصے میں جاری چلی ہوئی ہے خاص طور پر جہاں شروع آباد ہیں کسی دل سوختہ کو ہوئے یہاں تک کہہ دیا۔

ہر جا جمع ہی بینی سادات
فسادات و فتنہ و فساد ات

اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاں سادات جمع ہوں وہاں پھر شر و فساد کی سادات ہیں یہ بھی صحیح ہو سکتی ہے کہ پھر اتحاد بیان کی اصلاح بین جنگ و جدل کی کا نظر نظر آئے گا

[illegible]

[illegible]

سلام کے حلقہ بگوش عربوں کو

قرآن کی نوید فتح

[illegible]

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

ناقابل تصور کامیابی

[illegible] کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ایسے بہت سے [illegible] کہ جن میں [illegible] خواب دیکھ رہے تھے [illegible] سال سے کچھ دن کم تھے جب کی دوڑ میں تو پہلے حصے [illegible] پریشان [illegible] کا نتیجہ معلوم ہوئی تھیں [illegible] سے کھڑے ہوئے [illegible] ملکے سودی بھی کچھ عرصہ پیشتر [illegible] کا تصور [illegible] سے تھا

اسرائیل کا قیام

پہلے اسرائیل کی ریاست عالم عرب کے قلب جگر اور اس کے بہترین مقدس مقامات کے عین وسط میں قائم ہوئی اور عربوں اور مسلمانوں کے منہ پر کالک مل دی گئی اس کے بعد دونوں کے تین الاقوامی اقدامات کی بدولت اس نے اپنے وجود کو صرف برقرار رکھا بلکہ اس وقت تک پھلتی پھولتی گئی جب تک عالم عرب کی سب سے بڑی فوجی طاقت (مصر) پر [illegible] آئی اور اس کی ہوائی قوت پر [illegible] میں کامیاب سودی اس سے زیادہ عظیم کامیابی

مرحلہ کے ناپاک عزائم

یک بنیادی سوال

اس وقت تک اس سوال کا صحیح اور قطعی جواب نہیں دے سکتے جب تک کہ ہم اس عجیب و غریب اور نظام کائنات پر ایک نظر نہ ڈال لیں، اس کے خالق و پروردگار کے بنائے ہوئے اصول و ضوابط اور اس کے قوانین قدرت و حکمت کا مطالعہ نہ کر لیں، اور انسانی تاریخ کے تجربوں اور ہمواقعات کو اپنی فہم کے سامنے نہ رکھیں

ہم اس سوال کا اطمینان بخش جواب اسی وقت دے سکتے ہیں، جب عقل انسانی کی صلاحیت و قابلیت کو ہمیں تمیز و تمیز کی تمیز ہو، نوع انسان کا مستقبل اور اس کائنات کی تقدیر اور قوانین قدرت تاریخی فہم کے سامنے ہوں اور ہم ان کی روشنی میں ان کا واضح اور معین تصور موجود ہو۔

خالق کائنات کا نظام

ہمارا یہ فرض ہے کہ خالق کائنات نے اس کائنات اور اس میں رہنے والی مخلوق کے لئے جو نظام بنایا ہے اور جس پر ہم رہتے ہیں اور جس نے ہمیں وجود بخشا اور پرورش کی، ظلم و تشدد، حیوانیت و بربریت، سازشوں اور مکر و فریب کے لئے پیدا نہیں کیا ہے اور اس نے اس دنیا کے لئے یہ سارا انتظام (خواہ اس کے ہر شعبہ کے حسن و جمال، ترتیب و توازن اور فائدے کے اعتبار سے ہو) اس لئے نہیں کیا ہے کہ اس میں ہمیشہ کائنات کی بقا کے ذرائع، علم و ایجادات، نئی نئی چیزیں، خیر و شر اور نفع و ضرر کے صحیح نتائج کا غلط سلط چیزیں شامل ہیں، صرف اس لئے کہ اس پر فلسفہ سے بحث کا سلسلہ جاری رہے کسی زمانہ میں انبیاء کی طرف منسوب سمجھا جاتا تھا اور آج کل کی دنیا میں اس کے حوالے چیدہ اور پیچیدہ شامل ہیں جن کو آج دنیا میں سے دیکھنا بھی مشکل ہے۔ اس کی حقیقت تک رسائی یا اس کی مدد سے بھی ہم نہیں سے اس کائنات کا پورا نظام اس لئے قائم کیا ہے کہ ایک نسل جو پیدا کرنے والے خدا کی پسندیدہ ہو، اس پر وہ خوش ہو اور جس کے لئے یہ مقدس الٰہی خاندان کے افراد سمجھتی ہے، ان کی ساری طاقتیں، سارے ذرائع اور وسائل اس پر قائم ہو جائے۔

---

(۱) [illegible] (۱۸۰۰ء) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[

رفاہی خدمات عبادت ہے

[illegible] کراچی ۱۹۹۸ء کے [illegible]

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین و علی آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

دین اسلام فطرت کیلئے

سامعین کرام و حاضرین عزیز! آج کے لئے اور آپ سے ایک حقیقت میں عام شرکاء محفل کے لئے بڑی مسرت اور خوشی کی بات ہے کہ کاروان اور روح عصر ایک تقاضائے کے اختیار کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو جمع کیا ہوا ہے تو یہ بتی دین اسلام میں تاب و ست سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عام اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر رکھتا ہے، دراصل کے یہ ہی اس کی بڑی قدر ہے کہ کس سے لوگوں و مخلوق پہنچے، روان تق کے کام میں اور وہ اللہ اعزت و وجلالت کے مقابلے میں ایسے ادارے ہے، ورایے مرکزوں اور اپنے اقدامات سے اللہ تعالیٰ سے خوش ہوتا ہے جس سے اللہ کی مخلوق کو فیض پہنچے تو اسے بڑی بڑی عبادتیں ہیں جو لوگ دینی کام کرتے ہیں ایسی خدمات میں لگا ہوا ہے جس سے لوگوں کو اللہ کی جس سے ان کو اخلاقی فائدہ پہنچتا ہے اللہ کے یہاں بڑی قدر ہے اور یہ ہیں بتا دیں نے جس سے اللہ کے جس عبادت کہتی ہے یہ ان تمام اقدامات کے دینا ہدایت ہے دین عام کے اور یہ اسی ہے یہ بڑی عبادت کے لئے کا سے قدم بڑی قدم پہ جاتی ہے تو ہر ایک کے حساب سے یہ امت تک پہنچے یہ صدقہ جاریہ ہوتا ہے تو اس میں بھی جو اسباب ہے اسے ہو گروں قدم بڑھایا جائے، ہی مرتبہ چکر یا جائے، واللہ تبارک وتعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اس لئے کہ یہ اللہ کی مخلوق کے لئے مفید ہے

اور اس میں سب سے بڑا حصہ اور بوجھ اسی کے کندھے پر ہوتا ہے وہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو اور کچھ نہیں تو یہ معلوم ہو کہ اس کارخانے کا مالک کون ہے اس کی کیا صفات ہیں اور اس کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے اس کی کیا ہدایات ہیں اس کے کیا حقوق ہم پر عائد ہیں اور صحیح طور پر زندگی گزارنے کا اصول طریقہ کیا ہے جس سے اس واحد تعالیٰ کے ساتھ شرف ہم صاحب تو اور دوسروں کے حق پہچانے اس کے اگر تاریخ پڑھی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ دنیا کا کام ہر دور میں جتنا اس نے کیا ہے اسی کے ہاتھ انجام پایا اس کی کوئی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی

مساجد کی تعمیر، مدارس کا قیام اور خانقاہیں بڑے بڑے علاقے کے مرکز کا قیام پھر اس کے ساتھ رشد و ہدایت کے جو ادارے ہیں، وہ سب مسلمانوں نے اپنے دور میں اقتدار کے ساتھ ان کا تعلق پورا تو آج نہیں سینکڑوں سال تاریخ پر جانے کی ضرورت ہے کہ ان سے مسلمانوں سے حکمرانوں، امراء نے، لوگ دولت مندوں نے، سلطان الدیار نے اور پھر اعیان سلطنت سے اور عام مسلمانوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر دور میں اس کی کوشش کی ہے کوئی کمی چھوڑی ہیں جس سے لوگوں کو فیض ہو، جس سے پورا نظام اسلام قائم ہو سکے کوئی خلا دیکھنے میں نہیں آتا بڑی خوشی ہے کہ آج یہاں خلیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس کا کام مکمل اپنے نام کے مطابق ہے اور ان کا ہم ایک طرح کی شہرت سے "اللہ کا احسان" کہ اللہ کا ان پر بڑا احسان ہے کہ ان سے اللہ نے بڑے بڑے کام لیے اور دینی اداروں اور دینی جدوجہد و غیرہ میں ہمیشہ وہ شریک رہے ہیں اس لئے ندوۃ العلماء جس کا ایک عظیم نمائندہ ہوں اور کسی ان کا ممنون ہے ہر کوئی نہ کسی ادارے سے اور آج کل ہم سے اور آج آپ جس ادارے کی تعمیر و بنیاد رکھنے میں شریک ہیں، یہ سب درحقیقت ان کے اخلاص کی برکت ہے ہمدرد کے قائم ہونا، ہمدرد ہونا اور بھی دواداروں کی بنیاد رکھنے میں آپ نے شرکت کی یہ تھی کہ یہ سلطان سے جو ایک اچھا قدم اٹھایا ہے اس کی ابتدا ہو اور قرآن کریم کے نام پر جو تعریب شروع ہوئی ہے اس کی بے حرمتی نہ ہو، خلاف کی روداد آپ دوسرے صفحات میں پڑھیں گے۔ حضرت مولانا نے جو خلاف میں وہ معذور ہیں جو حضرات مولانا کے مزاج و اخلاق، تواضع اور دعائی عزت و شہرت کے مقام سے واقف ہیں وہ مطالب کے ہم زبان ہوں گے

ترے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھیں
ہم آبلہ ناچیز سر کو دیکھتے ہیں

صالح معاشرتی انقلاب کی ضرورت

اس مختصر سے انسانی سلسلے کی مستقل اور مجموعی تاریخ کی عمیق پیچیدگیوں کو سلجھانے کی کوشش میں ایک تجربہ کار تاریخ داں کو جن حقائق کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں سب سے زیادہ نمایاں حقیقت یہ ہے کہ انسان کی اخلاقی حالت ہمیشہ اس کی مادی ترقی سے پیچھے رہی ہے۔ اس کی ایک مثال ہمیں اس زمانے میں ملتی ہے جسے ہم چھٹی صدی مسیحی کہتے ہیں۔ اس زمانے میں دنیا کی عمومی حالت بہت ابتر تھی۔ اس کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے جس میں اہل کتاب کی اخلاقی حالت کا ذکر کیا گیا ہے:

لیسوا سواء من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایٰت اللہ اٰنآء اللیل وھم یسجدون۔ یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولٰئک من الصٰلحین

(آل عمران ۳ : ۱۱۳)

سب اہل کتاب یکساں نہیں۔ کچھ اہل کتاب میں ایک جماعت قائم ہے، یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو رات کے وقت پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نیکی کاموں کی طرف دوڑتے ہیں یہ لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں

مگر یہ صالح افراد کا انسانی معاشرہ اور اس کی عمل پر کوئی اثر نہ تھا، کیونکہ وہ صرف چند افراد تھے اور قومیں افراد کو خاطر میں نہیں لاتیں چنانچہ ہر زمانہ میں ایسے صالح افراد ملتے ہیں اور ہم بھی ہیں مگر آپ کچھ اخلال یا اخلاق اور عبادت اور دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں لیکن جو علماء اور مسلمانوں اور نفس اور تمدن و معاشرہ کی صحیح روح وہ اس وقت تک پہنچ نہیں سکتے جب تک کہ وہ صحیح صالح اجتماعی اور عملی سوچ بھی حاصل کریں اور انفرادی معاشرے کی سطح کی نہ ہو جو بلند ترین ہوئی تعلیمات شریعت اول اخلاق اور شخصی اعمال کی اس کا

اخلاقی حکومت، سیاست، تجارت، معاملات، انعامات، اجتماعی زندگی، عقد اور جرائم کے ساتھ برتاؤ، اور قوموں اور حکومتوں کے ساتھ معاہدات، صلح، جنگ، فتح، غنائم، مقدمات اور مصالحت میں نبی کریم کی ہدایات، ان کی عام حیثیت اور اہمیت کو نمایاں کرتی ہیں۔

تقریباً ایک ہزار ایسی حدیثیں ہیں جو اگر صحیح سے کہا جائے تو وہ مکمل طور پر اسلام کے بنیادی اصولوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں تربیت پائی تھی، انہی کو احادیث کی صحت کے مالک تھے۔

ایک انصاف پسند اور تاریخ عالم سے واقف مغربی اہل قلم نے اس جماعت کی بڑی کامیاب تصویر پیش کی ہے، وہاں کی مساوات و مشترک خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہے، جو نبوت کا بانی کارنامہ اور قرآن کی اصل جماعت بنانے والی تھی ہے، جرمن فاضل کائتانی (CAETANI) اپنی کتاب "حسین اسلام" میں لکھتا ہے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم جماعت کے سچے نمائندے مستقبل میں اسلام کے مبلغ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب دیہاتوں تک جو قلیل تعداد میں پہنچ سکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اور ان سے محبت نے ان لوگوں کو نظر بندات کے ایسے عالم میں پہنچا دیا تھا جس سے اعلیٰ اور مقدس احوال کسی نے دیکھا نہیں تھا۔

درحقیقت ان لوگوں میں سے بعض سے بہتر تعلیم یافتہ اور بعد میں انھوں نے جنگ کے موقع پر مشکل ترین حالات میں یہ بات کی شہادت پیش کی ہے کہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے انکار کی تعلیم بڑی روشنی میں کی گئی تھی جس سے بہترین صلاحیتوں کے مالک وجود میں آئے۔ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں کے حافظ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خطاب تھے ان پر چلنا تھا اس سے زیادہ محبوب تھے۔

جتنے اسلام کے اوائل اور پیش رو تھے ان میں سے مسلم سوسائٹی کے اس قدر بلند اور محترم نہیں پیدا کیا (حوالہ)

CAETANI ANNALI DES ISLAM VOL II P429 T W ARNOLD PREACHING OF ISLAM LONDON 1925) PP 42

احتساب کائنات

امت اسلامیہ پر عالمی نگران اخلاق اور خلافت الخیر کی وجہ سے اقوامی طور عمل کے احتساب انصاف کے قیام شہادت حق اور معروف کی حکمرانی اور برائی کی سرداری ڈالی گئی ہے اور اس کو قیامت کے دن اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی پر جواب دہ بنایا گیا ہے۔

یا ایھا الذین امنو کونوا قوامین للہ شھدآء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الاتعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعلمون (المائدہ)

اے ایمان والو اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے ہو کے ساتھ شہادت دینے والے رہو اور کسی جماعت کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم (اس کے ساتھ) انصاف نہ کرو انصاف کرتے رہو کہ تقویٰ سے بہت قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو تمہارے (پورے) اخبار ہے جو تم کیا کرتے ہو

اور اس امت کے اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی پر سخت گرفت کی گئی ہے جس کے نتیجے میں انسانیت مصیبت و مشکل میں پھنس گئی ہے اور دنیا کے زمین پر فساد اور ظلم کی پھیل سکتی ہے چنانچہ اس چھوٹے سے اسلامی مجموعہ کو (جو مدینہ کی ابتدائی زندگی میں تھا اور جس کی تعداد چند سو سے زائد نہیں تھی) مخاطب کرتے ہوئے اور اسے دعوت و عقیدہ کی بنیاد پر اسلامی اخوت قائم کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا

الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر (الانفال ۷۳)

اگر یہ نہ کرو گے تو زمین میں (بڑا) فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا۔

پھر کیا آج کی ملت اسلامیہ اس کی مخاطب ہیں جس سے معمور دنیا آباد ہے اور جو بڑی بڑی طاقتیں اور افرادی طاقت رکھتی ہے۔ جب وہ اپنے قائدانہ داعیانہ منصب و مقام کو خالی چھوڑ دے گی اور اپنی اجتماعی ذمہ داری (اخلاقی گرانی اور رجحانات کے احتساب مظلوم کی حمایت اور نظام کی مدافعت و مزاحمت) سے منہ موڑ لے گی تو دنیا پر اس بڑی کوتاہی اور خطرناک غلطی کا کیسا برا اثر پڑے گا۔

قرآن اس امت کو اس داعیانہ قائدانہ مقام احتساب کی ذمہ داری اور امر بالمعروف و

فلولا كان من القرون من قبلكم اولو بقية ينهون عن الفساد في الارض الا قليلا ممن انجينا منهم و اتبع الذين ظلموا ما اترفوا فيه و كانوا مجرمين (۱۱۶)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان امتوں میں ایسے باشعور لوگ کیوں نہ ہوئے جو لوگوں کو فساد سے روکتے۔ ان امتوں میں چند لوگ ایسے ضرور ہوئے جنہوں نے لوگوں کو برائی سے روکا۔ لیکن ان کی تعداد بہت کم تھی۔ ان میں سے بیشتر لوگ ظالم تھے۔ ان کے پیچھے پڑ کر اپنی عاقبت خراب کر لی۔

شاعر اسلام، اکبر مرحوم اقبال نے اس حقیقت کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کی رائے میں یہ ساری خرابیاں جنہیں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، اس لئے پیدا ہوئی تھیں کہ مسلمانوں نے اپنی ذمہ داری ادا نہیں کی تھی۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں اپنے مشاہدوں کے بارے میں کہا ہے

[illegible]

امت کی مسلسل رہنمائی و نگرانی

زمانہ کا حقیقی خلا

[illegible]

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین و من بھم باحسان و دعا بدعوتھم الی یوم الدین

سب سے پہلے اللہ جل ذکرہ کی توفیق شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھ ناکارہ و نالائق بندہ کو اس قابل بنایا کہ میں عرب و عجم کے مختلف ممالک میں بہار دعوت سے جا کر اس کا صحیح نقشہ دیکھ سکا اور اپنی آنکھوں سے وہ مناظر دیکھ سکا جن کے متعلق میں اب یہ کتاب لکھ رہا ہوں۔

ملک کا فیشن

میں نے بعض اوقات پڑھے لکھے نوجوانوں سے ہندوستان کی مختلف مسائل پر گفتگو کی ہے۔ ان میں سے بعض سے ان مختلف مسائل پر گفتگو کرنے کے بعد جب میں نے یہ کہا کہ آپ کا اصل مرض کیا ہے تو ان کا جواب یہ تھا کہ

ان میں بعض سے اقتصادی مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے سیاسی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے تعلیمی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے مذہبی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے تہذیبی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے معاشرتی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے سیاسی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے تعلیمی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے مذہبی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے تہذیبی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔ بعض سے معاشرتی مسائل دریافت کئے گئے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہمارے ملک کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کوئی اچھا لیڈر نہیں ہے۔

ہیں اور قصبوں میں پائی جاتی ہیں اور جہاں حقیقی مسلمانہ زندگی کا سرچشمہ ہے

یہ ہے بڑے گروہ اور دستہ قوم اور ملت کی صحیح پہچان کا جو اس کا مسلمہ ہے میرا ارادہ نہیں افراد کے مسئلہ کی طرف جس کا فیصلہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیں گے کوئی ملک اس سے خالی نہیں خواہ اقتدار اور انقلاب کیسی ہی لائے ہو، تاریخ کیسی بدل گئے ہو، مسئلہ اس وقت کل کا نہیں رہتا ہے جب کہ وہ قوموں کی صحیح پہچان سے ہیں اس تناسب قوموں کو مٹتے بگڑتے کیسے ہی طریقہ پر ہوتی ہیں جس کا کوئی حد نہیں ہے۔

انسانی دنیا کی تاریک ترین صدی

چھٹی صدی تھی انسانی دنیا کی تاریک ترین صدی ہے جس میں انسانیت شدید زندگی کی رمق بھی نہیں رکھتی تھی یہ تین کا خیال نہ تھا اخلاقی حس، مروت، ہاں ہی کوئی کتاب محفوظ تھی نہ محفوظ اور سابق دینوں کی رہنمائی پورا عالم ایک اندھیرے میں تھا۔ ایک جسم ہے روح کی طرح نہ انوری کوئی کرن نہیں انسانیت کے قلب میں وہی دردیں تھی غرضیکہ دنیا تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس جزیرہ پر جس پر آپ اور ہم بستے ہیں یہ جو ہم کو اور پورے مسلمانوں کو دنیا سے زیادہ عزیز ہے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا آپ کی بعثت ایک نبی کی بعثت تھی یعنی وہ سلسلہ تھی ایک پوری امت کی بعثت کے ساتھ اس کا ایک بہت بڑا حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت میں کیسی صفات پائی ہیں جو کسی امت میں نہیں پائی گئی ہیں جو صرف اس امت کی ہیں

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ

تم بہترین امت ہو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو تم بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ہمارے اس مادی دنیا وصف نہیں، بلکہ جو وہ عمل ہے دوسری قوموں نے کیا ہے تم کیسی امت جس کا صدر من اللہ ہو کیسی ہو ایسا اس ذمہ داری سونپی گئی ہو جس سے بڑھ کر کوئی ذمہ داری نبوت کے علاوہ نہیں ہو سکتی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، بعثت مقررہ تھی ہر ایک امت کی بعثت سے وابستہ تھی۔ یہی وہ چیز ہے جو انسانیت کے انجام پر نگران ہوتی

تہ سب لی ... ہوؤں کے عروج و زوال کی تاریخ اور نظریہ ... صدی کی تاریخ کس یہ ... یا تحریر ہوسکتا ہے قرآن و حدیث کے ... ان واضح تعبیر میں ... ہوسکتی ہے کہ ... میں جنت اور ... ہے تجاوز نہیں کیا ... اس موقع پر ... نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شنوا دیں پیش کرتا ہوں آپ نے فرمایا

بعثم میسرین ولم تبعثوا معسرین

(تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے ہوئے ہو ... پیدا کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے)

آپ نے نعمت کا لفظ اختیار کیا اور اس سے مسلمانوں کو ... ہم کو جو منصب یا ... ان کے ... ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کیلئے تھا جو بھی بڑا ... ہے اس کی ذمہ داری ... ہوتی ہے ... ہوتا ہے اس کی ذمہ داری ہوتی ہے اس احساس نے صحابہ کرام اور ان کے ... کو ... بنا دیا ... کا ہوکہ دائرہ پھیلتے ... ہوئے کوئی پیچیدہ ثقافت اور صدیوں کے اس معیار پر نہ ... مگر اس کو یہ احساس رہتا تھا کہ وہ کیا ہوا ہے (یعنی ...) اس سے ... کے ساتھ ... ہوا ... یہ ہر ... موجودگی میں اور ... رہتے ہوئے انسانوں اور قوموں کا یہ انجام کیوں ہوا۔

ہم اللہ کی کے قاصد ہیں

ایران کے سپہ سالار اعظم نے حضرت ... بن عامر[1] سے جب اسلامی فوج کے ... پر مشتمل تھی ایران پر آئی پوچھا تم وہاں کیا چیز ... ہے جس نے تم کو ... یہ ... نکلنے پر مجبور کیا؟

انہوں نے اس کے جواب میں دو ... خبر و ... انگیز ... تاریخی جملے کہے جس کی نظیر ... تاریخ اور ... میں نے قاصدوں ... سفیروں کی زبان سے ... کہے ... حکومتوں میں نہیں ... تاریخ ... کہ ... کوئی چیز ... کہیں ... ہم اپنے ... کہتے ہیں ... تاریخ ... ہے ... خاص طور پر ... تاریخ ... کہ ... تاریخ میں ... ہوئے ... ہیں ... جو تاریخ عربوں کے ریکارڈ میں ... وہ اپنی ... رنگ ... اور ... میں ... تاریخ نے یہ کلمات ... سے ... ہمارے ... کئے ... جو آج بھی ... کانوں میں ... ہیں

[1] حضرت ... بن عامر ... تھے ... سے ... ہیں ... ہوئے ... تھے

اللہ ابعثنا (اللہ نے ہم کو بھیجا ہے)

میرے بھائیو! ذرا اعتماد کو دیکھو جو اس اعرابی کی رگ رگ میں سما گیا تھا، کس بلندی سے وہ بات کر رہا ہے، احساس کمتری کی کوئی قسم اس کے قریب پھٹکتی نہیں۔

رستم سپہ سالار ایران شاہانہ تزک و احتشام اور اپنی شوکت و سطوت کے ساتھ جلوہ آرائے مسند ہے، ایک دیہاتی آ کر معمولی گھوڑے سے اترتا ہے اور اس کے کھرداب اور ریشم و دیبا کے فرش و فروش کو روندتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے، دربان کی ٹیپ ٹاپ نے اس کو ذرا بھی مرعوب نہیں کیا۔ جب رستم نے اس سے کہا کہ تم کو کیا چیز یہاں لائی، اس کے تو جواب ہو سکتے تھے کہ تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے کہ کہتے کہ لشکر و ساز و سامان کے ساتھ آئے ہیں، تو کہتے کہ خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی گزارنے کے شوق میں نکلے جو ایران میں پائی جاتی ہے یا تامل کے قلم و رستم سے مجبور ہو کر اقدام کیا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں بلکہ جذبۂ ایمان اور قلبی سکون کے ساتھ انہوں نے (ایران ان کے خیال سے بہت بڑا تھا، بلکہ سمندر پار تھا اور سمندر پار تھا) یہ کہا نہیں ان میں سے کوئی چیز ہم کو لے کر نہیں آئی صرف اللہ نے ہم کو بھیجا ہے یعنی صدی مسیحی کے اسلامی پیغام کے اولین حاملین کے اعتماد کا یہی حال تھا۔

رستم اس بات کی توقع بھی نہیں کر سکتا تھا میرے بھائیو! میں پھر بے دھڑک سے کہہ سکتا ہوں کہ رستم کو اس بات کی ہرگز توقع نہیں تھی خواب میں بھی اس کو دیکھ نہیں سکتا تھا ایک دیہاتی جو معمولی لباس پہنے ہوئے تھا جس کو ایرانی ہدایت حقارت آمیز نگاہ سے دیکھتے تھے یہ اعرابی کون تھے اگر ان میں سے کوئی پکڑا جاتا تو اس کی قیمت ایک لاکھ سے کم ہوتی تو وہ نگاہوں میں جچتا نہیں تھا بلکہ لوگ اس کو حقیر جانتے تھے اور ٹوپی ایک لاکھ سے کم ہوتی تو لوگ اس کو گھٹیا تصور کرتے تھے وہ درباروں کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتا تھا، یہ بدوی جس کا لباس مکمل نہ تھا وہ سکتا ہے اس نے کاندھے پر لباس پڑا ہوا، کہا تھا وہ کہتا ہے "اور اللہ نے ہم کو بھیجا ہے" یہ کہہ گیا ہے، اس کا جلال ہے ایک رعب ہے، جس کی گونج دلوں میں ہوگی۔ جس کا پکار تاریخ میں ہے اس نے جواب دیا نہیں اللہ نے ہم کو بھیجا ہے تاکہ ہم نکالیں "عقیدہ توحید سے سرشار، ایمان و یقین کی دولت سے مالا مال اس اعرابی نے نہایت دقیقہ رسی سے کام لیا کیونکہ وہ ایک دین کی اور عقیدہ توحید کی آخری آسمانی پیغام کی نمائندگی کر رہا تھا۔ اس نے کہا ہم خود نہیں آئے اللہ نے ہم کو بھیجا ہے

یہ بات صرف سامنے موجود کفار مکہ کے لئے نہیں تھی بلکہ ان کے بعد آنے والے ہر انسان کے لئے ہے کہ اگر نکلنا ہی ہوتا تو ہم کب کے نکل چکے ہوتے، مقدر کی بات ہے کہ یہ علم ہم کو اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ملا اس لئے انہوں نے کہا اللہ نے ہم کو بھیجا ہے "تبشیر بکلمہ نہایت دقیق اور نپا تلا ہے جیسے سوچ سمجھ کر غور کیا گیا ہو، ماہرین قانون کی دقیق دفعات سے زیادہ باریک اور دقیق لیکن یہ سب دفعتاً ہو گیا ایمان کی زبان سے بول دیا بلکہ انہوں نے کہا کہ اللہ نے ہم کو بھیجا ہے تاکہ ہم بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں داخل کریں۔ اس جملہ سے انہوں نے صاف اشارہ کر دیا کہ تم نے اللہ کے بندوں کو اپنی بندگی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے جو ایران کے طرز حکومت و معاشرت اور کسریٰ اور قیصر کے طرز عمل سے دنیا کو معلوم تھا اور ان کی شہنشاہیت اور شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے بھی ظاہر ہو رہا تھا

حضرت ربعی بن عامرؓ نے یہ بات واضح کرتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم کو اللہ نے بھیجا ہے کہ لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی میں داخل کریں اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں لائیں، ان جملوں کو سوچ سوچ کر میں عالم حیرت میں کھو جاتا ہوں اگر وہ کہتے دنیا کی تنگی سے نکال کر آخرت کی وسعت میں لائیں تو اور بھی تعجب کی بات تھی۔ اگر آخرت کی وسعت کہتے تو بالکل حیرت نہ ہوتی لیکن انہوں نے تو کہا دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا کی وسعت میں لائیں، تم دیکھ رہے ہو میں زندگی گزار رہے ہیں، تمہاری زندگی اس خوبصورت پرندوں کی طرح ہے، جن کو پنجرے میں بند کر دیا گیا ہو، دانہ چگنا ہو، پانی کی پیالیاں ہوتے کی ہوں اور جن برتنوں میں ان کو کھانے پینے کے لئے دیا جاتا ہو وہ بھی سونے کے ہو لیکن بہرحال پنجرا پنجرا ہی ہے، تو ہم اس لئے آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم کو دنیا کی تنگی سے نکال کر جس کو تم اپنی کم علمی اور جہالت کی بنا پر وسعت سمجھ رہے ہو، بلکہ اس سے نکال کر اپنی مقام عنایت (جس سے اللہ نے تم کو عزت بخشی ہے) سے آخرت کی وسعت تصور کر رکھا ہے۔ اس کی تنگی کو اپنی عبودیت مذہب سے اور الفیت ملاوٹ بیت کی حقیقت ناشناسی سے تم نے وسعت سمجھ رکھا ہے، ہم تم کو اس تنگ و تاریک زندگی سے نکالنے کے لئے آئے ہیں تمہارے سینے تنگ ہیں تمہارے دل تاریک ہیں، تمہاری آنکھیں بند ہیں۔ تمہاری سماعتیں رک چکی ہیں تم کو آزادی کا شعور نہیں تم حریت آشنا نہیں ہو، حال لذت سے

وقف کیے۔ اور فرشتے رات دن ان پر آسمانی بندوق سے آگاہ کیے۔ اس تنگی سے پہلے اوائل کے لئے جس میں محمد ﷺ کے گرد فراہم ہوئے تھے۔ ان کی دیانت و حسن تدبر نے تم کو لیے۔ انھوں نے اس انداز سے بات کی جیسے کہ اس کو پورا یقین ہو کہ وہ ان کے ساتھی جوان کے ہمراہ ہے ہیں فتح اور کشائش و عزت کی مدد کی ہے۔

بھی بڑا وہ عزت والی مدد کی کیا تھی۔ جس پر ان کو ناز تھا یا وہ عیش عشرت کی زندگی تھا۔ وہ تو عزت تشدد کی اور اقتصادی مقاطعہ کا کیا تھا۔ تنگ کی زندگی کی دشواریاں۔ مکانات درہم برہم کی۔ سامان جیسوں کی منتقلی تھی اور صحرا اور وادی میں ان کے ساتھ ان کی بیوی بچوں کے بال اور بچوں کی لذت سے ہر تار تھا۔ ان سے ان کی بیوی بچوں کو دور کی بھاگا رہے تھے۔

اللہ نے ہم کو کیا کہنا تھا۔ ان کو جو اپنے بندوں کی بندگی سے نکال کر ایک عدل کی بندگی میں داخل کر رہے۔ دوسری کی بندگی سے نکال کر نیا دعوت میں پہنچا رہے اور عدالت اور انصاف کے ظلم و تم سے نجات دلا کر اسلام کے عدل و انصاف کے سایہ میں لا رہے۔

اس دعوت کا بھی جانا جو ایمان میں خدا پر اپنے عقائد میں شامل اپنی سیرت و کردار میں بے نظیر اخلاق پیدا کرنے میں اور بھی اپنی سادگی پر کاری سیرت، فاضل اور انسانی ہمدردی کے جذبات اور ان تکالیف و مصائب سے انسانیت کو چھڑا رہے ہیں پر بے قراری اور بے چینی میں پڑی مشق آپ ہے۔ ایک نیا تجربہ تھا یہ سمجھا جاتا ہے دعوت اسلامی دعوت تھی اس لئے پورا عرب اس لڑی میں پرو گیا اور سب کے سب پیغام آسمان کے حامل اور پیغمبر اور سفارت ورس گئے۔ اس نے تاریخ کو نیا رخ دیا۔ کیونکہ چھپی اور ساتویں صدی مسیحی اس سے کہیں آگے جا چکی تھی۔ چند سال افراد اور میں اثر انداز ہو گئیں۔ قرآن کی شہادت موجود ہے کہ وہ پہلے تو قرآن کے ذریعہ اور قرآن کی اہل سے والے نظر میں معاصر تر یہ قوم تھے۔ ان میں یک اوصاف کے افراد پائے جاتے تھے قرآن فرماتا ہے۔

لیسوا سواء من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون ایات اللہ اناء اللیل وھم یسجدون یومنون باللہ والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولئک من الصالحین

جو سب یکساں نہیں (انھیں اہل کتاب میں ایک جماعت قائم ہے۔ وہ لوگ اللہ کی آیتوں کو اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بری سے روکتے ہیں اور اچھی باتوں کی طرف دوڑتے ہیں یہی لوگ نیکوں کار میں سے ہیں

تو آج دنیا کی وہ ہے کہ جس کی معاشرہ نیک اور صالح افراد سے خالی رہ گئی ہو سماں سوسائٹی پر ان لوگوں کی اکثریت ہو جو انسانیت کے لیے سراپا ضرر اور نقصان دہ ہو اس نے کہ وہ گئے ہیں افراد تھے ایک چوتھی قوم ہی جو عبد و بندگی یزدان، حق کی طلب، اخلاق کردار کی بلندی ایثار و قربانی کے جذبہ، شہادت و سپہ گری کے حوصلے اور بیدگی و متانت کے اس معیار پر ہو جب ہی وہ ایسا عظیم اور غیر معمولی انقلاب برپا کر سکتی ہے جس کا اسلامی تاریخ نے مشاہدہ کیا

مجھے یہ بھی یہ کہنے دو اور اسے بھی حقیقت اصل جو مشاہدہ ہے جو سب سے زیادہ ہے وہ کسی ایسی قوم کا موجود نہ ہونا ہے جو تمام قوموں کے لئے مثالی ہو۔ قوموں میں افراد کو خاطر میں نہیں لاتیں۔ یہ بات حقیقت ہے کہ اور خاص نظر سے مطالعہ کرنے والوں کی نظر میں یہ بات ہے وہ چند افراد کے صلاح و تقویٰ کو نہیں دیکھتیں کیوں کہ چند افراد تو ہر قوم میں پائے جاتے ہیں عربوں میں بھی ہیں، مسلمانوں میں بھی ہیں، لیکن یہ قومیں بحیثیت قوم دیکھتیں، ان کی تنظیریں منتظر ہیں، کسی قوموں کی یا کسی قوم کی جو انسانیت کی قیادت کی صلاحیت رکھتی ہو، جو دوسری قوموں سے عقیدہ کی صلاحیت میں، کردار و فریاد کے جذبہ میں، سادگی اور کم پیدہ میں، خواہشات نفس سے بلند ہو کر کردار کی بلندی سے بالاتر ہو کر زندگی گزارنے میں عمدہ نظر آئے اور اس کو اس چیز میں کوئی کشش اور جاذبیت محسوس نہ ہو جس میں دوسری قوموں کو محسوس ہوتی ہے، چاہے وہ قومیں سیادت و قیادت، تہذیب و ثقافت علم و فنون اور فلسفہ و حکمت کے باسرعروج پر کیوں نہ پہنچ جائیں، تمام یورپی قومیں بلکہ پوری انسانی سماج ابھی تک کوئی ایسا نمونہ پیش کرنے کے لیے تیار نہیں جو ان قوموں کے سامنے رکھا جا سکے۔ کسی قوم کو دیکھ کر کہے کہ تیار نہیں جو ان قوموں کے مقابلے میں ہمیں اطمینان اور یقین نہیں رکھتی، کیوں کہ ان کے مقابلہ میں ان کو دنیا آگے بھی ہے اگر یہ بھی اس دنیا کے پیچھے لگے تو انھیں خواہشات کے چکر میں پڑ گئے ہوں گی طرح عیش کوشی اور لذت پرستی کا شکار ہو گئے جس کی یورپ میں چل جاری ہے تو ہمیں بھی یہ نہیں کہنے کہ ہمارے مسلمان بھائی اس سے کسی طرح بچ جائیں

[illegible] صلاحیت اور قدرت کے ساتھ [illegible] کی حفاظت [illegible] کی [illegible] فرمائے [illegible] ان کے [illegible] کی [illegible]

حضرت [illegible] سے فرمایا تھا [illegible] تو میں [illegible] چلا جاتا یہاں تک کہ [illegible] اسلام کا پیغام [illegible] کی [illegible] نہیں [illegible] سے [illegible] تھے مسلمانوں کا ایمان [illegible] وہ [illegible] میں [illegible] سے [illegible] کا [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کا [illegible]

آج زمانہ جو لعب اور لہو و لہو سے عبارت ہے!

آج زمانہ جو لعب اور لہو و لہو سے عبارت ہے اور اس طرح کی خبریں شائع ہوتی ہیں [illegible] پھر پریشان کن، اگر آپ ایسی خبریں تلاش کریں تو کئی جلدیں اور پریشانیوں سے بھری رکھی ہوں گی آپ تھک کر بیٹھ جائیں گے یہ بات اس سے پیش آتی کہ ہم مقصدیت سے رشتہ توڑ کر لہو و لعب کا شکار ہو گئے، لہو و لہو ہمارے اوپر حاوی ہو گیا، ایسا کیوں ہوا اور اس [illegible] سے نکلنا ہو گا، وہ [illegible] ہر مسلمان [illegible] ہونا چاہئے، یہاں کہ جس [illegible] کی [illegible] ہو وہ [illegible] کو [illegible] ہے [illegible] تو [illegible] [illegible] سے [illegible] اسلام [illegible] کر [illegible] کیلئے [illegible] ہے وہ [illegible] ہے [illegible]

پورا یورپ اس کتے کی طرح ہو چکا ہے

پورا یورپ اس کتے کی طرح ہو چکا ہے جو ہانپتا ہے [illegible] اور وہ بھی ہے اور [illegible] بھی ہانپتے اور یورپین قومیں [illegible] کی [illegible] کی طرح ہے [illegible] کی [illegible] تک [illegible] یورپین قومیں اپنی [illegible] کھو چکا ہے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] باقی [illegible]

خطبات خطبہ جمعہ ۔ ۔ ۔

تو ہے ہدایت آج بھی قرآن مجید کے واسطے سے عربوں کے پاس قرآن کے صفحات میں اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہے ہم ہندوستان والے برصغیر کے رہنے والے جزیرۃ العرب کی طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھتے ہیں ایک تاجدارِ امت کی حیثیت سے اور ایک حامل پیغام امت کی حیثیت سے بڑے افسوس اور شرمندگی کی بات ہے کہ ہم کو ایک تجربہ ہوا جو تجربہ ہمارے حسب حال تھا اور نہ آپ کے خیالی شاں ہمارے بہت سے بھائی آپ کے دیوانہ وار ہیں آپ کے خوش خصلت کے خوش ہیں لیکن حقیقی خوش چلنی اور دیوانہ گی قرآن و ایماں کے دسترخوان پر اس کی لعنت ہائے نادر دال ہے۔

ہم اپنے ہندوستانی اور پاکستانی بھائیوں سے کہتے رہتے ہیں کہ ہم جو دولت اپنے عرب بھائیوں سے پٹرول کی شکل میں حاصل کر رہے ہیں یہ اصل دولت نہیں ہے بلکہ اصل دولت جو مدینہ میں پرکاوی عربوں کی اصل دولت ہے اس میں سے حصہ ہونا چاہئے۔ میں آپ نوجوانوں سے بہت پر امید ہوں کہ وہ اپنے کو اس بلند منصب کے لئے تیار کریں گے قیادت و رہنمائے منصب کے لئے اور اس تہذیب یافتہ لوگوں کے لئے ایسا ایمانی و قابل تقلید نمونہ پیش کریں گے جو تہذیب تمدن اور ترقی پسندی پیش قدمی کے دعویدار ہیں

امریکہ اور یورپ کے ملکوں میں یونیورسٹیوں کے بڑے اساتذہ سے میں نے کہا بہت افسوس ہوا کہ ہم نے اپنے عرب مسلمان نوجوانوں میں شاں و امیازی نہیں دیکھی دوسروں کے رنگ میں رنگے ہوئے اور کہیں کے سانچہ میں ڈھلے ہوئے نظر آئے ہم جزیرۃ العرب میں رہیں تو سونا اگل رہیں اور جب امریکہ اور جاپان جائیں یا کسی بھی ملک میں جائیں تو وہاں بھی قابل تقلید نمونہ بن کر رہیں مسلمان تو ایک ہوئے ملک اور چھپ نہیں سکتا

یہ ایک بات ہے جو میں آپ سے کہنا چاہتا تھا میرے دوستوں اور بھائیوں کی طرف سے یہ پیغام نہیں ہے بلکہ یہ انسانیت کا پیغام ہے۔ اگرچہ میں بہت چھوٹا ہوں لیکن میں انسانیت کا نمائندہ ہوں

میرے کان دلوں کی دھڑکنیں ضمیر انسانی کی آواز انسان کی سرگوشیاں سن رہے ہیں۔ میں یہاں کھڑا ہوں لیکن دنیا کے آخری حصہ میں امریکہ اور یورپ والوں کے جذبات و خیالات میرے کان سے ٹکرا رہے ہیں۔ آپ بھی ان کو سن کر محسوس کر سکتے ہیں مؤثر و زندہ

سلام اور خدمت خلق

[illegible]

الحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن یعیم باحسان الی یوم الدین

حضرت میرے لئے میرے لئے، کے لئے اگر یوں سے اوقو میں ہوں کہ تمام حاضرین کے لئے، باعث خوش قسمتی کا بلکہ بڑی بڑی سعادت کا اور قابل شکر موقع ہے کہ ہم ایک دعائی مرکز میں یہ رفاہی کام کے سلسلہ میں جمع ہوئے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ اسلام میں خدمت خلق کو کیا درجہ دیا گیا ہے کسی مذہب میں رچیں تک میرے مذہب کا تقابلی مطالعہ ہے) مجھے نہیں معلوم اور مجھے اب تک اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ کہ اللہ کے بندوں کی خدمت، خلق خدا کی خدمت جو تمام خدمتوں اور حقوق کا ضمیمہ لیکن ہے ہوا ہے، اسلام کے سوا آپ کو کسی اور مذہب کی تاریخ میں ایسی مثال ملے، اسلام کے حدیث میں آتا ہے الخلق عیال اللہ (تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے)

---

(۱) ایم اے، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی، ڈی لٹ، ڈی ایس سی، ایف آر ایس، ایف آر ایس ایل، ایف آر ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس، ایف آر ایس ایس ایل ایس

ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے مخالفین کے خلاف ایک محاذ قائم کرتے ہیں۔ اس محاذ کی تشکیل میں

قوم مشائخ عظام صوفیاء اولیاء اللہ بھی اس کو تحفہ پیش کیے تھے ان کے لیے اقتصادیات میں حیرت ہوتی ہے کہ انھوں نے کتنی بڑی آبادی کو اتنی بڑی مشقت، محنت کی قوتوں کو جہاد، دوسروں کی تخلیق کو ہموار کرنے کے لیے وہ کون سی تخلیق میں لگا دیا ان کے واقعات آپ دیکھیں گے وہ سوچ کر کانوں میں انگلیاں دے لیں گے جس سے کب جانے کہاں پڑے تھے

دیکھئے انسان کی پیدائش ہر چیز عزیز ہوتی ہے چھوٹی سے چھوٹی چیز عزیز ہوتی ہے یہاں تو بہت بڑی چیز ہے یہاں اللہ کی ایک ایک مخلوق بھی عزیز ہے، مخلوق کو پیدا کرنے کی اتنی تحقیق عزیز کیوں ہے، ہمارے لیے کا مسئلہ ہے، حیات کا مسئلہ ہے، قیامت کے دن اس کا فیصلہ ہوگا لیکن اس دنیا میں تو حد بندی، حد بندی دوسرے حاضرین کہتا ہے، سب مسلمین کہیں نہیں کہتا ہے اور پھر اسے کا لفظ قرآن میں اتنا عام جائز استعمال ہوا ہے کہ اس کے مقابلہ میں اردو کا کوئی معزز لفظ نہیں رہا جا سکتا کہ ہر طرح کا سوال کیجئے ہر طرح کی ہر گیری کرنے والے ہیں طرح بہت بڑی خدمت کی نہیں بلکہ اس وقت ایسے حالات تھے ہیں جس کے لئے ہمارا فائدہ کیا گیا ہے اور پچھلے سو سے اس کا جس کا ذکر ہوا کہ دوں کہ ملکوں میں اس چیز کی بھی ضرورت تھی کہ مرجوع شہر میں یا مغلی ہو شہر خاص طور پر مسلمانوں کی طرف سے ایک ایسی دنیا کس لے ہے ہاں ہوں، ہوں اور ظرفہ کلیہ، ہو جو عام اسپتالوں میں کہیں ہوتا کس سے کہ وہاں خوش سے ہاں سے اور ڈیلی ہے لیکن یہاں تو خوبی ہے ثواب کی میدہ بھی ہے، ہی کی ضرورت ہے ہاں بھی ہے اور مجھ کس میں، انسان کو آدمی کی ضرورت ہے کسی ہو، پر بعض ثواب ہم ہیں سے کسی ثواب پر بعض ثواب دوسرے اور شوق کی ہو، پھر ذاتی اور میں ہے شوق کی نظر سے نہیں ہے ہاں بلکہ کسی رشتوں کی ہو، یہ ہے کہ یہاں تک ہاں لے ہے بتائیں کی حاجت ہو پر مسلمانوں کی طرف سے ہونے کی ضرورت تھی اور اس کی وہ صرف ہاں ہو سکتے تھے اور ہوتے ہیں جو ایسا کا نتیجہ ہیں انسان صدیوں کا نتیجہ ہیں اور ہوا ہے کی مخلوق اپنی ہوا ہے ہم ہیں کچھ کے عقیدہ میں داخل ہیں ہاں سے ہیں ہوتی ہے کہ ہاں ہاں کچھ ہم میں اس بڑے علمی مراکز میں اور ایسے شاندار روایات اور ہیں کے ہاں شہر میں ایسے چند ہم

انسان کی فطرت میں عشق و محبت کا عنصر

[illegible]

[illegible] کا دین ہے کہ اس میں مداخلت و وکالت کی ضرورت نہیں

[illegible]

صدیوں کا سانا [illegible]

[illegible]

[illegible]

دوسرا خطبہ

الحمد للہ محلصاً لہ الدین لا اللہ الا للہ الخالص و ما اتخذ من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کے علاوہ ان کے ساتھ بہت سے ایسے واقعات و مخاطبات اور اعمال و احوال وابستہ ہیں جو انسان کو خالق کی نشانیاں اور اس کے انعامات، اس کا دین، توحید اور اس کے رسولوں کا چہرہ دکھاتے ہیں، ان چیزوں کا نام اس نے "شعائر اللہ" بتلایا ہے اور ان کی تعظیم اپنی تعظیم بتلائی اور ان میں آزمائش اپنے حق میں کوتاہی کے مرادف بتایا ہے اور انسانوں کو اس کی اجازت بلکہ دعوت دی کہ اس کے ذریعہ وہ اپنی پوشیدہ اور مستور محبت اور عشق بندہ و قرب کے فطری جذبہ کو تسکین دے اور اپنی آسودگی کا سامان کریں۔

ارشاد ہے۔

ذلک ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب

یہ بات ہو چکی اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا ادب کرے گا سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

دوسری جگہ آتا ہے۔

ذلک ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ

یہ بات ہو چکی اور جو کوئی اللہ کے حکموں کا ادب کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کے پاس بہتر ہوگا۔

انسان کی فطرت میں عشق و محبت کا عنصر

انسان نہ صرف عقل محض ہے نہ مجبور محض، جو کسی قانون اور طاقت کے سامنے بے دست و پا ہو، وہ ایسی مشین پرزہ ہے جو کسی خاص قانون اور پہلے سے مقرر کردہ نقشہ کے مطابق ایک دائرہ میں گردش کرتا رہتا ہے، وہ عقل بھی ہے دل بھی، ایمان بھی ہے اور وجدان بھی، طاعت بھی ہے اور محبت بھی، اور اپنی اس عظمت و شرافت، اس کی طاقت و عظمت، اور بات و قدرت و اختیار کی برتری اور ایثار و قربانی کا راز پوشیدہ ہے، اسی کی بدولت اس نے بڑے بڑے سے بڑے مسئلہ پر قابو پایا، بڑے بڑے معقول کارنامے انجام دیئے، خارق عادت کام اسی سے صادر ہوئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسی کی بدولت وہ "انا" اس کے خالق کی جس سے آسمان، زمین اور پہاڑ سب معذرت کر چکے تھے اس شہپر کاہ سے کہ انسان بلند حوصلوں پر اپنا تفوق جتلائے اور مقرب فرشتوں کے بھی پر جلتے ہیں یہ حیوانات، نباتات اور جمادات کا کوکرا ہے؟

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ بیان فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے حسب نسب اور محبوب ترین چیز کے لئے پہلے کچھ نہیں چھوڑا تھا صرف خدا نے ان کے صدقہ و طفیل

اور صرف باقی رہنے والی چیز کے لئے دعا کی

یا ابراھیم قد صدقت فیما ادخرت لک کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین

اسی لئے ہم نے دیکھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی نسبتیں ہمیشہ ہی سے بہت اعلیٰ و ارفع رہی ہیں

حضرت ابراہیم کی تعریف میں ہے

ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب

بے شک ابراہیم بڑے بردبار بڑے رحم دل تھے

"صفوت" ہی کے علم سے محبت ہوتی ہے اور

اسی لئے قرآن مجید اس پر بہت زور دیتا ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے منتخب و منتقل اور اس کے صفوت کا ذکر بہت سے مقامات پر اس کے اوامر و نواہی کی بہتر تشریح و توضیح کے ساتھ بیان کا فصل دار بھی ہے اس لئے یہ مقامات جن محبت و شوق کا پرتو شمار ہیں ان سے کہ بعض اہل اسلام کی تحصیل اور ثبات متصل کے تصور سے بھی پہلے ہی (ان اللہ اصطفیٰ سلالۃ ابراہیم کے بیان اور ان کے اہل و شرکاء) جس سے رسول کی محبت و شوق کو دیکھ کر ہے اور محبت جوش مارتے لگتی ہے کہ اس کی بنیاد ثابت رسول (۱)

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

(۱) [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

اس سے بڑھ کر بیش قیمت جو کبھی جھک نہ پائے

ان کی تسلیمن کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وعاہدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق۔ لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام فکلوا منھا واطعموا البائس الفقیر۔ ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق

اور (وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ابراہیم کو یہ حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو کہ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی تاکہ اپنے فوائد کے لئے آ موجود ہوں اور کچھ معلوم دنوں میں اللہ کا نام لیں ان چوپایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ پس تم بھی ان میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے نذرانوں کو پورا کریں اور چاہیے کہ (اس) قدیم گھر کا طواف کریں۔

امام مودودی لکھتے ہیں

"اگر اللہ تعالیٰ سے لقا کا شوق ہے تو مسلمان اس کے ساتھ اس کے بندوں سے بھی محبت کرے گا۔ خالق کی محبت ہر اس چیز کا سوال ہوتا ہے جس کی اضافت اس کی طرف ہو۔ کعبہ کی طرف ہونے کی نسبت عزوجل کی طرف ہے اس لئے مسلمان کو قدرتی طور پر اس کا کعبہ سے زیادہ عشق ہونا چاہیے۔ علاوہ اس کے اس کو آداب کعبہ و احترام کعبہ کی بھی کافی مشق کرائی گئی ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس کنکر کو پھینکنے کی حکمت بتاتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [

اس پر قاش سے کھوڑی دیر کے لئے حضرت ل، روہوار شوق کے حوالہ کر سے کی اس طرح بادیہ پیائی و گمراہی کر سے اس طرح مشاق و گمیں اپنے محبوب کے لئے کرتی ہیں کبھی اس شدید گی و اشفتہ سری کا مظاہرہ کرے جو مثل جنوں والوں وفا کا شعار ہے۔ اس لئے کہ کس کو موساتی ماج اور کم ہو رواج سے پہلو سلام بنایا ہو اس کو آزاد کون کہہ سکتا ہے؟ جو اپنی عادت وخواہشات اور مرغوبات کا اسیر ہو اس کو موحد کیسے کہا جا سکتا ہے؟ اسی طرح اسی شخص کو متبع فقرہ سرد اور عاشق کیسے کہا جا سکتا ہے جو ہمیشہ اپنی عقل پر اتکا کرتا ہے اور جب تک اپنی خواہش اور مخلوق عمل سے بیانہ سے کسی چیز کو ناپ نہ لے وہ اس کو معقول اور اپنی فوائد کے عین نہ جانے اس میں کسی کام کا داولہ اور اطاعت کا جذبہ ہی پیدا ہوتا اور یہ حج اپنی خصوصی شکل سے نہ تو عقل اور ہدایت سے پر ہتاروں اور نظم و دستور کے ایسے دین کے تو سانہ قوانین اور زندگی کے اس "دستور" کے ماتحت مناسک ہے جس کے واضع دین ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کے اندر ایسی یا ایسے اور حکم و نص حکم سمجھ کر بے چون و چرا بجالانے کا جذبہ اور ملکہ پیدا ہو اور ان "عقل کے نمونوں" کے لئے اپنے اس منصب سے بنا دیا جائے جو ہر چیز کو منطق وفلسفہ، بحث ومناظرہ و دلیل وحجت کے پیمانہ سے ناپتی ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ منطق استدلال سے کام لیتی ہے۔

امام عزالی نے حج کی حقیقت اور روح کو (جس کو ایسا بلیغ اور مطلق استقبال امر سے تعبیر کیا جا سکتا ہے) بڑے عجیب اور بلیغ انداز میں بیان کیا ہے اور اپنے موثر قلم سے اس کی دلکش اور دور رس تصویر کھینچ دی ہے، انھوں نے دین کے اس مہر کن کے قلب و جگر میں اتر کر بہت اچھی تشریح کی ہے، اس کے مغز اور جوہر کو ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے، جو بہت سے قدیم و جدید اہل فکر کی نظر سے اوجھل تھا۔

وہ لکھتے ہیں:

"اس (بیت اللہ کی) وسیع اور مکمل اس شاہی دربار یا شاہی ایوان کی طرح ہے جہاں پر عشاق مثل فراق برشوق گزار اور دربار عام سے اقبال دیدار اس حالت سر اور پر گرد و غبار پہنچتے ہیں، مرتب ادب کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ملکی تقاضے کا احسان لئے ہوئے، اس کی عزت و جلال کے سامنے اپنے بے قرار ہونٹوں کو بند کئے ہوئے اس تم و تعظیم سے ساتھ کہ وہ اس سے پاک اور بلند و برتر ہے کہ کوئی گھر اور پہاڑ و جاری اس کی عظمت و کبریائی کا لحاظ رکھتا"

ہیں کہ یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ یہ اعضاء اجسام مخصوصہ کے اس لئے بنائے گئے ہیں
تاکہ

اسی سے اس دلیل کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ یہ اعضاء اس لئے ہیں کہ انسان کا دل
چاہے تو ان سے کام لے اور چاہے نہ لے۔ مثلاً یہ کہنا کہ (فلاں) ایک خاص عضو پر پیدا ہوا
ہے تاکہ اس سے کام لے، اور دوسرا اسی قسم کے اور کسی عضو پر پیدا ہوا ہے تاکہ اس سے کام
نہ لے۔ یہ کوئی ایسی قسم کی تردید ہے جس کا سمجھنا بھی آسان ہو۔ کیونکہ ہر ایک
عقل والا اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اعضاء اس لئے نہیں بنائے گئے کہ کوئی ان سے کام
لے یا نہ لے، بلکہ اس لئے بنائے گئے ہیں کہ ان سے کام لیا جائے۔ اور اس لئے بنائے گئے ہیں
کہ ان سے کام لیا جائے۔ اور

حدیث کے بعد یہ بات عام طور پر کہی جاتی ہے کہ اس کا اصل اور حقیقی مقام دل ہے۔ دل کی حرکت پر تمام اعمال موقوف ہیں۔ اس لیے دل کی اصلاح کا قصد کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اعضاء کی اصلاح کی جائے۔ اس لیے کہ دل کی اصلاح سے اعضاء کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور اعضاء کی اصلاح سے دل کی اصلاح نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ دل کی اصلاح کے بعد اعضاء کی اصلاح کا قصد کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے سایہ کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کی یہ کوشش بیکار ہے۔ اس لیے کہ سایہ کا سیدھا ہونا اس کے صاحب کے سیدھا ہونے پر موقوف ہے۔ اسی طرح اعضاء کی اصلاح دل کی اصلاح پر موقوف ہے۔ اس لیے دل کی اصلاح کا قصد کرنا چاہیے۔ اس کے بعد اعضاء کی اصلاح کا قصد کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ دل کی اصلاح سے اعضاء کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور اعضاء کی اصلاح سے دل کی اصلاح نہیں ہوتی

حاجی حکم کا بندہ ہے اور اشاروں کا غلام ہے

حج پہ ہے ہ ر ب ا ر کاں وا ل ا ں ا ر ب ا ر ت ک ر ع ا ی ا ت کے ساتھ ا ا ع ت ک ھ ل ح ر ت ت ا ل ا ر ، ب ے چ ی ں ہ چ ر ا ھ ص ہ ا ے د ر ہ ر ط ا ل ب ے آ گ ے س ر ج ھ ا ک ے ی ے ک ا ن ا م ہ ے ، ح ا ل ی ک ی ک ہ ی ں ت ھ ر آ ے ہ ے ک ھ ی ی ں ، ک ھ ی ک ر ف ا ت ی ں ک ھ ی م ز د ل ف ہ ی ں ب ھ ی ٹ ھ ی ر ہ ا ہ ے ک ھ ی ج ی ر گ ا ڑ ت ا ہ ے ک ھ ی ک ہ ڑ ا ت ا ہ ے و ہ ح ک م ک ا ب ن د ہ ا ر ا ن ی ر ا ش ہ ا ر ہ ا ں ک ا غ ل ا م ہ ے ۔ ا س ک ا ف ک ر ہ ر ک و ئ ی ا ر ا د ہ ن ہ ی ں ہ ے ۔ ف ی ص ل ہ ص ر ف ا ف ت ا ب ک ی آ ا د ی ہ و ہ ی ں ا ن ی ں ا ں ی ں ے س ا س ب ھ ی ل ے ن ہ ی ں پ ا ت ا ک ا س ک و ح ر ک ا ت ج ا ے ک ا ح ک م ل ت ا ہ ے ۔ ی ہ ں م ز د ل ف ہ ی ں ، ر ک ے ک ی ا ج ا ز ت ہ ی ں ، ن ہ ا ز ا ں ہ ی ں ، ع ر ف ا ت ی ں ی ک ی ک ر و ہ ی ں ع ر ف ہ ک ی د ع ا ؤ ں ی ں ت ھ ی ں م ش غ و ل ر ہ ت ا ہ ے ، غ ر ب ے ا ف ت ا ب ک ے ب ع د ا ں ک ی ک ا ں ک ا ت ق ا ض ا ہ ی ہ ت ا ہ ے ک ہ و ہ ا ں ر ک ے ا و ر ا ت ر ا ت ک ی ہ ں ر ہ ے ل ی ک ں ا ں ک ے ب ج ا ے ا ں ؤ م ز د ل ف ہ ج ا ے ک ا ح ک م ل ت ا ہ ے ، ا و ر ا ت ر ا ت ک ی ہ ں ر ہ

ادا کی۔ بنی کہانی ہوائے ہے سیل نے اسی طرح بیت اللہ کا طواف کیا صفا و مروہ کی سعی کی اور منیٰ میں آ کر عید کے بعد تین رات گذار کر مراجعت میں مکہ پہنچ کر عمرہ ادا کیا۔

ساطرس روس مقام میں کہانی کی ان منزلوں میں جو ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ میں اس مقام میں پہنچا ان کی تقلید عارف سے بحث سے بچنا اور ان کے مرتبہ علمی میں جن سے جو کچھ ان کو فائدہ حاصل کرتے ہیں ان کی روایت شوق میں جس کی وہ بہت تعریف کرتے ہیں مسلک کے ان مختلف طبقوں اور عالموں کی صحبت میں جب روایت ان کو میسر آئی ہے دینی و علمی مجلسوں اور اجتماع میں جس کی تکلیف میں پڑتے ہیں اور وہ دعا سے استقبال کرتے ہیں آخر مرحلہ میں جو ہر مقام اس وقف میں آتے ہیں ان کو جس کی بہانے ہیں ہوا ہے بھی موجب ہے جو ہر دو دن کی بیت الوحشتی ہے بہت سے دینی جوصہ ادا کی جاتی ہے مشکل ہوا وقفین کی مدد فعالی کے مشتق ہیں ان کو بہت ہی کوچہ سے بچا لاتی ہے وہ بچہ دیتی ہے جو بچے سے قریب تھی یہ بچہ بھی رحمت الٰہی کی طرف سے ان کے لئے ہے اس میں جوش پیدا کرتی ہے عالموں کے لئے تعلیم لسان بنجاتا ہو اس کی بھائی دعا میں رحمت الٰہی کی طرف متوجہ کرتے ہیں یہ خاصیت ہے دعا کی عبادت تحت سے تحت ہوا میں بھی رحمت اور دق شوق کی جو کہیں سے اس وقت کے اس کی طرف بہت سے اہل نظر دل میں ملا سلام سے (بقیہ) جو کہ ہے

معاشرہ انسانی کا باہمی ارتباط

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل اللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ و صحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء ، واتقوا اللہ الذی تساء لون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم) سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا (یعنی حوا) اس سے بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پیدا (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلائے اور اللہ سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت برآری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع رحمت سے بالخصوص) بچو بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے

یہ آیت سورہ نساء کی ہے سورہ نساء کا نام ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام نے طبقہ اناث کو جس لطیف کو کیا مقام دیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ طبقہ اناث سے متعلق اسلام نے قصور اور سورہ عورت کی باہمی ذمہ داری اور تعلقات کی نوعیت پر یہ ایک بڑی روشنی ڈالی ہے پہلے تو اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ان دونوں طبقوں کی خلقت ایک ہی طرح ہوئی ہے اور ان دونوں کی قسمت ایک دوسرے سے وابستہ ہے گویا ایک ہی کے دو حصے ہیں مرد و عورت کی سماجی ساخت میں معلوم بنیادیں اس سے ہیں کہ دونوں زندگی کا مقصد پورا کر سکیں۔

پہلے تو ان دونوں طبقوں کا خود نفس واحد سے ہونا پھر اس نفس واحد کو دو حصوں میں

تسلیم کرتا ہے کہ اس تقسیم سے ... جو دان میں کوئی تساہل برتی جائے بلکہ دونوں ... ایک ہی نقطہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ ... دیا میں خرچ کرنے والے انسان وہم خواہش کی جس سے ... یا ہے، ... ہے کا حصہ ہے پھر ... کے جذبات دلوں سے نکل انسانی ... آلودگیش ... اور آلائش ہوئی ... دلی نے دلوں کی رقابت محبت اور ہم عرقی میں بدلی، ... کہ جو دو بھائی ان سے ہم دلوں ہوئے اور ... دلوں سے ... ہوئے ... یہاں تک کہ صحیح تعداد کا شمار لیسو بھی نہیں لگا سکتا ہے کہ ... کتنے ... پیدا ہوئے؟ اس ... صرف خدا جانتا ہے "کثیر" کے لفظ سے خدا نے اس کی کثرت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

سائل بھی اور مسئول بھی

پھر ارشاد فرماتا ہے "یہ ... خدا سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو" قرآن مجید میں انتہائی طور پر تصریح کر دیا گیا ہے کہ ... سوسائٹی کا ہر فرد ایک دوسرے کا محتاج ہے، ایک سائل ہے اور ہر ایک مسئول ہے پھر تم ہر طرح نہیں کہ ... مالکین ایک طرف ہیں اور سوئین دوسری طرف بلکہ ... سائل ہے وہ مسئول بھی ہے اور ... مسئول ہے وہ سائل بھی ہے" تساوی کا مشترک سوال وجواب ... الگ الگ ... میں ہر ایک ... ہے جس میں ہر ایک دوسرے کا ... ہے۔

مرد عورت کے غیر یا قدرتی اور فطری غرض شکوہ طریقہ سے ملے نہیں کر سکتا اور کوئی شریعت ... قانون یا ... کے بغیر ... طریقہ سے ... نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو دوسرے کا ... سائل ... دیا ہے کہ اس کے لئے رحمدل ... گذر سکے

خدا کا نام بیگانوں کو یگانہ بناتا ہے

پھر بھی یہ فرمایا کہ "وہ خدا جس کے نام پر تم ... کرتے ہو" وہ خدا ہے اسلامی معاشرہ خدا ... عقیدہ ... خدا کی عظمت خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت، عالی الدرت اور خدا کی وحدت پر ... میں تو ... ایک مسلمان مرد کی مسلمان عورتوں سے ہم سری اور رفاقت جب ... دنیا ... ہے ... خدا کا نام ... میں لائیں، خدا کا نام بیگانوں کو یگانہ بناتا ہے، وہ کو ... یک کرتا ہے غیروں کو اپنا بناتا ہے اور جن کی پرچھائیں بھی پڑنا گوارا نہ تھی ان کو ...

قریب اور عزیز بنا دیا جاتا ہے اس کے بغیر زندگی کا صحیح تصور بھی نہیں ہو سکتا، وہ ایک دوسرے کے لئے جیتے اور مرتے ہیں، شوہر اور بیوی کا تعلق، ان کی محبت و اعتماد کا تعلق ہے کہ بعض اوقات وہ والدین کے تعلق سے بھی بڑھ جاتا ہے، جو بے تکلفی، جو بے تکلفی، جو اخلاص جو سادگی، جو فطرت ان کے درمیان ہوتی ہے، کسی اور رشتہ میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سب اللہ کے نام پر کرشمہ ہے، خدا کا نام بیچ میں آتا ہے تو ایک نئی ہی دنیا وجود میں آجاتی ہے، کل تک جو غیر تھا، یا غیر تھی، وہ چوں سے بھی زیادہ بڑھ کر اپنا بن جاتا ہے، ایک مسلمان مرد، ایک مسلمان عورت، ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلف نہیں ہو سکتے، ایک دوسرے کے ساتھ بعض اوقات سو بھی نہیں کر سکتے، ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں لیکن جب خدا کا نام بیچ میں آجاتا ہے، تو ایک مقدس رشتہ قائم ہو جاتا ہے

ہمارے قرآن "معجزہ ہے کہ "فالف بین قلوبھم" کہہ کر معاشرہ انسانی کا باہمی اختلاف، پوری طاقت سے اور ہر ایک کا ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جانا ایسا بیان کر دیا کہ کوئی بڑے سے بڑا مشہور اور بڑے بڑے چارٹر بھی اس کو بیان نہیں کر سکتے، فلسفہ اجتماع و مرقیات (سوشیالوجی) کی بڑی ضخیم کتب بھی اس کو نہیں بیان کر سکتی۔

پھر یہ فرمایا کہ جس مقام بیچ میں لا کر حرام کو حلال کرتے ہو، نا جائز کو جائز کرتے ہو، اپنی زندگی میں انقلاب عظیم لاتے ہو، اس پاک اور برے بھی کی لاج بھی رکھنی چاہئے، دیکھئے کے گہرے اور مستحکم تعلق کو قرآن مجید نے ایک دوسرے لباس میں بھی بیان کیا ہے فرمایا "ھن لباس لکم و انتم لباس لھن" تم ایک دوسرے کا لباس ہو جاتے ہو، یہ بھی قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے، کہ اس کے لئے "لباس" کا لفظ استعمال کیا، جو ستر پوشی اور زینت زندگی میں اہم ضرورت ہے، "لباس" کے لفظ میں وہ سب کچھ آگیا جو زوجین کے باہمی تعلق و اعتماد کے متعلق زیادہ سے زیادہ کہا جا سکتا ہے تم ان کے لئے لباس ہو اور وہ تمہارے لئے لباس ہیں، لباس کے بغیر جس طرح انسان حیوانیت سے قریب تر نظر آتا ہے، ملیک صحرائی مخلوق نظر آتا ہے، ویسے ہی ازدواجی زندگی کے بغیر انسانی غیر متمدن نظر آتا ہے، اس کو غیر متمدن اور غیر مہذب سمجھنا چاہئے

رشتوں کے توڑنے سے زندگی پر برے اثرات

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ہماری موجودہ حالت

اس وقت مسلمانوں میں روابط و روی جو خلی ہوئی عداوتیں اور بے برکتی محرومیت، قطعیت اور سوائی ہندی، قحط سالی کے واقعی اسباب پائے جاتے ہیں ان میں قطعات کی کثیری قطع رحمی بڑی سے آگے ہے اگر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ایک دوسرے کی عزت کرنے اور بے لوثی و خلوص کے ساتھ ان کو نشیر کرنا اور اس کے نتیجہ میں محبت و یاری دل روحانی کی بربادی اور ختم ہونے والی پریشانیوں میں مبتلا ہونا ہمارے حالات میں ہمیں نظر آتا ہے اس کے سلسلہ میں بھی بعض افسوسناک واقعات سے نتیجہ میں محبت وجہ نا چاقی رنجشگی دیکھنے میں آتی ہے خاندان، قصبوں میں ہوتا ہے بعض واقعات صرف کی کے صدمہ پر رشتوں کے بگڑنے سے ہمیں اور بعض لوگوں کا اس کی تعریف میں ہوئی ماں سے تک اور نسل در نسل اس کا سلسلہ چلا رہتا ہے اور اس کی بہت سی صورتیں ہیں تو ناکیں دوسروں (اور وہ غیر نہیں خود ہی شامل کے بھائی) دیوار کھڑے کرنا ان کے لوگ ایسے ایسے بگڑنے میں صرف ہوتی ہے ہی ہوئی کی کسی ہو ناکامی پر کسی وشی مثال حال سے جیسے بھی (اور اقربا میں) کی صحت کا نتیجہ ہوگی کسی ملاقات کے حصول پر مثلاً حال تھی وہ لوگ ہی ہستی سے کچھ جلد ہیں ان کو بچھڑنے کے زیر سے ان کو بچھڑنے کے غم، تک صحت جس سے اور وہ اچھے بیدار نظر آتے ہیں وہ بھی صحیح کی کے علوم سے ناآشنا اس کے فضل سے پیچیدہ قرآن و حدیث میں اس کا جو حصہ ہے اس سے یکسر غافل اور دور ہے اور اس سنت جلیلہ سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے اور عملی زندگی میں اس کا رنگ سیرت ہوگی میں بہت نمایاں اور غالب ہے بالکل محروم ہیں ہر لوگوں کی دوی کا یاد پرنے علاقات کی پاسداری والے ہیں کے رشتوں کے ساتھ سلوک اور اس دوستوں کی کی محبت

کسی نئی جدوجہد پوری طرح متحرک ہے اور نہ سیاسی اتحاد تنظیم کی کوشش ہیں آرہی ہیں ضرورت ہے کہ اس شعبہ کی طرف پوری توجہ کی جائے کہ اس کے بغیر دعوتی کام صحیح طور پر نہیں چل سکتی۔ دعوت جو تعلق باللہ میں بھی قوت و قوت کمل پیدا ہوتی ہے مرکز جنا عام اور شدید سے اتصال اس کے لئے قوت، حرارت اور فکر و شعور کی ضرورت ہے۔

تو داں کجا ترا میزان پود ان لعل و گہر بی
حدی را تیز ری خواں، چو محمل را گراں بینی

سود و زیاں کی میزان

[illegible]

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

واقعیت پسندی، حقائق دوستی

[illegible] موقع ہے کہ "ماہنامہ الصوفیہ" میں آپ سے کچھ عرض کرنے کا موقع ملا ہے اس لئے کہ یہ خانقاہ کی ہوا ہے جو واقعیت پسندی، حقائق دوستی اور عمل و فکر پر مبنی ہے وہ ہمارے حقائق سے واقفیت اور محسوس کرنے پر مبنی ہے اور ایمان و علم سے زیادہ یقین رکھتی ہے ہر عقیدہ کے لئے یہاں اور دین بھی ریاضت بلکہ ریاضتی نفسیات سے نظریات و خیالات سے مقابلہ میں بہت قریب اور ہمہ رنگ ہے اس لئے کہ حقیقت، صداقت اور زندگی کی تعبیر دونوں میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہے خصوصیت کے ساتھ اس وقت وہ مسلسل طور پر واقعیت پسندی کی زیادہ ضرورت ہے

پہلی بات یہ ہے کہ اگر ہم اپنے کو مسلمان کہتے ہیں تو ہمیں حقیقی معنی میں مسلمان ہونا چاہیے محض صورت کے بل حقیقت کے مسلمان ان لوگوں کا معاملہ جو اس دین حق پر یقین رکھتے ہیں ان دونوں سے بالکل مختلف ہے جو اس کے قائل تک نہیں، دین حق سے باہر والوں کا پہلا فرض ہے کہ وہ اخلاق سے اس دین سے عاری گوشوں کو سامنے لائیں اور اس دین کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ان طریقوں پر چلیں، وہ جتنے اعمال صداقت اور جد و جہد کا ثبوت دیں گے اتنا ہی خدا کے یہاں وہ [illegible] کامیابی کی راہ میں

کتنی پیلی ہو گئیں گی۔

قرآن کا مطالبہ

قرآن میں ہم دیکھتے ہیں کہ فقط قصے یہود سے یا ایمان کامل اور اخلاص کا مطالبہ کرتا ہے جو عقل و بیداری کو تیز کرنے اور معاملہ کی تہ تک پہنچنے کا حکم دیتا ہے

قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (مائدہ ۱۰)

صاف کہدو کہ اے اہل کتاب تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تورات اور انجیل اور اس دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے پاس خدا کی طرف سے بھیجی گئی ہیں۔

ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون (مائدہ ۱۰)

کاش کہ انجیل والے خدا کی انجیل اور اس دوسری کتابوں کو قائم کرتے ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی ہیں کیونکہ جو لوگ خدا کے اوپر سے اترتی ہوئی کتاب کے مطابق

پھر ان کی بدولت پر حسرت نہیں کرتے ان پر کیں غضب ہوا

ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم وذلۃ فی الحیوۃ الدنیا وکذلک نجزی المفترین (اعراف ۵۲)

جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا ہے ان پر رب کے غضب اور ذلت کی مار پڑے گی اور دنیا کی زندگی میں ایسا ہی بدلہ ہے جھوٹ گھڑنے والوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

اس حقیقت کے پیش نظر کہ ہم نے بھی دین سے انحراف کیا ہے اس کے نام اور صورت کو تو قائم رکھا لیکن اس کی روح کو ہم نے ہرگز قائم نہیں رکھا ہے

اس امت کی نسبت اس دین سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ کسی حد تک بھی اس دین پر قائم رہے گی اس کے مقابلہ میں اسی قدر کامیابی بھی ہوگی اس لئے کہ اس امت کا معاملہ دوسری قوموں سے بالکل مختلف ہے

اس سے ہم کو یہ بتانا کیا ہے کہ مسلمان جب تک اس دین پر قائم رہیں گے

ہم مسلمان بن کر رہیں اور اسلام میں پوری طرح داخل ہو جائیں اور اپنی زندگیوں کے پورے کردار کو اپنے اندر مسلمانوں کے اخلاق اور اوصاف پیدا کریں۔

اسی دن سے ہم پر واجب ہو گیا کہ حقیقت اور دین کے اعتبار سے بھی مسلمان ہو جائیں۔ اس لئے کہ ہمیں دن مشغول رہتے ہیں کہ محض کسی چیز کی صورت اور اس کی شکل زیادہ دیر تک کام نہیں دے سکتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

واذا رایتھم تعجبک اجسامھم وان یقولوا تسمع لقولھم کانھم خشب مسندۃ یحسبون کل صیحۃ علیھم ھم العدو فاحذرھم قٰتلھم اللہ انی یؤفکون (المنافقون ۴)

اللہ تعالیٰ خود دیکھئے ان کو جو ظاہر میں تجھ کو اچھے لگتے ہیں کہ وہ کیسے اور کہاں سے کیسی باتیں کرتے ہیں جیسے لکڑی کے تختے ہوں دیوار سے ٹیکے ہوئے جو کوئی چیخ جائیں ہم ہی پر بلا آئی ہوئی ہیں دشمن ان سے بچتا رہ اللہ کی مار ان پر کہاں سے پھرے جاتے ہیں (تفسیر عثمانی)

صورت اور حقیقت

ہمارا موجودہ حال ہے کہ ہم اس دین کی ظاہری ہدایت کا اہتمام کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ مدتوں سے ہمارے بچوں کا تعلق مدرسوں سے ہوتا ہے اور ہم ان کو مدرسے میں بھیجتے ہیں جس کا نام ہم نے اسلامی تعلیم رکھا ہے یہ ہم اس لئے کرتے ہیں کہ دنیا میں ہمارے اسلاف کی تقدیمات کے تحت ہم ہوئے تھے اور ہو رہے ہیں مسلمان ہونے کی یہ ظاہری صورت ہے کہ ہم حقیقی معنے ہو جائیں اور ہمارے اندر واقعی اسلامی زندگی پیدا ہو جائے اور ہم واقعی مسلمان ہو جائیں تو ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم اس کی صورت سے بھی محروم ہو جائیں۔ ہم اس کی حقیقت حاصل نہیں کر سکتے ہیں یہ بھی شیطان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ہم اس سے بڑا قصور کبھی نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم حقیقت کی طلب میں کبھی صرف حقیقت کی ہو سکتے ہیں ہم کو ہمارے ماحول کی ظلمات سے ظلمت کی امیدی جو صرف حقیقت کی پیدا ہوتے ہیں کہیں سے اسلام کے ہمارے اندر صورت سے کہ یہ حقیقت کا حامل

حقیقت کی دائمی تاثیر

زندگی کی تعمیر نو در یماں

میں ہم سے فائق ہیں۔

مسلمان اپنے مخالف پر ایمان، اخلاق، زہد و استغنا، شوقِ شہادت اور "موت" کو "خوف اور موت کی سبیل اللہ کو زندگی پر ترجیح" دینے کی وجہ سے غالب ہوتے تھے، جبکہ دشمن کی فوج عالموں کے لئے لڑتی تھی، وہ میدانِ جنگ کی طرف رہ رہ کر دھکیلے جاتے تھے بہت مجبور ہو کر لڑائی پر آمادہ ہوتے اور ساتھ ہی ان عالموں پر لعنت بھیجتے جاتے اور طبیعت پر بہت جبر کر کے لڑتے تھے

"شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن"

مسلمان شرفِ شہادت کے لئے جان دیتے ہیں تاکہ ثوابِ آخرت سے مالا مال ہوں، نتائج کے اعتبار سے ظاہر ہے کہ ان دو قوموں میں بڑا فرق ہے کہ ایک قوم موت کے بعد بھی جنگ سے پیچھا چھڑا نہیں سکتی ہے اور دوسری موت کو بوسہ دے کر ہمیشہ کی چھٹی پاتی ہے۔

کامیابی کی صرف ایک ہی صورت ہے، وہ یہ کہ ہم واقعی مومن بن جائیں، ایمان کی آتش بدر سے پھر اپنی جانوں کو پرسوز کریں جو باطل کے ہر خس و خاشاک کو جلا سکتی ہے، جب ایمانی حرارت اور زندگی کے شعلہ کی بازیافت ہم کریں گے تو نادیدہ آپ کو دہرائے گی، ہم نے ماضی میں اسلام کے ساتھ خلوص رکھا اور اسلام ہماری رگ و پے میں سما گیا، جاہلیت کے ہر شعار سے ہم الگ ہو گئے، اسلام کی مشعل ہم نے ہاتھوں میں لی تو ہم دنیا کے سردار بن گئے، ہم سارے عالم پر حکمران رہے، ہمارا عقیدہ، تہذیب، اور اخلاق علم و فن نہایت انگیز طور پر دنیا میں پھیل گیا جو کسی زبان و ادب کی تاریخ میں کبھی نہیں آیا، چنانچہ عربی زبان علم و ثقافت کی زبان بن گئی اور ملک کے مسلمان باوجود اعجمی ہونے کے فکر و فلسفہ، علم و فن، بحث و نظر کے لئے اسی زبان کا سہارا لینے لگے اور اس پر فخر کرنے لگے

اسلام کی جہانگیری

آپ بڑے عظیم علماء سے واقف ہیں، جو مختلف صدیوں میں عالم اسلامی میں اٹھے، سیبویہ، فارابی، ابن خلدون، زمخشری، محمد بن قاسم، البیرونی، سید مرتضیٰ، ابن زیدی، بلگرامی کون تھے؟ سب عجمی تھے پھر کس چیز نے انہیں عربی پڑھنے اور سیکھنے پر مجبور کیا، علامہ سرخسی نے اپنی مبسوط کتاب

بندوبستی کوے

"یہ پاپا؟"

تاریخی حقیقت

صحابہ کرامؓ بظاہر بہت ضعیف، کمزور، غربت و جہالت کے مارے تھے۔ مستعمل زندگی میں ان کا کوئی مقام نہ تھا نظریں انہیں حقارت سے دیکھتی تھیں کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے جوتے پھٹے ہوئے، ڈھالیں زنگ کھائی ہوئی تھیں لیکن اس کے باوجود جرأت، بیکیہ کارنامے گویا روئی کی طرح ان کی ٹھوکر سے پیدا ہوتے تھے۔ کل آدھی صدی میں انہوں نے چار حکومت میں اسلام کا علم لہرا دیا اور آدھی دنیا پر اسلامی حکومت کا سکہ رواں کر دیا، نئی قوانین نئی طرز حکومت کی بنیاد رکھی، ایک تہذیب بنی اور دنیا کو ملی۔ جہالت و ناواقفیت اور انسانی مذاہب کی جگہ دنیا میں اسلام کے عدل کی طرف اور انسانوں کی غلامی سے نکال کر ایک خدا کے ذوالجلال کی بندگی کی جانب رواں کر دیا۔

ہم جب بھی ان حقائق کو کھلی آنکھوں سے اور تجربات سے چشم پوشی کریں گے تو انسانیت پر ظلم کریں گے اور حیوانوں کے مقام سے بھی کچھ نیچے آ رہیں گے۔ اس لئے کہ حیوان بھی بہر حال تجربات سے فائدہ اٹھاتے اور خطرات سے بچتے ہیں۔ پھر آدم ہوں نادانی دوبار بار لٹتے جا رہے ہیں حیوان کبھی اپنے دشمن کو نہیں بھولتا لیکن ہم ہیں کہ دھوکہ کھاتے کھاتے بڑھے جا رہے ہیں اور تباہی کو محبت و اصرار کے ساتھ دعوت دیتے ہوئے ہیں۔

شکست کے ذمہ دار

ہماری بدنصیبی ہے کہ وہ لوگ اس شکست کے ذمہ دار ہیں وہ آج بھی ہماری عقلوں پر چھائے ہوئے ہیں اور ہمارے دل میں اب بھی ان کی پہلی سی عزت قائم ہے۔ کریم میں وہ بھی غیرت، حمیت اور انسانیت ہوتی تو ہم ان سے ان جرموں کا سوال کرتے جو قوموں کے قاتل ہوتے ہیں۔ اور ملکوں سے بے وفائی کرتے ہیں ان جانے مجرموں نے ہماری شخصیت، علم، شرف اور ہماری تاریخ پر پانی پھیرا ہے۔

اسلامی تاریخ کے سب سے بڑے مجرم

ان کا سب سے بڑا جرم یہی ہے کہ انہوں نے ہماری تاریخ پڑھنا سکھایا ہے اسلامی تاریخ پر جس پر ہماری عظمت رفتہ کا گہوارہ تھی جس سے ہم ہر موقع پر مدد لیتے تھے ہماری شعور کی بیداری،

[illegible]

خواتین قوموں کا شعار

[illegible]

اسلام کی عورت پر عنایت

[illegible]

اور دوسرا پہلو سے عزم و ثبات کے ساتھ پورے اخلاص و صداقت کے ساتھ ہو اس نے کہ صداقت سے موقع پر عبادت کی ہے اور نہ تہذیب سے کبھی کسی قوم کو کاٹ کر نہیں پھینکا۔ تاریخ اس کی گواہ رہی ہے۔ ملت اسلامیہ جب بھی اس کے بنیادی مزاج اور اس کے بنیادی اصول سے ہٹانے کی کوشش کی گئی ہے اس کا انجام ناکامی پر ہوا ہے۔ خود وہ مسلمان کہ جب اور دوسرے حالات سازگاروں کا فقدان رہا ہے باقر مقابلہ ہمارے خلوص اور اعتماد کا نتیجہ اخلاق ہوا ہے وہ دوسری تہذیب جو ایک مستقل مذہب اور فلسفہ رکھتی ہے سب کا اس عرصہ تک اس میں آنا اس نے مزاج سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت وفادار ہے دوسرے لفظوں میں اس کی عزت نفس سے مرعوب اور فتح مند قوموں سے سب کچھ حاصل کرنے کی کوشش ہوئی ہے واپسی ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

یہ مذہب اور تہذیب کا کمال ہے کہ اس کے ساتھ ملی ہوئی کوئی چیز اس میں اس طرح ...

پلا کس

بچ گئے ہے دوے ہم میت
ے نکلوت کھو تی ہم میت

(روی)

شکست کے بعد

شکست کے بعد آج ہماری جو حالت ہے وہ غزوہ تبوک میں رہ جانے والے صحابہ کی حالت سے مشابہ ہے۔ قرآن نے کی ہے کہ زمین اپنی وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کے جی دو بھر ہو گئے۔ انھیں خیال ہوا کہ اللہ سے بھاگ کر اللہ ہی کی پناہ میں آنا ہوگا۔ آج ہم بھی زمین اسی طرح تنگ ہے اور سرزمین فلسطین جائے گھیلے کہ ہر روز دست و دست کا یہ حال ہے اور ہر دل نگاہوں سے ہم لٹے لٹے گئے ہیں۔ ہم پر وقت نے احسان کیا ہے کہ اللہ سے ہو کہیں پناہ نہیں اور اس کے تاریک اور بند دروازوں کے سوا ہمیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا ہے کہ ہم نے اسلام سے بغاوت کر کے کچھ پایا ہمیں اب کہنا چاہئے کہ ہم اسلام کے نام لیوا ہیں اور اس

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے ہمیں بھی اپنے دل میں جگہ دے تو آپ اس مطالعہ میں پیچھے نہ رہیں آپ سے تو اور بہت سے لوگ کو قومی، وطنی، لسانی اور تہذیبی بلکہ ان کا رشتہ بھی ہے آپ ہم ہندوستانیوں کو بھی کبھی کبھی یاد کر لیا کریں ہم تو ہر ہفتہ بے اختیار دوہراتے ہیں۔ وہ ہم ہی تھی ہے اور آتش شوق تیز تر ہو جاتی ہے۔

ترکوں کے لئے یہ ایام ایک تاریخی کیفیت رکھتے ہیں جو دوسرے کسی خطہ کے نہیں ہو سکتے۔ محمد کا نام لے کر تو ہم کچھ لکھ ہی نہیں سکتے ہوں، نہیں نام بتا سکتے ہوں، اسلام کا نام لے کر تو دیکھو کہ کس طرح ہم ہندوستانی بھی بے اختیار آنکھوں سے مل بڑے ہیں۔ مقام ہے آج بھی آنکھ کا تیر ہیں۔ خدائی فوجدار کی دہائی ہے اس سے بڑھ کر قوت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ تیرہ سو برس کے بعد بھی ہم اس کے نام پر اپنا سب کچھ لٹا دینے کو تیار ہیں۔ لیکن آج وہ زمانہ نہیں ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں ہمیں کہنا ہے کہ "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اخیر خدائی بعثت ہو تو ہماری تاریخ آپ کی تاریخ سے مختلف ہوتی۔ سلام ہی کے رشتہ میں ہم دونوں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ السلام جس میں ہم دونوں عہد وفا باندھا چاہتے ہیں، وہ السلام جس کے لئے ہماری آرزو ہے کہ آپ اس سرزمین کی حفاظت اور اس کے سہارے دنیا کی امامت کا کار عظیم سنبھالیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس تلخ گوئی کو معاف کریں گے۔ اس لئے کہ یہ صرف اخلاص کا نتیجہ ہے۔

ہمیں ہیں تلخ لوگی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

ناشر:- دار الاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۱۳۲۵۸۶-۲۱۳۲۵۸۸-۲۱۰

خواتین کے لئے دلچسپ معلوماتی و مستند اسلامی کتب

تفاسیر و علوم قرآن کی اور حدیث نبوی کی کتابیں

دارالاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآن

حدیث

ناشر: دارالاشاعت اردو بازار کراچی جناح روڈ